یکم سے ۱۵ اپریل ۱۹۸۳ء
۱۱ سے ۲۵ چیترا ۱۹۰۵ شاکا

आकाशवाणी

آواز

ت کا ۴۸ واں سال
ت 50 پیسے

آل انڈیا ریڈیو، دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات

اس بار اردو مجلس (دہلی) سے غزلیں

آرٹ: محمد رفیق اے ایس۔ کاٹی (مہاراشٹر)

ضیا فتح آبادی

سب سے سندر، سب سے پیارا تیرا کعبہ میرا شوالہ
دل کا ٹکڑا، آنکھ کا تارا تیرا کعبہ میرا شوالہ

انسانیت کی بازی ہیں، ہارنے والا کب جیتا ہے
ایسا جیتا، پھر نہ ہارا تیرا کعبہ میرا شوالہ

بجتے گھڑیالوں میں سنائی دیتی ہے آواز اذاں کی
سب سے انوکھا، سب سے نیارا تیرا کعبہ میرا شوالہ

ہر مذہب کا مقصد و منشاء ہے تسکینِ خاطرِ آدم
صلح کی منزل کا ہے اشارا تیرا کعبہ میرا شوالہ

سرشارِ جامِ الفت پر رحمت کی بارش ہوتی ہے
جو پالے اس کا ہے سہارا تیرا کعبہ میرا شوالہ

گلیوں، بازاروں، کوچوں میں اکتارے پر ایک ہی سُر میں
گیت الاپے اک بنجارا تیرا کعبہ میرا شوالہ

پانوں ملا کر چلنا ہی تو ہے تعبیرِ خوابِ منزل
غم کا مداوا، درد کا چارا تیرا کعبہ میرا شوالہ

ایک ہی کشتی ایک ہی مانجھی ساتھ جئیں گے، ساتھ مریں گے
یہ دریا تو وہ ہے کنارا تیرا کعبہ میرا شوالہ

علقمہ شبلی

زندگی مقتول بھی ہے، زندگی قاتل
ہے یہی گرداب میرا اور یہی ساحل
یوں تو کہنے کو ہے وہ فہرست سے
غور سے دیکھو تو وہ فہرست میں شامل
چاندنی بھی یاد کی ہے، دھوپ بھی
سہل بھی ہے زندگی کرنا بہت مشکل
رسمِ خوں نوشی نہ کیوں ہر دور میں
آپ کی شمشیر بھی ہے اور میرا دل
وہ کہ جس کی کج کلاہی پر جبیں
زندگی کے مستند آداب کا قائل
یہ سمندر ذات کا پایاب ہے
ہے وہی منزل نما بھی اور وہی

اسعد بدا

سب ہُنر ہیچ لگے جب ہمیں اور
کیسے دنیا میں عروجِ خس و خا
تیری آنکھوں کے سمندر بھی عجب
ڈوبنے والا یہاں آن کے تیرا
میری سانسوں کا تموج بھی غضب
روح کا ذکر نہیں جسم بھی ناپاک
میری دنیا میں ہر اک چیز اجل د
جو اٹھا خاک سے مٹی میں ملا، خا
خود پہ قابو تھا تو سینے میں کوئی
کھل کے رویا تو نہ دامن مرا نم
ہاں اسی دل کی بدولت ہے یہ
یہی کمبخت ہر اک بزم میں بے

کرشن مراری

تارِ دل کے جھنجھناتی جا رہی ہے
تیرگی شاید پگھلتی جا رہی ہے
اب سزا مجھ کو سنا بھی دیجیے گا
ایک جرمِ آگہی سرزد ہوا تھا
ذائقہ ہے پھر کسی حرفِ تہی کا
بے ضرر سی اک خطائے آسمانی
رنگ گڈمڈ ہو گئے وہم و یقیں کے
پھر پرانی رت کا جھونکا ہے یقیناً
جو مکاں کے لامکاں تک سلسلے تھے
پھر نظر سے وہ نظر ٹکرا
رات ڈھلنے کی خبر ا
اک خطا دل میں مچلتی
زندگی اب تک سزا گیر
ایک بے معنی ادا ابھر
پھر حدیثِ عشق کو د
اک تری تصویر بنی
درد کی رنگت سنور
بے کلی ان کی بکھر
"لمحۂ کم مہرباں" کی دوستی اب
لاکھ امکاں سے گذرتی جا رہی ہے

محسن زیدی

جادو مری زبان کا چلتا دکھائی دے
باتوں سے میری اب وہ پگھلتا دکھائی دے
دو چار گام ہی تک اندھیرا ہے راستہ
کچھ دور پر چراغ سا جلتا دکھائی دے
کرنیں بھی اب زمیں سے اٹھانے لگیں بساط
سورج بھی اپنے اوج سے ڈھلتا دکھائی دے
پرچھائیوں کے شہر میں لوگوں کو اپنا قد
اک دوسرے کے قد سے نکلتا دکھائی دے
رنگوں کا وہ اسیر نہیں اس کے جسم پر
خود ہی لباس رنگ بدلتا دکھائی دے
اب کشتیوں کو بھی تو روانی کا حکم ہو
پانی تو موج موج اچھلتا دکھائی دے
کرنے دو آج اس کو قلم روشنی کا سر
دیکھو وہ کل جو ہاتھ نہ ملتا دکھائی دے
محسن پہنچ کے اندھے سرے پر نہ ہوا اداس
اک راستہ یہیں سے نکلتا دکھائی دے

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر اوم پرکاش بجری وال ۳۸۲۲۴۹
ادارت
سراج احمد ۳۸۲۲۵۴
ہرمہندر سنگھ وج
اسسٹنٹ بزنس منیجر ڈی کے پوری ۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ LISTENER

نئی دھلی — یکم اپریل ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۱ چترا ۱۹۰۵ شاکا — جلد ۴۸، شمارہ ۷

اس شمارے میں

گی اور بین الاقوامی تعلقات — پریلا رتنم —— ۳
اور تحریک ناوابستگی —— ایس وسوم —— ۵
ستگی کی تحریک اور امن عالم — ڈاکٹر وی پی دت —— ۶
ناوابستگی بلگراد سے نئی دہلی تک — رام پرساد سود —— ۸
اردو تنقید —— ڈاکٹر ثاقب انور —— ۱۰
نذرالاسلام ایک باغی شاعر — ڈاکٹر شانتی رنجن بھٹاچاریہ — ۱۱
ے —— سید آل احمد —— ۱۲
شعائیں —— بی وی بی راؤ —— ۱۴
ین کے لیے روزگار کے مواقع — بلقیس فاطمی —— ۱۶
س پری وش کا —— احمد جمال پاشا —— ۱۸
ی کا سرطان —— ڈاکٹر آر ایل جین —— ۱۹
ہوتا اگر ساس بہو کے جھگڑے نہ ہوتے — ناہید جمال —— ۲۱
کیسے جلتی ہے —— مرزا عرفان بیگ —— ۲۲
گارکاری کا فن —— ڈاکٹر فہمیدہ کبیر —— ۲۴
میل —— شمیم صادقہ —— ۲۵
یں میری —— شمیم سیفی —— ۲۷
ماکر —— ابوالکلام عزیزی —— ۲۹
ے گلاب کی خوشبو —— شمیم یزدانی —— ۳۰

غزلیات

مدحت الاختر —— ۱۳
پریم نارائن سکسینہ راز —— ۱۶
عبدالغفار راغب —— ۱۷
رہبر —— ۲۶
نور قریشی —— ۳۸
رادھا کرشن سہگل —— ۴۷

قیمت

فی کاپی —— ۵۰ پیسے
سالانہ —— ۱۰ روپے
دو سال —— ۱۸ روپے
تین سال —— ۲۵ روپے
(اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

ناوابستگی اور بین الاقوامی تعلقات

پریلا رتنم

کسی ملک کی بامقصد خارجہ پالیسی کے لیے ضروری ہے کہ وہ دو ایسے عناصر پر مشتمل ہو جو وقت کی ضرورت کے اعتبار سے متوازن طور پر ایک دوسرے سے بہت نزدیک ہوں ان دو عناصر میں پہلا عنصر ہے عینیت یا آئیڈیلزم اور دوسرا ہے حقیقت پسندی جو عرف عام میں وسیع ذاتی مفاد کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگر کبھی ایسی گھڑی آجائے کہ ان دو عناصر میں ٹکراؤ پیدا ہونے کا خدشہ ہو تو ایک باشعور ملک حقیقت پسندی کو پرکھے گا اور ذاتی مفاد کا انتخاب کرے گا۔ برطانوی خارجہ پالیسی میں یہ روش ہمیشہ مسلمہ عمل رہی ہے۔ ۱۹۴۸ میں ایوان زیریں سے خطاب کرتے ہوئے پامراسٹون نے اپنے یادگار اور تاریخی خطبے میں ان دو عناصر کی تعریف ان ذیل الفاظ میں کی تھی۔

"نہ تو ہمارے رفیق دائمی ہیں اور نہ ہی ہمارے دشمن جاودانی ہیں۔ صرف ہمارے مفادات دائمی و جاودانی ہیں اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے مفادات کے لیے کام کریں ....."

ناوابستگی کے عالمی نظریہ کی شدید ضرورت کو پہلی بار ۱۹۵۵ء میں بنڈونگ میں منعقدہ افرو ایشیائی اقوام کی کانفرنس کے دوران محسوس کیا گیا۔ اس میٹنگ کے بعد بہت سے ممالک کے رہنماؤں نے نظریہ ناوابستگی کو اپنے اپنے ملک کی خارجہ پالیسی کی بنیاد بنانے اور اس کی وکالت کا آغاز کیا۔

ناوابستگی کیا ہے؟ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم تین متعلقہ نظریات بھی ذکر کریں۔ ان میں سے پہلا ہے۔ مستقل غیر جانبداری، غیر جانبداری اور ناوابستگی۔ مستقل غیر جانبداری ایک ایسا نظریہ ہے جو برسوں سے جانا جاتا ہے مزید برآں اس کو بین الاقوامی قانون میں بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کا تعلق ایسی ریاست یا ملک سے ہے جو کم و بیش مستقل طور پر غیر جانبدار ہے۔ اس سے غرض نہیں کہ یہ غیر جانبداری رضاکارانہ ہے یا حالات کے دباؤ کی وجہ سے ہے۔ اس کی مثال میں سوئزرلینڈ اور فن لینڈ کے نام رکھے جا سکتے ہیں۔

دوسرا نظریہ ہے غیر جانبداری کا۔ یہ ایک قانونی نظریہ ہے اور اس کا تعلق صرف حالت جنگ سے ہے۔ مثلاً ملک 'الف' کی لڑائی ملک 'ب' سے ہو رہی ہے اور ملک 'ج' ان دونوں میں سے کسی کی بھی حمایت نہیں کرتا تو وہ غیر

جانبدار کہلائے گا۔

اس کے بعد ناوابستگی کا نظریہ آتا ہے۔ جب پہلی بار اس نظریے کو اپنایا گیا تو اس کا مطلب تھا بڑی طاقتوں کے ساتھ فوجی معاہدے نہ کرنا۔ کسی حد تک اس وقت یہ نظریہ سرد جنگ کا جواب اور نوآزاد ممالک کی قوم پرستی کی پیداوار تھا۔ اس کے علاوہ اس حقیقت کا شاہد بھی تھا کہ بڑی طاقتوں کے تمام تر مفادات چھوٹی طاقتوں کے مفادات سے مماثلت نہیں رکھتے اور اگر کچھ مفادات دونوں کے لیے عمومی ہوں تو بھی اس فیصلے کا اختیار چھوٹی طاقتوں کو ہو کر کون سے مفادات مجموعی ہیں۔ اس وقت اس بات کو بھی محسوس کیا گیا کہ بڑے طاقتوں کے ساتھ فوجی معاہدوں کا نہ کرنا، ترقی پذیر ممالک کے قومی مفادات کے حق میں بہتر ہوگا۔

ناوابستگی، کسی ملک کے قومی مفادات کے حصول کے بہت سے ذرایع میں سے ایک راستہ تھا۔ یہاں اس بات کو دھیان میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ کچھ لوگ کسی ناوابستہ ملک کی خارجہ پالیسی کو ہی ناوابستگی سمجھ لیتے ہیں جو کہ یقیناً غلط فہمی پر مبنی ہوتا ہے۔

ناوابستگی کے حامی ممالک کے طریقہ کار میں اور مقصد میں اختلاف ہو سکتے ہیں۔ عربوں کے لیے ناوابستگی، مغرب اور قبل انقلاب کے قدیم عرب حکمرانوں کے خلاف قومی بغاوت کی پیداوار تھا۔ جب جمال عبدالناصر نے مصری خارجہ پالیسی کو ناوابستہ قرار دیا تو انتہا پسند عرب حکومتوں نے بھی یہی راستہ اپنایا۔ مشرق وسطیٰ کو مغربی غلبے سے، جو ان ممالک کی آزادی کے بعد بھی برقرار تھا، چھٹکارہ دلانے کے لیے عرب قوم پرستوں نے ناوابستگی کا استعمال ایک ہتھیار کے طور پر کیا۔ کچھ ایسی ہی حالت افریقہ میں تھی۔ مغربی ممالک سے آزادی حاصل کرنے، بیرونی اور نئے قسم کے نوآبادیاتی حملے کو روکنے، بڑی طاقتوں کے جھگڑے میں الجھنے سے احتراز کرنے، معاشی ترقی پر زور دینے، بندشوں کے بغیر مدد پانے ترقی پذیر اقوام کے حقوق میں اعتماد پیدا کرنے اور متعدد بین الاقوامی معاملات پر اپنی آواز کو با اثر بنانے کے لیے کوشاں متعدد رہنماؤں کے گروپ کو افریقی ناوابستگی نے اپنے مقاصد میں بھی شامل کر لیا۔

یہ بات طے ہے کہ ناوابستگی کو ایک مقصد کوئی بھی نہیں سمجھتا ہے۔ یہ تو مقصد تک پہنچنے کا ایک راستہ ہے۔ خود اس میں کسی خاص خارجہ پالیسی کا ڈھانچہ نہیں ملتا ہاں یہ ضرور ہے کہ ناوابستگی متعدد ممالک کے لیے ان کے قومی مفادات کے مطابق ایک بنیاد ضرور بن سکتی ہے۔

یہ قطعاً ضروری نہیں ہے کہ نوآبادیاتی نظام مخالف گروپ کے تمام ممبران ناوابستہ بھی ہوں۔ مثلاً سوویت یونین نوآبادیاتی نظام کا مخالف ہے لیکن ناوابستہ ممالک میں اس کا شمار نہیں ہوتا ہے۔

کچھ لوگوں نے ناوابستگی پر 'موثر' یا 'مثبت' کا لیبل لگانے کی کوشش کی، لیکن نہرو کی نظر میں ناوابستگی کا مطلب غیر جانب دار یا منفی پالیسی نہیں ہے۔ یہ ایک مثبت اور ناگزیر پالیسی ہے جس کا منبع ہماری چہ آزادی ہے۔ گھانا کے نکورمانے کہا تھا" ہمیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ اپنی ناوابستگی کی خارجہ پالیسی کی وجہ سے آج ہم اس قابل ہیں کہ اپنے دفاع کی بات بنا جھجک، بلا خوف اور مشرق یا مغرب کی حمایت کے بغیر کہہ سکتے ہیں۔ ہماری پالیسی منفی پالیسی نہیں ہے۔ مثبت غیر جانبداری یا ناوابستگی کا مطلب اہم بین الاقوامی معاملات سے خود کو دور رکھنا نہیں ہے۔ موٹے طور پر اس کا مطلب ہے اپنی سمجھ کے مطابق اور کسی بھی بڑی طاقت سے مکمل طور پر غیر متاثر ہو کر مثبت قدم اٹھائے۔"

آیئے دیکھیں وہ کیا فوائد ہیں جن کا دعویٰ ناوابستگی کرتی ہے اور جن کو اخلاقی اور مادی کسوٹیوں پر بھی پرکھا جا سکتا ہے۔ قومی مفادات کو پورا کرنے کے دباؤ کے تحت مختلف ملکوں کا ناوابستگی سے تعلق نظریاتی سے زیادہ عملی، مقصد سے زیادہ ایک ذریعہ اور دائمی سے زیادہ عبوری رہا ہے۔ ناوابستہ ممالک نے جن چھ باہم وابستہ اور مثبت فوائد کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ ناوابستگی سیاسی آزادی کو یقینی بناتی ہے اور اس طرح قومی خودداری اور یک جہتی کو فروغ دیتی ہے۔

۲۔ اتحادی ممبرشپ، جو کہ ایک بندش کا کام کرتی ہے، کے برعکس ناوابستگی اظہار خیال و عمل کی آزادی دیتی ہے۔

۳۔ ناوابستگی، چھوٹی قوموں کو ان بڑے جھگڑوں میں الجھنے سے دور رکھتا ہے جن سے اِن قوموں کا براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔

۴۔ وابستگی، مقامی نوعیت کے مسائل کو مزید دشوار بنا دیتا ہے کیونکہ یہ علاقائی تنازعات کی جانب عالمی طاقتوں کو راغب کرتا ہے۔

۵۔ وابستگی کے ساتھ فوجی معاہدے اور احسانات بھی شامل ہوتے ہیں جسکے سبب ملک کے ان قلیل ذرائع کا رخ، جو معاشی ترقی کے لیے فوری طور پر ضروری ہیں، بدل جاتا ہے۔

۶۔ ناوابستہ اقوام یہ فیصلہ کرنے کے لیے آزاد ہوتی ہیں کہ وہ معاشی امداد کسی ایک یا دونوں بلاک سے حاصل کریں۔

ناوابستگی کے اس موثر تصور سے چار مقاصد وابستہ ہیں۔

(i) عالمی امن کے قیام کے لیے کام کرنا۔ (ii) اقوام متحدہ پر اعتماد رکھتے ہوئے اور پرامن بقائے باہمی کے توسط سے بین الاقوامی تناؤ اور جنگ سے احتراز کرنا (iii) فلاح انسانی اور پسماندہ معاشروں کی سیاسی آزادی کو وسعت دینے کے لیے ان کی جدید کاری۔ (IV) اقوام عالم کے بڑھتے ہوئے دائرے میں وابستگی کے رجحان کو پھیلنے سے روکنا۔

عموماً آج تک یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اقوام متحدہ میں جب بھی کسی فیصلے کا وقت آیا، خواہ یہ نوآبادیاتی ... یا عالمی امن پر عام سا ریزولیوشن، ناوابستہ ... نے متحدہ طور پر اپنے ووٹ کا استعمال کیا ہے۔ یہ ... کے نوآبادیاتی نظام مخالف رویے اور دنیا میں قیام ... خواہش پر مبنی رہا۔ ایسے مواقع پر اقوام متحدہ میں ... ملکوں نے بھی اکثر و بیشتر ساتھ دیا۔ لیکن جب بھی مقامی ... کا معاملہ زیر غور آیا ناوابستہ گروپ کے اختلافات سامنے آگئے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے اس کو سمجھنا ... آسان ہے۔ ناوابستہ ممالک کی تاریخ، ثقافت یا ... میں کسی طرح کی بھی یکسانیت نہیں ملتی ہے۔ ان کی ... مفادات ایک دوسرے کے برعکس ہیں جو ان میں تف... کر دیتے ہیں۔

ہند اور چین کے درمیان چلے آرہے سرحدی ... کو حل کرنے کے لیے ۱۹۶۲ میں ناوابستہ ممالک کی کانفرنس کولمبو میں منعقد ہوئی تھی لیکن وہاں جو رو... گیا وہ آپسی نفاق کی مثال ثابت ہوا۔ اس کانفرنس ... چین کو حملہ آور تک نہیں مانا گیا۔

ان سب باتوں کے باوجود ناوابستہ گروپ ... مثبت نتائج بھی حاصل کیے ہیں۔ جن میں سے کچھ یہ ہیں ...

(i) اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ ناوابستہ گر... دباؤ نے نوآبادیاتی نظام کے شکنجے میں پھنسے ... ممالک کی آزادی کی رفتار کو تیز تر کیا اور اس ... علاوہ دو بلاکوں میں تقسیم ہونے کے رجو... رفتار کو کم کیا ہے۔

(ii) ناوابستہ گروپ دنیا کے سامنے اس بات ... بلاک پالیسی کا نعم البدل موجود ہے اور یہ پا... میں امن قائم کرنے کے مقصد میں کوئی مدد ... کرے گی۔

(iii) ناوابستہ اور افرو ایشیائی گروپ نے نوآ... کو، اپنے لیے مناسب نامناسب کا فیصلہ خود ... کے حق کا آزادانہ استعمال کرنے میں ضروری مدد بھی دی۔

گو محدود پیمانے پر ہی سہی لیکن دنیا میں ا... رکھنے میں بھی ناوابستہ ممالک نے مدد دی ہے۔ کبھی کبھی ... ممالک نے کامیابی کے ساتھ، اس وقت جبکہ بڑی طاقتو... اپنے اختلافات کا تصفیہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ... ان کے درمیان مصالحت کرانے کا فرض انجام دیا ہے ... کے بعد بھی، بڑی طاقتیں راضی ہوئی ہیں تو، ناوابس... ممالک نے جائزے اور پٹرولنگ وغیرہ کے لیے ٹروپس ... مہیا کیے ہیں

اگر ناوابستہ ممالک کو کوئی عظیم کامیابی نہیں ... پائی تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس گروپ کو حقیقی مع... کسی فوجی یا معاشی طاقت کی پشت پناہی حاصل نہیں ... نہ تو ان کے پاس اپنی مناسب فوجی طاقت تھی اور نہ ...

ے درمیان اس قدر ہم آہنگی تھی کہ وہ اپنے مفادات کے ٹکراؤ
ے بچ سکتے اور اپنے علاقائی مسئلوں کو آزادانہ اور مجموعی
صلاحیتوں سے حل کرسکتے۔ ناوابستہ گروپ کی یہی کمزوری
تھی جس کے سبب وہ ایک رائے عامہ پیدا نہیں کرسکے
حالانکہ انہوں نے اقوام متحدہ میں موثر پاور بلاک تشکیل دے
دیا تھا۔ اس کے علاوہ بہت سی ناوابستہ اقوام کی معاشی
ترقی کا تمام تر انحصار ترقی یافتہ ممالک پر ہے۔ اس بات
نے نہ صرف ان کے دائرہ اثر کو محدود کردیا بلکہ کچھ معاملات
میں تو ان کی خود اعتمادی کو بھی کمزور کردیا تھا۔ اس کے
علاوہ اگر کوئی ملک دونوں بڑی طاقتوں سے مدد حاصل
کرلیتا تو ملک میں ایسے مخالف گروہ پیدا ہوجاتے جس
میں سے ایک امریکہ کی اور دوسرا سوویت روس کی طرفداری
کرتا۔ ان حالات نے کتنے ہی ملکوں کے اندرونی حالات میں
انتشار کی کیفیت پیدا کردی۔ اوپر سے ایک ستم یہ ہوا کہ
وہ تمام رہنما جنہوں نے ناوابستگی کی تحریک کے لیے بہت کچھ
کیا تھا ایک ایک کرکے اس دنیا سے اٹھ گئے اور دنیا ان کی
قیادت ورہنمائی سے اب محروم ہوگئی ہے۔ مزید برآں، سرد
جنگ اور تنازعات کی یہ طے شدہ خصوصیت رہی ہے کہ
بہت زیادہ نازک معاملات کا تصفیہ جنرل اسمبلی سے باہر
ہی ہوتا رہا ہے۔ مثلاً ۱۹۶۰ کے بعد سے ویتنام کی جنگ اور
لاطینی امریکہ میں تخریب کاریاں اقوام متحدہ سے باہر ہی رکھی
گئی ہیں۔ اس صورت حال نے ناوابستہ اقوام کو اقوام
متحدہ کی اسمبلی میں ان کی بڑھتی ہوئی اکثریت سے محروم
کردیا ہے۔

اب تک کے حالات سے صاف ظاہر ہے کہ ناوابستگی
کی تحریک کو خود اپنے ممبران کے درمیان بحرانی کیفیت کو
ختم کرنے میں بھی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔
توقع تو یہ ہے کہ مارچ میں نئی دہلی میں منعقد ہونے والی
ناوابستہ ممالک کی کانفرنس میں بھی افریقی نااتفاقی
کی جھلکیاں ضرور نظر آئیں گی کیونکہ یہ کانفرنس اپنے دامن
میں بہت سے اختلافات اور نااتفاقیاں لے کر آئے گی۔ کچھ
ممالک کی خواہش ہوگی کہ ناوابستگی کی تحریک افغانستان
پر روسی قبضے کے خلاف موثر اور سخت قدم اٹھائے اور اسی کے
ساتھ افریقی ممالک میں کیوبا کی فوجوں کی مداخلت کے خلاف
بھی آواز بلند کی جائے تاکہ لاطینی امریکہ اور دوسرے مقامات
پر امریکی اور مغربی طاقتوں کی مداخلت پر کی جارہی ان کی
مذمت ایک طرفہ اور جانبدارانہ نہ رہے۔

ان حالات میں بہتر ہوگا کہ کچھ گفت وشنید کانفرنس
شروع ہونے سے پہلے ہی کرلی جائے تاکہ کانفرنس میں متنازعہ
امور سامنے نہ آئیں اور اتفاق رائے سے عالمی مسائل پر
معنی خیز نتیجہ انگیز بات چیت ہوسکے۔ امید ہے کہ نئی دہلی کی
ناوابستہ چوٹی کانفرنس ایک عظیم کامیابی ثابت ہوگی
اور اس کے توسط سے ممبران ممالک عظیم اور براہ راست
معاشی تعاون کو بہتر بنائیں گے۔ (آکاشوانی دہلی سے نشر)

نہرو اور تحریک ناوابستگی

ایس وسوم

جب کبھی تحریک ناوابستگی کی تاریخ لکھنے کا موقع آتا ہے تو اس وقت یہ ممکن نہیں کہ نہرو کی ان کوششوں کا ذکر نہ آئے جو انھوں نے اس تحریک کی پرورش وپرداخت کے لیے کیں، اس کی وجہ محض یہ نہیں ہے کہ نہرو اس وقت اس تحریک کے بانی ممبر بنے جب یہ دنیا دوسری جنگ عظیم کے نتائج کے سبب تناؤ اور انتشار کا شکار تھی۔ اس کی وجہ یہ بھی نہیں کہ نہرو کے آزاد وجدید ہندوستان کے خواب کو عملی شکل دینے کے لیے ناوابستگی کے نظریہ کو بھارتی خارجہ پالیسی کی بنیاد بنایا گیا تھا۔ تحریک ناوابستگی کو زیادہ موثر بنانے اور فروغ دینے میں نہرو نے جو کردار ادا کیا اس نے ہندوستانی طرز حکومت کے اصولوں کو ایک فضیلت بخشی۔ ان کی نظر میں یہ تحریک جس قدر سیاسی تھی اتنی ہی فلسفیانہ بھی تھی۔ بھارت کی ترقی سے قابل فخر حد تک مناسبت رکھتی تھی اور اس نے دنیا کے ممالک کی تنظیم میں ایک ایسے آزاد ممبر ملک کا درجہ دیا تھا جو عالمی امن کے لیے سرگرم تھا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ نہرو کا نظریہ ناوابستگی دنیا میں قیام امن کی ان کی خواہش اور وعدے سے پیدا ہوا تو درحقیقت یہ مبالغہ نہ ہوگا۔

نہرو نے ناوابستگی کو کبھی بھی غیر جانبداری کے ہم معنی نہیں سمجھا۔ جب تحریک کے مخالفین نے اس تحریک کو غیر اخلاقی بتایا کہ یہ عمل سے علیحدہ رہنے کے بزدلانہ اصول کی وکالت کرتی ہے تو نہرو نے اس وقت جو بیان دیا اس کی گونج آج تک باقی ہے۔

”جہاں آزادی کو خطرہ ہو یا انصاف کو دھمکی ہو یا جہاں حملہ وقوع پذیر ہوتا ہو وہاں، ہم نہ تو غیر جانبدار رہے ہیں اور نہ رہیں گے۔ ہم جس شے کے لیے وکالت کررہے اور اپنے نامکمل طریقوں سے جس کو عمل میں لانے کی کوشش کررہے ہیں وہ ہے امن ہیں ہمارا مکمل عقیدہ اور اس کو یقینی بنانے کے لیے خیال وعمل کی مسلسل کوشش“

نہرو نے اپنے بچپن میں ہندوستانی انقلاب دیکھا اور کتنی ہی قوموں کو آزادی کی جدوجہد میں مصروف دیکھا تو نہرو نے محسوس کیا ہندوستانی انقلاب کی روش میں بھی دیگر قوموں کی جدوجہد سے بہت کچھ مطابقت ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۵۵ء میں بنڈونگ میں منعقد افرویشیائی ممالک کی کانفرنس میں نہرو نے کہا تھا کہ وہ یہاں بھارت کے نمائندے کی حیثیت سے زیادہ اس انقلابی عمل کے حصے کے طور پر آئے ہیں جو ہندوستان میں جاری ہے۔ نہرو کی نظر میں ناوابستگی محض ایک سیاسی پالیسی نہیں تھا۔ بلکہ زندگی کا ایک راستہ تھا۔ نہرو ہتھیاروں کی اس دوڑ کے خلاف بھی بولتے رہتے تھے جو دوسری جنگ عظیم کے بعد زیادہ طاقت حاصل کرنے کی خواہاں قوموں کے بیچ جاری تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ تخفیف اسلحہ، خطرناک نیوکلیائی ہتھیاروں کے اتلاف اور عالمی اتحاد کو تحریک ناوابستگی کے اہم وبنیادی عناصر سمجھتے تھے۔

اس فکر کے پیش نظر نہرو نے باوجود اعتراضات اور تنقید کے، ہندوستان کو فوجی معاہدوں اور بڑی طاقتوں کے بلاک میں شامل ہونے سے دور رکھا۔ نہرو بلاخوف وخطر Seato، Nato اور Cento جیسے فوجی گٹھ بندھنوں کے خلاف بولتے رہے اور عمر بھر اس تباہی سے ان کو آگاہ کرتے رہے جو یہ اتحاد اپنے دامن میں لیے تھے۔ نہرو کے شدید ترین مخالف

جواہر لال نہرو اور انڈونیشیا کے صدر سوکارنو محو گفتگو

نے بھی کبھی ان پر علیحدگی پسند یا خود غرضی کا الزام نہیں لگایا۔

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ نہرو مزاجی اور سیاسی طور بین اقوامی اتحاد کے حامی تھے۔ وہ اعلیٰ سطح کی انسانی برتری میں یقین رکھتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ تحریک ناوابستگی دو مخالف پاور بلاکوں کے درمیان ایک پل کا کام کرے گی۔ ہندوستان کی تحریک آزادی کے دوران جس نعرے نے ان گنت ہندوستانیوں کو سب سے زیادہ متاثر کیا وہ تھا "آزادی ایک بیش بہا موتی ہے۔ اپنی پوری قوت سے اس کی حفاظت کرو" یہ نہرو کا نعرہ تھا۔ وہ اس نعرے کی گونج اس پوری دنیا میں عموماً اور ایسی چھوٹی اقوام کے درمیان خصوصاً پھیلانا چاہتے تھے جو سامراج واد، نوآبادیاتی نظام اور آزادی کو درپیش خطرات کے خلاف مصروف جنگ تھیں نہرو چاہتے تھے کہ نوآزاد ملک اس نعرے کے بل پر نوآبادیاتی نظام کی سیاسی اور معاشی وراثت کا ازالہ کریں۔

نہرو کے نظریہ ناوابستگی میں کوئی شے منفی نہیں تھی۔ درحقیقت انھوں نے اس تحریک کو احتراز جنگ اور قیام دوستی کا مثبت ذریعہ بنانے کی پرزور وکالت کی تھی۔ اس فلسفے نے بھارت اور چین کے درمیان متفقہ طور پر مشہور زمانہ پنچ شیل نام کے پانچ اصولوں کو جنم دیا۔ عالمی تعلقات کی حقیقی بنیاد بنانے کے لیے نہرو نے پرامن بقائے باہمی کے پانچ اصول تجویز کیے تھے۔ حتیٰ کہ بھارت پر چین کے حملے نے بھی ناوابستگی میں نہرو کے عقیدے کو متزلزل نہیں کیا تھا۔ نہرو نے کہا کہ بھارت پر چین کے حملے سے دونوں ملکوں کے تعلقات میں ایک بڑی تبدیلی آئی تھی لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس بات سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ناوابستگی پالیسی غلط تھی یا پنچ شیل کے اصول غلط تھے اس کی وجہ صرف یہ ہے چین نے ضابطہ شکنی کی تھی۔ اس وقت نہرو نے کہا تھا "ناوابستگی ہماری اس سرحدی پالیسی کا ایک حصہ ہے جو عالمی امن اور امداد باہمی کے لیے کارگر ہے۔ ہم اس مقام پر پہونچ چکے ہیں جہاں سے کوئی دوسری پالیسی ہمیں عالمی تباہی کی طرف لے جاسکتی ہے۔"

وہ تحریک جو ۲۵ ارکان سے شروع ہوئی تھی اس میں آج ۹۰ سے زائد ارکان ہیں اور یہ وہ ممالک ہیں جو عالمی امن کے خواہاں ہیں۔ یقیناً اس کامیابی کا سہرا تحریک کے بانیوں نہرو، ناصر اور ٹیٹو کو جاتا ہے۔ نئی دہلی میں چل رہی ناوابستہ ممالک کی ساتویں چوٹی کانفرنس یقیناً اس وعدہ کو ایک نئی تقویت بخشے گی جو عالمی امن کے لیے اس تحریک نے کیا ہے۔

(اسپاٹ لائٹ میں نشر)

ناوابستگی کی تحریک اور امن عالم

ڈاکٹر وی پی دت

ناوابستگی کی عمارت دو اہم ستونوں پر قائم ہے۔ اول یہ کہ سامراجیت، نوآبادیاتی نظام اور نسل پرستی کے خلاف جدوجہد کی جائے اور بین الاقوامی معیشت میں توازن پیدا کیا جائے۔ دوم یہ کہ امن کے قیام اور پرامن بقائے باہمی کے لیے فضا ہموار کی جائے۔ بین الاقوامی کشیدگی کو کم کیا جائے اور تنازعات ختم کرائے جائیں۔ ان دونوں تحریکوں کا آپس میں کوئی ٹکراؤ نہیں تھا بلکہ یہ ایک دوسرے سے منسلک تھیں۔ ناوابستگی دراصل آزادی کے لیے ایک للکار تھی۔ یہ تحریک فوجی بلاک کی ریشہ دوانیوں کی مخالف اور عالمی امن برقرار رکھنے کی خواہاں تھی۔

ناوابستگی کی تحریک امن کا ایک جذبہ تھی۔ امن محض ایک مقدس خواہش ہی نہیں بلکہ ترقی پذیر ممالک کی انتہائی اہم ضرورت بھی تھی ان ممالک کے لیے اپنے اہم مسائل پر خود کھل کر بحث کرنے اور حقوق کی پامالی، غربت، بیماری اور موت کے خلاف جنگ کرنے کا واحد راستہ یہی تھا کہ وہ آزاد ہوں، ملٹری بلاکوں سے دور رہیں اور قیام امن کے لیے کام کریں۔ یہی وجہ تھی کہ جواہر لال نہرو نے امن کی منزل کی سمت پیش قدمی کی۔ آزادی کے فوراً بعد انھوں نے ببانگ دہل یہ اعلان کیا "میں چاہتا ہوں کہ ایسے ممالک کی تعداد بڑھتی جائے جو اس بات کا فیصلہ کریں کہ چاہے کچھ بھی ہو لیکن دنیا میں کوئی دوسری جنگ نہ ہونے پائے۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ایشیائی اور دوسرے ممالک جنگجو دھڑوں اور ان بڑے ممالک کے سامنے، جو ایک دوسرے برسرپیکار ہیں، یہ بات بھی واضح کردیں کہ وہ بذات خود خاموش رہیں گے اور کسی بھی حال میں جنگ میں شامل نہیں ہوں گے اور اپنے طور پر پوری کوشش کریں گے کہ تنازعات کو روکا جائے اور باقیماندہ علاقوں کو محفوظ رکھا جائے۔ میں یہاں بھی اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ہم خطرناک قسم کے جدید جنگی ہتھیاروں کے استعمال ... خلاف ہیں اور چاہتے ہیں کہ دوسرے ممالک بھی ... انداز سے سوچیں۔"

نفرت اور کشیدگی کی فضا میں یہ آواز حق او... کی آواز تھی۔ ۱۹۶۱ء میں بلغراڈ میں منعقد پہلی ناو... چوٹی کانفرنس میں نہرو کی یہ آواز گونجی "سب ... چیز پہلے آتی ہے۔ اور اس وقت کوئی بھی شے اس جنگ ... سے زیادہ اہم اور قابل توجہ نہیں کہ دنیا کے سامنے جنگ ... امن کا مسئلہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہر چیز ثانوی ... کی حامل ہے۔ جنگ کے خطرات کے یوں تو کئی اسب... آتے ہیں۔ لیکن دو بڑے ممالک یعنی امریکہ اور روس ... آپسی چپقلش سب سے بڑا خطرہ ہے۔"

امن عالم کے لیے جو کام شروع کیا گیا وہ ... ایک طرح کا امن کا ورکشاپ تھا۔ اس نے نہ صرف ... ملٹری بلاک کے درمیان "No - mans land" (... کی زمین نہیں) کی حد بندی کرائی بلکہ امن کے لیے باہمی ... وتعاون کے لیے راہ ہموار کی۔ بقول جواہر لال نہرو "چو... نیوکلیائی کلب اور سرد جنگ کلب کے خلاف اس امن ک... میں زیادہ سے زیادہ ممالک شامل ہوتے جارہے ہیں ... لیے ہم یہ توقع کرسکتے ہیں کہ ان ناوابستہ ممالک کی ... میں اور بھی کئی ممالک۔ مثلاً یورپ کے بعض بڑے ... فرانس اور چیکوسلواکیہ کے لیے بھی گنجائش پیدا ... جاسکتی ہے۔ جنھوں نے اس وقت ناٹو اور وارسا ... معاہدے کر رکھے ہیں۔ ہم تو یہاں تک چاہتے ہیں کہ ... دنیا کے ممالک بشمول امریکہ اور روس بھی امن پ... کے اس گروہ میں شامل ہوں۔"

یہ محض ایک اتفاق ہی نہیں تھا کہ ۱۹۶۱ء ... چوٹی کانفرنس نے نوآبادیاتی نظام اور امن کے ...

یساں رائے دی بلکہ اس سلسلے میں اس نے دو وفود روانہ کیے۔ ایک واشنگٹن اور ایک ماسکو کے لیے! ان وفود میں جواہر لال نہرو اور نزوماشامل تھے۔ اس کا مقصد نیوکلیائی تجربوں کے خلاف احتجاج کرنا تھا۔ عالمی سیاست کے ہر موڑ پر ناوابستہ ممالک کی اس انجمن نے کشیدگی کم کرنے اور امن کے لیے فضا ہموار کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ کوریا، ہند چین، سویز، کانگو، انگولا اور موزمبیق کے تنازعات کو ختم کرانے کے لیے بعض ناوابستہ ممالک نے جو رول ادا کیا اس سے لوگ بخوبی واقف ہیں۔ ایک طرف انھوں نے نوآبادیاتی نظام کے خلاف رائے ہموار کی اور دوسری طرف تنازعات کو پرامن طور پر حل کرانے کی کوشش کی۔ انھوں نے نوآبادیاتی نظام کے نظریے کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے لیکن ساتھ ہی ساتھ انھوں نے یہ کوشش بھی کی کہ ایک ساتھ مل بیٹھ کر تمام معاملات اور تنازعات باہمی گفت وشنید کے ذریعے حل کیے جائیں۔

امن کا مزاج پیدا کرنے کے لیے ایک خاص رویے، خاص ذہن اور کردار وگفتار میں ایک خاص احتیاط و توازن کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ممالک سے رجوع کیا جائے۔ الزام تراشی سے پرہیز کیا جائے اور یہ صلاحیت پیدا کی جائے کہ تمام بڑی طاقتوں (بالخصوص دو بڑی طاقتوں) سے اس سلسلے میں گفتگو کر کے انھیں قائل کیا جائے۔ اپنی منزل تک صحیح سلامت پہنچنے کے لیے مناسب رویوں اور لائحہ عمل کی ضرورت پڑتی ہے۔ عالمی امن کے قیام کے لیے جہاں ہم خیال ممالک کی تعداد بڑھانا ضروری تھا وہیں تعلقات میں استواری پیدا کرنا بھی ایک اہم کام تھا۔ اگرچہ ناوابستہ ممالک میں سب کا رویہ شاید ایک جیسا نہیں تھا لیکن کچھ ممالک اس سلسلے میں پیش قدمی اور رہنمائی کر رہے تھے۔ انھوں نے روایتی اور تاریخی طور پر اس آدرش کو اپنایا۔ اس میں ہندوستان، یوگوسلاویہ اور بعض دوسرے ممالک شامل ہیں۔

ناوابستہ ممالک کو اس بات کا ہمیشہ احساس رہا کہ کمزور اور ترقی پذیر ممالک کو انصاف دلانے کے لیے سیاسی اور معاشی طور پر اقوام عالم کو جمہوریت پسند بنانا پڑے گا لیکن ایسا کرتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ عالمی امن کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔ ناوابستگی دراصل ایک اصلاحی تحریک رہی ہے۔ اگر اس نے غیر ضروری الجھاؤ یا صف آرائی کا راستہ اختیار کیا ہوتا تو ایک امن فورس کی حیثیت سے یہ اپنا رول نہیں ادا کرسکتی تھی۔ یہ تحریک مجموعی طور پر آغاز ہی سے صلح و آشتی کی علمبردار رہی ہے اور یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس کی ضرورت آنے والے وقتوں میں زیادہ شدت سے محسوس کی جائے گی۔ ناوابستگی کی ایک بنیادی پالیسی یہ رہی ہے کہ خیر سگالی کا جذبہ پیدا کیا جائے اور مصالحت کی کامیاب کوشش کی جائے۔ آج بھی اس کی یہی پالیسی ہے جبکہ دنیا خطرناک صورتِ حال سے دوچار ہے۔

ناوابستہ ممالک نے بجا طور پر یہ رائے قائم کی کہ دنیا کا غیر متوازن ڈھانچہ بذات خود کشیدگی اور جنگ کا سب سے بڑا سبب ہے۔ بقول جواہر لال نہرو "جنگ اور امن کا مسئلہ اس خطرناک صورتِ حال سے جڑا ہوا ہے جس کے تحت دنیا دو حصوں میں منقسم ہوگئی ہے۔ ایک طرف حد سے زیادہ ترقی یافتہ علاقے ہیں تو دوسری طرف انتہائی غیر ترقی یافتہ! حقیقی اختلاف کا سب سے بڑا سرچشمہ یہی بٹوارہ ہے۔ بقیہ دوسرے مصنوعی تضادات، مثلاً سرمایہ داری اور اشتراکیت وغیرہ کم تر اہمیت کے حامل ہیں" اس تحریک نے بڑی طاقتوں پر یہ دباؤ ڈالا کہ سرد جنگ اور اسلحہ جات کی بے مہار دوڑ کو مکمل طور پر روک کر باہمی گفت و شنید کے ذریعہ مسائل حل کیے جائیں تاکہ ان کے لیے آبادکاری کا کام کیا جائے جو بھوکے اور کچلے ہوئے لوگ ہیں اور جنھیں زندگی کی کوئی سہولیات میسّر نہیں۔ دنیا کی آبادی کا نصف سے بھی زیادہ حصہ ایسے ہی دکھی انسانوں پر مشتمل ہے۔

دھان منتری
تی اندرا گاندھی
یریامیں منعقد
نفرنس میں
طاب
رتے ہوئے۔

ناوابستہ ممالک نے ترک اسلحہ کے لیے سختی سے زور دیا جس میں نیوکلیائی اسلحہ جات بھی شامل ہیں۔ اسلحہ جات سے لدی ہوئی دنیا پرامن بقا کا نمونہ نہیں بن سکتی۔ بڑی طاقتوں کے جنگی ہتھیاروں کے انبار انتہائی طاقتور اور خطرناک ہیں۔ بہت سے لوگوں سے لوگوں نے، جن میں سے کچھ لوگوں کے سوچنے کا انداز ذرا مختلف تھا، یہ رائے قائم کی کہ تحریک ناوابستگی کا رول ختم ہوگیا کیونکہ بڑی طاقتوں نے سخت رویہ اپنا رکھا تھا اور انھیں ایک دوسرے کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عالمی مسائل کو حل کرنے کے لیے دوسرے ملکوں کے اشتراک کی بھی ضرورت ہے بڑی طاقتوں کو سب کچھ اپنی مرضی کے مطابق کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ ان تمام باتوں سے قطع نظر نئی عالمی صورتِ حال کے تناظر میں امن کا مسئلہ بے حد گمبھیر ہوگیا ہے۔ پچھلے چند برسوں میں اختلافات بڑھ گئے ہیں اور نئی سرد جنگ کی صورت پیدا ہو رہی ہے افغانستان سے ایران اور لبنان سے انگولا تک۔ ہر طرف کشیدگی بڑھ گئی ہے اور بڑی طاقتیں ٹکراؤ کی راہ پر چل پڑی ہیں۔ ساتویں دہائی کی پرسکون فضا ختم ہوگئی کیونکہ بڑی طاقتیں بڑے بھیانک انداز سے ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ دنیا کی تباہی اور بنی نوع انسان کی بربادی ہے۔ آج دنیا اسلحات پر فی منٹ دس لاکھ ڈالر خرچ کر رہی ہے۔ ظاہر ہے اس میں بڑی طاقتوں کا حصہ بھی بڑا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کتنی بار دنیا کو تباہ کرنے کی طاقت حاصل کرے گا۔

ان دو بڑی طاقتوں کے پاس جو فوجی طاقتیں موجود ہیں انھیں سب دیکھ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ نئی سرد جنگ کی فضا بھی کسی کی نظروں سے مخفی نہیں۔ مقابلے کے نام پر خوب خوب زور آزمائی ہو رہی ہے امریکہ کے محکمۂ دفاع کے ایک افسر نے جو حساب پیش کیا ہے اس کی رو سے ۱۹۸۱ء کے ۱۸۵ بلین کے دفاعی بجٹ سے پچیس سے تیس بلین ڈالر کی رقم امریکہ اپنے مفادات کی نگرانی کے نام پر صرف مشرقِ وسطیٰ خلیج اور بحرِ ہند میں صرف کر رہا ہے۔ جنگ کی تیاری کے لیے مزید آٹھ فی صد رقم کی ضرورت پڑے گی۔ یہ رقم بیس سال کے حساب سے ۵۸۷ بلین ڈالر ہوگی۔ ویت نام کے سائز کی علاقائی جنگ کی صورت میں کم و بیش ۴۵۰ بلین ڈالر خرچ ہوں گے۔ اگر علاقائی نیو کلیائی جنگ شروع ہوئی تو امریکہ اپنی سالانہ قومی پیداوار کا نصف حصہ کھو بیٹھے گا۔ اور اگر تیل کی سپلائی کے سلسلے میں امریکہ ناکام رہا تو اپنی سالانہ قومی پیداوار کا بیس فی صد حصہ بیس سال کا گنوا دیگا۔ لیکن ایک عام نیوکلیائی جنگ میں تیل کی سپلائی کے لیے لڑتے ہوئے زخمی ہونے یا مرنے والے امریکیوں کی تعداد ۱۲۵ ملین ہوگی۔ روایتی جنگ کی صورت میں بھی مرنے والوں یا

زخمی ہونے والوں کی تعداد پچاس ہزار سے ساٹھ ہزار تک ہو گی۔

کم و بیش یہی حال روس کا بھی یہی ہو گا۔ کسی بھی نیوکلیائی جنگ میں روس کو کم از کم دس کروڑ افراد سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور اس کے بیشتر شہر اور صنعتی علاقے تباہ ہو جائیں گے۔ نیوکلیائی سائنس کے بعض ممتاز ماہرین نے یہ اشارہ کیا ہے کہ نیوکلیائی جنگ کے نتیجے میں اتنی ہولناک تباہی آئے گی کہ زخمیوں، اپاہجوں اور جلنے والوں کی تیمارداری کے لیے بھی کوئی باقی نہیں بچے گا۔ ایسا کہنے والے ماہرین میں امریکہ اور روس کے سائنسداں بھی شامل ہیں۔ اب اہم سوال یہ ہے کہ گفتگو کسی بھی موضوع پر ہو لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ دونوں طاقتوں کے پاس اتنے وسائل موجود ہیں کہ وہ نہ صرف ایک دوسرے کو بلکہ دنیا کے ایک بڑے حصے کو بھی تباہ کر سکتی ہیں۔

کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ جنگ روکنا، کشیدگی کم کرنا، تنازعات کو پرامن طور پر حل کرانا، ترک اسلحہ پر زور دینا اور امن کے قیام کے لیے کام کرنا، اب ناوابستہ تحریک کا نصب العین نہیں رہا؟ ناوابستہ ممالک کے لیے یہ امر ناگزیر ہے کہ وہ اس بات کا مطالبہ کریں کہ نیوکلیائی طاقتیں غیر نیوکلیائی ممالک کے خلاف کسی بھی حالت میں اپنے ہتھیار استعمال نہ کرنے کا اعلان کریں۔ مزید برآں انھیں یہ بھی اعلان کرنا ہو گا کہ وہ ایک دوسری نیوکلیائی طاقت کے خلاف بھی اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ قدرتی اور لازمی طور پر ناوابستہ ممالک اس بات کا مطالبہ کریں گے کہ نیوکلیائی ممالک بالخصوص بڑی طاقتیں اب مزید نیوکلیائی ہتھیار نہ تیار کریں۔ اور ترک اسلحہ کی پالیسی اختیار کریں۔

یہ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ عالمی امن کے قیام کا واحد اور موثر ذریعہ صرف ناوابستگی کی تحریک رہی ہے یا یہ کہ ناوابستہ ممالک ہمیشہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہی رہے۔ عراق اور ایران جنگ کی ناخوشگوار مثال سامنے ہے۔ لیکن اس حقیقت سے بہرحال انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ناوابستگی کی تحریک نے عالمی امن کو فروغ دینے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ ناوابستگی کے ایجنڈے میں عالمی امن کو ہمیشہ اولیت حاصل رہے گی۔

(آکاشوانی دہلی، بے نشر)

تحریک ناوابستگی۔ بلگراڈ سے نئی دہلی تک

رام پرساد سود

ساتمارچ سے دہلی میں منعقد ناوابستہ ممالک کی چوٹی کانفرنس کو دنیا میں اپنی طرز کی سب سے بڑی کانفرنس کہا جا سکتا ہے۔ اس میں ۹۶ ممبران ممالک اور ۲۶ مہمان ممالک نے شرکت کی۔ دنیا کے تقریباً دو تہائی ممالک اس تحریک کے رکن بن چکے ہیں۔ گو کہ بھارت ناوابستہ تحریک کے بانیوں میں سے رہا ہے لیکن اس تحریک کی ۲۲ سالہ تاریخ میں پہلی بار اس تحریک کی میزبانی کا فخر اسے حاصل ہو رہا ہے۔

ناوابستہ ممالک کی ساتویں چوٹی کانفرنس کے مقام اور تاریخ میں جو تبدیلی لانا پڑا اس کی وجہ دو ممبران ممالک کی آپسی جنگ ہے۔ دراصل اس کانفرنس کو بغداد میں ہونا تھا لیکن عراق ایران جنگ نے اس تحریک کی کامیابی کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔ پھر بھی ناوابستہ تحریک کے نمایاں ممبران کے اصرار پر بھارت نے کچھ ہی مہینوں کے اندر یہ کانفرنس اپنے ہاں منعقد کرنے کی ذمہ داری کو قبول کر لیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ناوابستہ تحریک اب اسقدر طاقتور اور بااثر ہو گئی ہے اپنی اجتماعیت سے متعلق کسی بھی مسئلے یا مصیبت کو خود ہی حل کر سکتی ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد غیر ملکی سامراج سے آزادی حاصل کرنے والا پہلا ملک بھارت تھا۔ اس کے بعد ہی دیگر ممالک نے حصول آزادی کے لیے اپنی کوششوں کو تیز کر دیا تھا۔ ۱۹۶۰ء تک ایشیا، افریقہ اور عرب علاقے کے کافی ممالک آزادی حاصل کر چکے تھے۔ لیکن ان نوآزاد ممالک نے جب آنکھیں کھولیں تو ان کے اپنے اردگرد جو ماحول نظر آیا وہ ان کی آزادی کے لیے خطرناک تھا۔ دنیا اس وقت دو بڑی طاقتوں میں بٹی ہوئی تھی ایک بلاک سامراجی ملکوں کا تھا اور دوسرا سوویت دیس تھا۔ سائنس، ٹکنالوجی اور سرمایہ کے میدانوں میں امریکہ اور سوویت یونین نے جو اجارہ داری بنائی تھی اس کے سامنے چھوٹے چھوٹے نوآزاد ممالک کی آزادی بے معنی لگتی تھی۔ زیادہ ملکوں کی کوشش یہ تھی کہ وہ کسی بھی بلاک میں شمولیت اختیار نہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو دونوں سے ہی دوستانہ تعلقات بنائے رکھیں۔ اسی جذبے نے ناوابستگی کو جنم دیا۔ بھارت تحریک ناوابستگی کے بانیوں میں سے تھا۔ لیکن بھارت اور دوسرے ملکوں کے لیے ناوابستہ بنے رہنا کافی دشوار تھا۔ کیونکہ سبھی ملکوں پر کسی ایک بلاک میں شامل ہونے کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا تھا۔ ناوابستگی کے تصور کو لیکر بھی ابتدا میں کافی غلط فہمیاں ہوئیں۔ ناقدین نے اسے غیر جانبدارانہ پالیسی بتایا لیکن نہرو اور اس تحریک کے دیگر رہنماؤں نے ابتدا میں ہی کہہ دیا کہ یہ تحریک غیر جانبداری کی تحریک نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی پالیسی ہے جس کے تحت ہر مسئلہ کا حل و فیصلہ اس مسئلہ کی اچھائی و برائی کی بنیادوں پر کیا جائے گا نا کہ بڑی طاقتوں سے وابستگی کی بنیاد پر۔ اس لیے جہاں ایک طرف کئی ایشیائی دیش فوجی بلاکوں میں شامل ہونے پر مجبور کیے گئے وہیں اس کے ساتھ ساتھ زیادہ تر دیگر ملکوں نے ناوابستگی کی پالیسی کو اپنا لیا۔

ناوابستگی تحریک کی پہلی کانفرنس یوگوسلاویہ کی راجدھانی بلگراڈ میں پہلی ستمبر ۱۹۶۱ کو شروع ہوئی اس میں صرف ۲۵ ملک شامل ہوئے۔ لیکن بیٹھک میں شرکت کرنے والے بھارت کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو، یوگوسلاویہ کے صدر مارشل جوزف بروز ٹیٹو، مصر کے صدر جمال عبدالناصر، گھانا کے صدر کوامے ایکرما اور انڈونیشیا کے صدر احمد سوئیکارنو تھے۔ انسانی تاریخ کے مایوس کن دور میں منعقد اس کانفرنس کے سبھی رہنماؤں کو اس بات کی فکر تھی کہ جنگ کا خطرہ ٹالا جائے اور دنیا میں امن قائم کرنا اس تحریک کا اہم ترین مقصد ہونا چاہیے۔ نہرو نے اس کانفرنس میں کہا تھا کہ جنگ اور امن دنیا کے دو بڑی طاقتوں امریکہ اور روس کے رویے پر منحصر ہے لیکن امن کے مسئلے پر دنیا کی تمام حکومتوں اور تنظیموں کو دھیان دینا چاہیے۔ انھوں نے کہا تھا کہ ناوابستگی کی تحریک کا مقصد ہے کہ دونوں بڑی طاقتوں کو یہ احساس دلایا جائے

تحریک ناوابستگی
کے بانی ــــ
جواہرلال نہرو
جمال عبدالناصر
اور
مارشل ٹیٹو۔

پردھان منتری
شریمتی اندرا گاندھی
الجیریا کے صدر
شری بومدین اور
شری سورن سنگھ
کے ساتھ۔

سل انسانی کا مستقبل ان کے ہی ہاتھوں میں نہیں
م دنیا کے سامنے واضح کردینا چاہتے ہیں کہ دنیا کے
ر عوام ہتھیاروں کے زور پر مسائل حل کرنے کے
ا نہیں ہیں اس تحریک نے امریکہ کے صدر کنیڈی اور
ں کے وزیر اعظم خروشچیف کو خط لکھ کر اپیل کی تھی کہ
ا خطرہ ٹالنے کے لیے وہ آپسی گفت و شنید کا راستہ
ں۔

تحریک ناوابستگی کی اگلی چوٹی کانفرنس ۱۹۶۴ء
ہرہ میں منعقد ہوئی۔ دونوں چوٹی کانفرنسوں
یانی مدت میں دو اہم واقعات ظہور پذیر ہو چکے تھے۔
یں بھارت پر چین نے حملہ کیا تھا جس پر قاہرہ
س میں کافی فکر و تردد کا اظہار کیا گیا دوسرا ۱۹۶۳ء
ی تجربات پر روک لگانے سے متعلق ایک معاہدہ دو
اقتوں کے درمیان ہو جانے سے تناؤ کافی کم ہو گیا

بھارت نے اس کانفرنس میں بھی اس بات پر زور
نفرنس کے سامنے سب سے بڑا کام فروغ امن ہے
ارت نے چینی حملے کو لیکر اس کانفرنس پر کوئی خراب
ا نہیں ہونے دیا۔ اس کانفرنس میں بھارت کی
یا اس وقت کے وزیر اعظم لال بہادر شاستری
کی۔

ناوابستہ ممالک کی تیسری چوٹی کانفرنس ۶ برس
۱۹۷ میں لوساکا میں منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس
یر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ بڑی طاقتوں
ں تک ناوابستگی کی اہمیت اور موزونیت کو ابھی تک
ہیں کیا ہے نرگٹ بندی ختم ہوئی ہے اور نہ نسل پرستی
یہ نئی شکلیں اختیار کر رہے ہیں' کانفرنس کے
شدہ مسودے میں بھارت کی تجویز کے مطابق مسلسل
مداد اور یک جہتی کے فروغ پر زور دیا گیا۔

ستر کی دہائی میں مشرق اور مغرب کے بیچ تناؤ کم
ہونے کی امید بندھی تھی اس وقت تحریک ناوابستگی کافی طاقتور
ہو چکی تھی اور بہت سے نئے ملک اس کے ممبر بن چکے تھے لوساکا
میں ۵۴ ملکوں نے حصہ لیا تھا لیکن ۱۹۷۳ میں الجزائر کی کانفرنس
میں ممبر ممالک کی تعداد بڑھ کر ۷۵ ہو چکی تھی۔ اس کانفرنس
میں خاص طور پر دولت مند ترقی یافتہ اور غریب و پسماندہ ملکوں
کے بیچ مالی فرق دور کرنے پر زور دیا گیا۔ اس کانفرنس میں
پہلی بار کہا گیا کہ سبھی ملکوں کو اپنے قدرتی وسائل کو قومیانے
کا اختیار رہے۔

تین برس بعد ۱۹۷۶ میں پانچویں کانفرنس کولمبو
میں منعقد ہوئی جس میں ۸۶ ممبران ملک موجود تھے۔ اس
کانفرنس میں شریمتی گاندھی نے ایسی پالیسی اپنانے پر زور
دیا جس سے کہ چھوٹے سے چھوٹا اور کمزور سے کمزور ملک کے لیے بھی
اپنی سیاسی آزادی اور اقتصادی خود کفالت کی حفاظت کی
گنجائش موجود ہو۔

ہوانا میں ۱۹۷۹ میں چھٹی چوٹی کانفرنس میں نئی
بین الاقوامی اقتصادیات پر زور دیتے ہوئے ترقی پذیر
ملکوں کے لیے اجتماعی خود کفالت پیدا کرنے پر زور دیا گیا۔
اس کانفرنس میں بھارت کی نمائندگی اس وقت کے وزیر
خارجہ شیام نندن مشر نے کی تھی۔

دونوں بڑی طاقتوں میں ہتھیاروں کی دوڑ اور
دنیا کی، خصوصاً ترقی پذیر ممالک کی بگڑتی ہوئی اقتصادی
حالت کی وجہ سے آج پھر اسی طرح کا چیلنج ہمارے سامنے
ہے جیسا کہ اس وقت جیسا کہ اس وقت تھا جب ناوابستگی تحریک
کا جنم ہوا تھا۔ خود ناوابستہ ممالک کے درمیان بھی کشاکش
جاری ہے۔ افغانستان اور ویتنام کا مسئلہ، لبنان پر
اسرائیل کا وحشیانہ حملہ، جنوبی افریقہ میں نسلی مسائل ایک بار
پھر دنیا کے لیے خطرے پیدا کر رہے ہیں۔ ان مسائل سے نپٹنے
کے ساتھ ساتھ اس تحریک کے سامنے اقتصادی ترقی کے
لیے مشرق، مغرب بات چیت اور ترقی پذیر ممالک کے درمیان
آپسی خود کفالت بڑھانے کے چیلنج بھی سامنے کھڑے ہیں۔

(دہلی سے نشر)

جدید اردو تنقید

ڈاکٹر ثاقب انور

فنی اصطلاح میں تنقید نام ہے اُس معرفت اور بصیرت کا جس کی بنار پر نقاد کسی فنی تخلیق کی صحیح قدر و قیمت کا تعین کرتا ہے۔ تنقید کا مقصد ان اصولوں کو مدون کرنا ہوتا ہے جن کی مدد سے کسی ادبی تخلیق کے حسن و قبح کے درجات متعین کیے جا سکیں۔ تنقید چوں کہ ادبی نگارشات کا جائزہ لیتی ہے۔ اور اُن پر حسن و قبح کا حکم لگاتی ہے اس لیے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ تنقید ادبی تخلیق سے بلند درجے کی چیز ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ تنقید تخلیق ہی کے بطن سے جنم لیتی ہے۔ دراصل تنقید تخلیق کی تفسیر ہوا کرتی ہے۔ ہر اچھا نقاد تخلیق کی روشنی میں بنائے ہوئے معیاروں اور پیمانوں کے ذریعہ ہی ادب کی قدر و قیمت متعین کرتا ہے اور اپنے دور کے ادب اور ادبی معیاروں کا عرفان بھی عام کرتا ہے اور شعر کی تفہیم میں مدد بھی دیتا ہے۔ تنقید پر تخلیق کی ہم سفری لازم آتی ہے۔ نقاد کا یہ منصب نہیں ہے کہ وہ فنکار کی اصلاح اور تخلیق کی رہنمائی کا دعویٰ کر بیٹھے بلکہ اسے تو چاہیے کہ وہ تخلیق اور تنقید کے فاصلے کو کم کرنے کی کوشش کرے تاکہ یہ دوری ختم ہو اور دونوں میں مثالی ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔

اگر دونوں میں اس قسم کی ہم آہنگی پیدا ہو جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ تنقید تخلیق کی ہم رتبہ ہو گئی ورنہ بصورت دیگر تنقید بہر حال تخلیق کی محتاج ہے۔ اس لیے تخلیق کی ہمسری یا اس سے برتری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔

ہر ادب کی طرح اردو ادب میں بھی ایسے شاعر پیدا ہوئے جنھوں نے نقادوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا ہے بعض اوقات ان کی حقارت اتنی شدید ہو جاتی ہے کہ وہ بیک جنبش قلم نقادوں کو عام ادیبوں کی صف سے خارج کر دیتے ہیں۔ جوش ایسے شاعروں کی بہترین مثال ہیں۔ بسا اوقات تنقید کے لب و لہجہ پر اتنی زور شور سے بحث چھڑ جاتی ہے کہ اصل مسئلہ پس پشت چلا جاتا ہے۔ چنانچہ سردار جعفری اور فراق کے مابین افراد پرستی اور ترقی پسندی کے موضوع پر چھڑنے والی بحث کا یہی انجام ہوا۔ اس سلسلے میں سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ معین احسن جذبی جیسے بعض شاعر سرے سے نقاد کے وجود کے ہی منکر ہوتے ہیں۔

اردو تنقید کی تاریخ زیادہ قدیم نہیں ہے۔ اگر میر شیفتہ، آرزو، اور محمد حسین آزاد کے تذکروں کو اردو تنقید کی ابتدائی کاوشیں تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی یہ بات بہر صورت ماننی پڑے گی کہ اردو ادب میں باضابطہ تنقید کی ابتدار حالی کے "مقدمہ شعر و شاعری" سے ہوئی۔ اس طرح باضابطہ اردو تنقید کی عمر ایک سو سال کے لگ بھگ ہوتی۔ تذکروں کے دور سے نکل کر اردو تنقید نے اگلا قدم عہد تغیر میں رکھا جس کی ابتدار حالی، شبلی، رسوا اور آزاد کے ہاتھوں ہوئی باضابطہ تنقید کے اس دور میں جلد ہی نو کلاسیکی تنقید کا آغاز ہو گیا۔ اس دوران مولوی عبدالحق، مولانا سید سلیمان ندوی مولانا عبدالسلام ندوی کے علاوہ سلیم پانی پتی، آثر لکھنوی عبدالقادر سروری، ڈاکٹر زور اور اختر تلہری وغیرہ نے اپنی تنقیدی کاوشوں سے اردو ادب کو مالا مال کیا۔

کم و بیش اسی کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں ... اور تاثراتی تنقید کا آغاز بھی ہوا جس کے معتبر ناموں ... مہدی افادی، عبدالرحمٰن بجنوری، نیاز فتحپوری، شیخ محمد ... ڈاکٹر اعجاز حسین، ڈاکٹر یوسف حسین خاں، اور کلیم الدین ... وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا الطاف حسین حالی نے ادب میں جس تحریک ... کی ابتدار کی تھی وہ اس صدی کی تیسری دہائی میں ترقی ... تحریک کی ابتدار کا باعث بنی۔ ادبی اُتھل پتھل کے ... دور میں مارکسی نقادوں نے ادب کو سیاسی مقاصد ... کا ذریعہ بنا ڈالا۔ اس دور میں تخلیق کی فنی اور ادبی قدر ... بجائے زندگی کی سماجی، سیاسی اور معاشی قدروں کو ... اہمیت دی گئی۔ اس دور میں لکھی گئی بیشتر تنقید ا... سماجیاتی تنقید کہلائے گی نہ کہ ادبی تنقید، ترقی پسند ... کے علمبرداروں میں اختر حسین رائپوری، مجنوں گورکھ... سید احتشام حسین، آل احمد سرور، ممتاز حسین، خو... ڈاکٹر محمد حسن اور عبادت بریلوی قابل ذکر ہیں۔ تقریباً ... تک مارکسی تنقید اردو ادب پر حکمرانی کرتی رہی لیکن جب ... روس میں مالسکوفسکی نے اشتراکی تنقید کے عام دھار... ہٹ کر اپنی منفرد آواز بلند کی تھی اسی طرح اس تر... حلقہ ارباب ذوق سے وابستہ اردو ادیبوں، شاعر... نقادوں نے بھی ترقی پسند تحریک کے مروجہ نظریات ... انحراف کرتے ہوئے فنکار کے سیاسی، سماجی اور مع... مسائل سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنی تمام تر توجہا... تخلیق کی ادبی اور جمالیاتی قدروں پر مرکوز کر دیا ... طرح مارکسی تنقید کے مقابلے میں انھوں نے ایک نئ... تنقید کی داغ بیل ڈالی۔ چونکہ حلقہ ارباب ذوق سے ... اکثر نقاد مارکس، اینگلز، لینن اور اسٹالن کی بج... یونگ اور ایڈلر سے متاثر تھے اسی لیے انھوں نے تحلیل... کو اپنی تنقید کی اساس بنایا اور اس طرح میرا جی، ح...

فیض الحسن خیال

یہ مشورہ ہے ہمارا نئی سحر کے لیے
کرن کرن کی ہو تقسیم ہر نظر کے لیے

سلیقہ چاہیے پھولوں میں رہنے بسنے کا
کہ خار زخم نہ بن جائیں عمر بھر کے لیے

خوشی کے لمحے تو خوابوں کی طرح بیتے مگر
صدی کا کرب ملا عمر مختصر کے لیے

ہمارے گھر میں تو مٹی کا اک دیا بھی نہیں
تمام آئینے ہیں تیرے بام و در کے لیے

تری گلی سے گذرنا بھی اک عبادت ہے
مگر یہ فاصلہ صدیوں کا ہے بشر کے لیے

قدم قدم پہ بہاروں کا تذکرہ ہے مگر
اجالے راس نہ آئے ہمارے گھر کے لیے

مسرتوں نے بھری بزم سے اٹھایا ہے
تمہارے غم کی نوازش ہے عمر بھر کے لیے

یہ جبر عشق زباں میری کھل سکی نہ خیالؔ
خموشیوں کا سمندر ہے چشم تر کے لیے

(اردو روس سے نشر)

احمد، سید شبیہ الحسن، ڈاکٹر وزیر آغا، دیوندر اسر
ٹر شکیل الرحمٰن جیسے نقادوں کی کوشش سے اردو
یں نفسیاتی تنقید کی ابتدا، ہوئی۔

ہماری جدید اردو تنقید بڑی حد تک امریکن ادبی تنقید
اثر ہوئی ہے۔ جن ممتاز امریکی نقادوں نے ہمارے نقادوں
تر کیا ہے ان میں ٹی ایس ایلیٹ سرفہرست ہے۔
کے علاوہ کینتھ بروک، جان کرو وے رینسم، الن ٹیٹ
تھ بروکس نے بھی ہمارے نقادوں پر گہرے نقوش
ے ہیں۔ جدید ادب ان معنی میں ترقی پسند ادب کا
قرار دیا جا سکتا ہے کہ ترقی پسندوں نے اپنی تمام تر
ت تخلیق کے موضوع پر ہی مرکوز کر دی تھیں اور ہیئت
طرح نظر انداز کر دیا تھا جبکہ اب جدید ادب کے علمبردار
تنقید سے متاثر ہو کر ہیئت کو موضوع پر فوقیت دینے
ں۔ جدید ادب کے اعتدال پسند نقاد ہیئت اور موضوع
ری کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ دونوں کو ایک ہی اکائی

ہم کرتے ہیں۔ جدید تنقید میں تخلیق کے لسانیاتی اور اسلوبی
ؤں پر خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ جدید تنقید میں یہ رجحان
عام ہوتا جا رہا ہے کہ نقاد کسی ادبی تخلیق کا مطالعہ
وقت ہیئتی اور فلسفیانہ نقطہ نظر سے کر سکتا ہے۔ جن
نقادوں نے تنقید کے اس نئے زاویے کو اپنایا ہے ان میں
جالب، ممتاز حسن، شمس الرحمٰن فاروقی، محمود ایاز اور
دواللہ خاں اور ڈاکٹر مغنی تبسم شامل ہیں۔

اردو ادب کا جدید نقاد اس امر سے بخوبی واقف ہے
ں دور کے عالمی ادب کو وجودیت کے فلسفے نے مارکسزم کے
لے میں کہیں زیادہ متاثر کیا ہے۔ وجودیت کے فلسفے
متاثر ہونے والا فنکار داخلیت کو مشعل راہ بناتا ہے۔
کے تخلیقی عمل کا سرچشمہ اسی کی اپنی ذات ہوتی ہے جس
وب کر وہ خود کلامی کرنے لگتا ہے اور اسے تنہائی کا شدید
پ اپنے وجود کی شکست و ریخت اور بے چہرگی کا احساس
نے لگتا ہے۔ وارث علوی، شمیم حنفی، محمود ہاشمی اور باقر مہدی
شمار آج کے ان جدید نقادوں میں ہوتا ہے جنھوں نے
پال سارتر کے فلسفۂ وجودیت کی حدوں کو پھلانگ کر
ار ذات کی نئی جہتوں کی نشاندہی کی ہے۔

جدید اردو تنقید کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں قطعاً
سوس نہیں ہوتا کہ اردو تنقید پر جمود طاری ہے بلکہ ہر
اس کے ارتقائی امکانات روشن ہوتے نظر آتے ہیں
ے نقادوں نے عالمی ادب کے بدلتے ہوئے رجحانات
پی گرفت اگر یوں ہی مضبوط رکھی تو وہ دن دور نہیں
ب ہم پورے اعتماد کے ساتھ اردو تنقید کو یورپ اور امریکہ
ترقی یافتہ زبانوں کے بالمقابل پیش کر سکیں۔

(اورنگ آباد سے نشر)

ٹر شاقب انور
س پرنسپل مولانا آزاد کالج
نگ آباد (مہاراشٹر) ۴۳۱۰۰۱

قاضی نذرالاسلام ایک باغی شاعر

ڈاکٹر شانتی رنجن بھٹاچاریہ

بیسویں صدی بجاطور پر ہماری قومی بیداری کا عہد ہے۔ جب ہمارا قومی شعور جاگا اور حصول آزادی کے لیے جنگ آزادی شروع ہو گئی۔ اس جد و جہد میں قوم کو بیدار کرنے اور آگے بڑھانے میں، ہمارے باشعور شعراء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اس سلسلے میں تین نام جو سرفہرست آتے ہیں وہ ہیں ٹیگور، اقبال اور قاضی نذرالاسلام۔

نذرالاسلام شاعرِ بغاوت یا باغی شاعر کے نام سے مشہور ہوئے۔ لیکن وہ صرف ایک شاعر نہیں تھے۔ انھوں نے افسانے لکھے، ناول لکھے، ڈرامے اور پھر بے شمار علمی ادبی مضامین لکھے ہیں۔ انھوں نے ترجمے بھی کیے اور بطور ایک ترقی پسند صحافی کے بھی ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ نذرل کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ انھوں نے سیکڑوں گیت لکھے اور خود گائے بھی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ ایک اچھے اداکار بھی تھے۔ نذرالاسلام کی تخلیقات کے ۳۳ مجموعے ہمارے سامنے ہیں جن میں تین افسانوں کے مجموعے، تین ناول اور تین ڈرامے ہیں۔ مضامین کے مجموعوں کی تعداد پانچ ہیں۔

بنگلہ زبان میں اگر ٹیگور کے گیت "ربندر سنگیت" کے نام سے مشہور و مقبول ہیں تو نذرل کے گیت "نذرل گیتی" کہے جاتے ہیں۔ آج بھی بنگالی گھروں میں ربندر سنگیت اور نذرل گیتی کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔

ہر روز کلکتہ اور ڈھاکہ ریڈیو اسٹیشنوں سے ٹیگور اور نذرل کے گیت کئی کئی فنکار پیش کرتے ہیں۔ گیتوں کے سلسلے میں نذرالاسلام کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے اگر ایک طرف بنگلہ زبان کو اسلامی تمدن کے گیتوں سے مالامال کیا ہے تو دوسری طرف ایک مسلمان ہوتے ہوئے انھوں نے کئی شیاما سنگیت یعنی دیوی کالی مائی سے متعلق گیت لکھے اور گائے ہیں اور اس طرح گیتوں کی دنیا میں انھوں نے ہندو مسلم دونوں مذاہب کی بھرپور نمائندگی کی ہے۔ نذرل کو اپنے گیت اور فن موسیقی میں مہارت کی بدولت کلکتہ ریڈیو میں ملازمت پانے اور کئی راگ راگنیوں پر اچھوتا کام کرنے کا شرف بھی حاصل ہے۔

نذرالاسلام ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے اور غربت ہی میں پلے۔ عملی زندگی میں ان کا نہایت گہرا تعلق کسانوں اور مزدوروں سے رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غریب، بھوک اور افلاس کی حقیقی تصاویر ہم ان کے کلام میں پاتے ہیں۔ ان کا نعرہ، غربت کے خلاف ایک جہاد ہے بغاوت ہے۔ وہ کہتے ہیں :-

افلاس ــــ
تیرے آئین میں صرف ایک سزا ہے
تباہی اور بس
تہذیب و تمدن کو تو پیروں تلے روندتا ہے
شرم و حیا کے نام سے بھی تو واقف نہیں
رقصِ عریاں تیرا محبوب مشغلہ ہے

نذرل ان ہی لوگوں کو حقیقی انسان تسلیم کرتے تھے جو محنت کش ہیں۔ کسانوں کے سلسلے میں وہ اپنی نظم "انسان" میں کہتے ہیں :-

اگر وہ بیمار و نحیف ہے
اگر نادار اور مفلس ہے، تو کیا ہوا۔؟
دنیا کے تمام عبادت خانے
اس پیکر خاکی سے زیادہ مقدس نہیں ہو سکتے۔!
کسان کے نام پر
ناک بھوں کیوں چڑھاتے ہو
درحقیقت، وہی تو اس دنیا کا سرتاج ہے

اور "نعرہ انقلاب" میں مزدوروں کے سلسلے میں کہتے ہیں :-

تمہاری خدمت کے لیے
جس نے قلی اور مزدور کا پیشہ اختیار کیا ہے
تمہاری بار برداری کے لیے
جو ہمیشہ خاک آلودہ رہتا ہے
وہی، صرف وہی مزدور
"مکمل انسان ہے"

نذرل نے لوریاں گاکر نہیں، میٹھے میٹھے گیت گاکر نہیں بلکہ ڈنکے کی چوٹ سے عوام کو غفلت کی نیند سے جگایا۔ نذرل کی قومی شاعری میں خودداریت، خوداعتمادی اور جواں مردی کا ولولہ ہے۔ وہ ملک کے جوان مرد و زن، کسانوں اور مزدوروں کے شاعر تھے۔ ان میں فرقہ وارانہ تعصب کا کہیں نام ونشان تک نہیں ملتا۔ مذہب۔ مذہبی تعصب، فرسودہ رسم و رواج، ذات پات، اونچ نیچ اور رنگ ونسل وغیرہ کے تمام بندھنوں سے وہ بالاتر تھے۔ آزادی کے متوالوں سے، ملک کے رہنماؤں سے وہ یوں مخاطب ہوتے ہیں:۔

بےبس قوم ڈوب کر مر رہی ہے
اُسے تیرنا نہیں آتا
اے ناخدا
آج ہم دیکھ لیں گے ـــــ کہ
اپنے وطن کو آزاد کرنے کے لیے تجھ میں عزم ہے یا نہیں
کون بدبخت پوچھتا ہے کہ
"وہ ہندو ہیں یا مسلمان"؟
اے ناخدا ـــــ کہہ دے کہ
انسان ڈوب رہا ہے
اپنی ماں کی اولاد ڈوب رہی ہے

اور پھر نذرالاسلام کہتے ہیں:۔

تم کیا ہو ـــــ؟
پارسی، جین، یا یہودی
بولو ـــــ تمہی کیا ہو ـــــ؟
تم جو بھی ہو، تمہاری مرضی ہے۔
پیٹھ پر تم خواہ کتنی ہی کتابوں کا بار لادے پھرو
قرآن، پران، انجیل، وید
تمہارا جی چاہے تو گھول کر پی جاؤ
لیکن یہ تو کہو اس دردِ سر سے مدعا کیا ہے ـــــ؟
ان کاغذی پھولوں پر جان کیوں دیتے ہو

اور پھر ملّا و پنڈت سے عوام کو ہشیار کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

اے بہادر مت گھبرا
پنڈتوں سے، مذہب کے ٹھیکیداروں سے
یہ لوگ،
خدا کے پرائیویٹ سکریٹری نہیں ہیں
(ایشور)

نذرالاسلام کی نظر میں مرد اور عورت کے حقوق برابر برابر تھے اور جب تک عورت سماج کی تعمیر میں بھرپور حصّہ نہ لے ان کے مطابق یہ سماج کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ نذرل نے دل سے طوائف کی عزت بھی کی ہے چونکہ طوائف بھی ایک عورت ہے وہ "طوائف" سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:۔

تجھے طوائف کہہ کر کون حقارت سے ٹھکراتا ہے
ممکن ہے تو سیتا جیسی کسی ستی کی بیٹی ہو
تو جو بھی ہو
ہماری ماؤں، بہنوں کی ہم جنس ہے
اور تیرے بچّے بھی ہم جیسے ہی ہیں

نذرل نے تاحیات نوجوانوں کے گیت گائے بہادری کے گیت گائے، بڑھتے ہوئے قدموں کا ترانہ گایا، انقلاب اور بغاوت کے نغمے سنائے اور انسانی مساوات کے گیت گائے ہیں۔ ان کا باغی ہمیشہ سربلند رہا ہے۔ وہ نوجوانوں سے کہتے ہیں:۔

"کہہ دے اے جواں مرد، کہہ دے
کہ میں سربلند ہوں
اتنا بلند، اتنا بلند کہ ہمالیہ کی چوٹی بھی
میرے آگے سرنگوں ہے"

اور وہ یوں مساوات کے گیت گا رہے ہیں:۔

میں اس مساوات کے گیت گاتا ہوں
جہاں پہونچ کر
سب اختلافات اور تفرقے مٹ جاتے ہیں
جس کے سایے میں
ہندو اور بودھ، مسلمان اور عیسائی ہمدوش ہو جاتے ہیں
میں اسی مساوات کا نغمہ سنج ہوں

دنیا نے قاضی نذرالاسلام کو اُن دنوں بطور باغی شاعر کے جانا جب ۱۹۲۲ء میں وہ اپنا مجموعہ کلام "اگنی بینا" لے کر سامنے آئے۔ "اگنی بینا" یا "آگ کی وینا" ـــــ وہ وینا جس کا ہر راگ آگ ہے، شعلہ ہے، دہکتا اور لپکتا ہوا شعلہ وہ شعلے جو ایک باغی ہی جلا سکتا ہے۔ وہ آگ کی وینا جو ایک باغی ہی چھیڑ سکتا ہے۔ جس وینا کے سر سے وہ لوگوں کے دلوں میں شعلوں کو بیدار کر سکتا ہے۔ شعلے جو پرانے سماج کو اس کی تمام ترگندگی، غلاظت اور ناپاکی کے ساتھ جلا کر راکھ کر دے اور پھر ایک نیا صحت مند سماج ان خاک کے ڈھیروں پر تعمیر کرے گا۔ آگ کے شعلے جو غلامی، فرقہ پرستی، چھوت چھات، اونچ نیچ، سرمایہ داری، اجارہ داری اور ظلم و بربریت کو جلا کر خاک کر دے گا۔ اور اس کی جگہ "وینا" وہ راگ چھیڑے جس راگ سے دنیا میں امن قائم ہو، لوگوں کے دلوں سے تمام تر نفرت اور بھید بھاؤ کے جذبے مٹ جائیں گے اور لوگ دل وجان سے ایک نئے سماج کی تعمیر میں لگ جائیں۔ ایک نیا سماج جہاں غربت کا نام ونشاں نہ ہو، نفرت نہ ہو، فرقہ پرستی نہ ہو ـــــ جہاں صرف انسان ہوں گے، انسان ایک دوسرے سے محبت کرنے والے انسان۔

(کلکتہ سے نشر)

شانتی رنجن بھٹاچاریہ
آنند پلی
پی۔او۔ پورب پتیاری
ضلع ۲۴ پرگنہ، مغربی بنگال ۷۴۲۵۰۹

چائے

چائے ایک ایسی مشروب ہے جسے دنیا کے تق
ہی لوگ استعمال کرتے ہیں۔ خاص کر
ملک ہندوستان میں چائے نوشی اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب
مقدار میں ہی چائے باہر بھیج پاتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب
ہندوستان کے چوراہوں پر تیار چائے راہگیروں کو
کر پلاتے تھے اور تحفے میں دو چار بسکٹ بھی ساتھ د
کرتے تھے۔ لیکن آج صورت حال ایسی بدل گئی ہے کہ
غریب، بچے، بوڑھے، نوجوان ہر موسم میں کثرت کے سا
کا استعمال کرنے لگے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ چائے نوشی سے ہمارے
دماغ اور صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہ
چائے کا استعمال عام لوگوں کے مزاج اور صحت پر
اثر نہیں ڈالتا۔ ویسے یہ مقولہ مشہور ہے کہ چائے نوشی
کے لیے اکسیر، بچوں کے لیے غذا اور جوانوں کے لیے مز
ہے۔ لیکن چائے اپنا اثر اور اپنی حقیقت دودھ کے س
ملا دیے جانے پر ختم کر ڈالتی ہے۔ حالانکہ چائے کی چ
اور اس کی لطافت گرم پانی میں ڈالنے اور اس میں ہلکو
ڈال کر پینے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ مولانا ابو ا
نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ "چائے جیسی لطیف شئے کو د
کثیف شئے کے ساتھ ملا کر لوگ چائے کے ساتھ ظ
کرتے ہیں"

آئیے اب ہم چائے کے بارے میں کچھ معلو
حاصل کریں سب سے پہلے چائے کی پیداوار چین
ہوئی۔ اس کے بعد جاپان کے اٹھارھویں صد
شہنشاہ ساگا نے جاپان میں چائے کی کھیتی کرائی
تھوڑے ہی دنوں میں چائے کافی مقبول ہو گئی۔
جاپان کے بعد چائے یورپ کے ملک ہالینڈ
اور وہیں سب سے پہلے رائج ہوئی۔ جس وقت چا
نئی چیز تھی اس وقت یہ کافی قیمتی تھی۔ اس لیے
رئیسوں کا مشروب تھی۔ لیکن ۱۶۶۰ء میں انگلینڈ
میں آنے کی وجہ سے یہ بہت جلد عام لوگوں کے بیچ
ہو گئی۔ جب انگلینڈ میں چائے کی کھپت کافی بڑھ
ایسٹ انڈیا کمپنی نے چین سے چائے لین شروع کی
طرح چائے کی تجارت شروع ہوئی۔ اس وقت تک
ہندوستان میں چائے کا نام ونشان تک نہیں تھا
بعد میں ہندوستان میں بھی چائے کی کھیتی ہونے لگ
پہلی مرتبہ ۱۸۳۶ء میں آسام میں چائے پیدا کر
بھیجی گئی۔ ۱۸۳۶ء سے ہندوستان سے باقاعدہ
باہر بھیجی جانے لگی اور ہندوستان سے چائے کی تجا
شروع ہوئی۔ آج بھی اکثر ممالک ملکی استعمال کے
ساتھ تجارتی غرض سے بھی چائے کی کھیتی کرتے ہ
میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان کو چائے کی تجا
خاطر خواہ آمدنی ہوتی ہے۔

آج چائے دنیا کے کئی ممالک میں پیدا ہو
جس میں ہندوستان اول ہے۔ دنیا میں جتنی چا

چائے

سید آل احمد

ہوتی ہے اس کا نصف حصہ صرف ہمارے ملک میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے چائے کے جتنے باغیچے ہمارے ملک میں ہیں اتنے اور کسی ملک میں نہیں۔

ہندوستان میں چائے کی کھیتی کے خاص علاقے آسام، شمالی بنگال، تامل ناڈو، آندھرا پردیش اور دارجلنگ وغیرہ ہیں۔ چھوٹے پیمانے پر رانچی، دہرادون اور کانگڑا میں بھی چائے کی کھیتی ہوتی ہے۔ چائے کی کھیتی میں دوسرے نمبر پر سری لنکا اور پھر افریقی ممالک آتے ہیں۔

جنوبی ہندوستان میں چائے کی کھیتی مغربی گھاٹ کے پہاڑی علاقوں جیسے کیرل، دکھنی ملاوا اور نیل گیری میں ہوتی ہے۔

چائے کی دو خاص قسمیں آسام اور چینی ہوتی ہیں۔ آسامی پودا لمبی اور ملائم پتیوں والا ہوتا ہے اور یہ پانچ ہزار فٹ اونچے علاقے پر لگایا جاتا ہے۔ چینی پودا چھوٹا اور خوشبودار ہوتا ہے اور یہ سمندر کی سطح سے آٹھ ہزار فٹ کی اونچائی تک لگایا جا سکتا ہے۔

چائے ایک خاص قسم کے پودے Cammellia Penensis سے تیار ہوتی ہے۔ یہ پودے بیج اور قلم سے تیار کیے جاتے ہیں اور جب یہ پودے ایک سال کے ہو جاتے ہیں تو انھیں ۱۲ ہزار سے ۱۵ ہزار فی ہکٹر زمین میں لگا دیا جاتا ہے۔ ان پودوں میں نئی پتیاں لگتی ہیں جن میں دو یا تین پتیاں اور ایک کونپل ہوتے ہیں انھیں ہر آٹھویں یا دسویں دن توڑا جاتا ہے اور ان سے چائے تیار کی جاتی ہے۔

چائے کے پودے ویسے تو کافی لمبے ہوتے ہیں۔ لیکن پودوں کی بوائی کے ایک سال بعد جب یہ تقریباً ایک میٹر اونچے ہو جاتے ہیں تو اس کے تنے کو دو تین شاخیں نیچے چھوڑ کر کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ اس میں زیادہ شاخیں اور زیادہ پتیاں پیدا ہوں۔ پودوں کو برابر کاٹ چھانٹ کیا جاتا ہے اور چار پانچ سال بعد یہ ایک سے سوا میٹر اونچی جھاڑی بن جاتا ہے اور اس کی پتیاں فصل کے لیے تیار ہو جاتی ہیں۔

چائے کی کاشت کے لیے تیزابی مٹی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں کی آب و ہوا ایسی ہونی چاہیے جس میں تقریباً برابر بارش ہوتی رہے۔ بارش کی سالانہ اوسط ۶۰ سے ۱۰۰ انچ تک ہونی چاہیے۔ چائے کی کھیتی ڈھلواں جگہ پر ہوتی ہے جس کے لیے پہاڑی علاقے کافی موزوں ہیں۔ ڈھلواں جگہ پر کھیتی ہونے کی خاص وجہ یہ ہے کہ پودوں کی جڑوں میں پانی بالکل نہیں جمع ہونا چاہیے۔ پانی جمع ہونے کی صورت میں پودے بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ہموار جگہ پر چائے کی کھیتی کرنے کے لیے باغوں میں جگہ جگہ نالے بنانے پڑتے ہیں تاکہ ان سے پانی برابر باہر نکلتا رہے۔

چائے کے پودے گرم علاقوں میں بڑے بڑے پیڑوں کے سائے میں زیادہ اچھی طرح پلتے بڑھتے ہیں اسی لیے چائے کے باغات میں اونچے اونچے درخت لگائے جاتے ہیں۔

پتیاں اور کونپل توڑنے کے کام میں عورتوں کو زیادہ مہارت حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے یہ کام زیادہ تر عورتیں کرتی ہیں۔ لیکن روس میں یہ کام مشینوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ مشینیں ایک گھنٹے میں ۵۰۳ کیلوگرام پتیاں توڑتی ہیں جبکہ اتنی ہی پتیاں ایک گھنٹے میں ۱۹۸ آدمی مل کر توڑتے ہیں۔ پتیوں کو ایک مقررہ اونچائی پر توڑا جاتا ہے۔

چائے کی پتیوں کو اپنی اصل شکل میں لانے کے لیے کئی درجوں سے گذرنا پڑتا ہے جن میں سب سے پہلے چائے کی پتیوں کو مرجھانے کے لیے پھیلا دیا جاتا ہے۔ اس میں ۱۶ سے ۲۰ گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ جب پتیاں مرجھا جاتی ہیں تو رول کرنے کی مشین میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس مشین کو رولر کہا جاتا ہے۔ اس مشین میں ڈالنے سے ان پتیوں میں اینٹھن پیدا ہو جاتی ہے۔ اب انھیں C.T.C مشین کے ذریعہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ ان درجوں سے گذرنے کے بعد چائے Fenmenlation کے ذریعہ اپنے ہرے رنگ کو چھوڑ کر زنگ آلود لوہے کے برادوں کی طرح ہو جاتی ہے۔ جب Fermentation پورا ہو جاتا ہے تو ان برادوں کو سکھانے کے لیے ڈرائیر میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس مشین میں یہ پتیاں گرم ہوا کی لہروں سے متاثر ہو کر سوکھ جاتی ہیں اور ۳۰ سے ۴۰ منٹ میں مشین سے باہر آجاتی ہیں جب یہ پتیاں سوکھ جاتی ہیں تو انھیں مختلف قسم کی چھلنیوں سے چھانا جاتا ہے جس سے یہ چار گریڈوں میں بنٹ جاتی ہیں۔

سب سے بڑی پتیوں کو Flowery Orange Leave کہتے ہیں ان سے چھوٹی پتیوں کو Broken Orange Leave کہتے ہیں۔ ان سے چھوٹی کو Fanning اور باقی بچی ہوئی پتیوں کو Dust کہتے ہیں۔

ایک اور قسم کی چائے ہوتی ہے جسے سبز چائے کہتے ہیں۔ اس چائے اور عام چائے میں فرق یہ ہے کہ اس میں Fermentation بالکل نہیں ہونے دیا جاتا۔ چائے کی تازہ پتیوں کو فوراً چند منٹوں کے لیے ہلکے گرم پانی میں ڈال دیا جاتا ہے جس سے ان Enzyme بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد انھیں سکھا کر رول کر کے پتیاں تیار کی جاتی ہیں جن کا رنگ ہلکا سبزی مائل پیلا ہوتا ہے۔

اس کے بعد چائے کو پلائی وڈ کے بڑے بڑے بکسوں میں بند کر کے نیلام کے لیے کلکتہ، گوہاٹی، کوچین، لندن وغیرہ جگہوں میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں اسے بڑے بڑے کاروباری خرید کر مختلف قسم کی چائے چھوٹے چھوٹے ڈبوں اور پیکٹوں میں بند کر کے بیچتے ہیں جو ہمیں بھی ملتی ہیں۔

چائے نوشی ہر مجلس اور تہذیب میں اس قدر داخل ہو گئی ہے کہ آج یہ کسی مہمان کی مہمان نوازی کا واحد ذریعہ ہے۔ لیکن جہاں چائے سے بہت سارے فوائد ہیں وہیں کچھ نقصانات بھی ہیں اس لیے جہاں تک ممکن ہو ہمیں اس کا کم سے کم استعمال کرنا چاہیے تاکہ ہماری صحت پر اس کا برا اثر نہ پڑے۔

(پٹنہ سے نشر)

مدحت الاختر

سمجھاؤں کس طرح کہ عجب دل کا ڈھنگ ہے
تتلی تو اڑ گئی مری چٹکی میں رنگ ہے
اس کا پتہ تو ڈور کی جنبش لگائے گی
کتنی بلندیوں پہ ہماری پتنگ ہے
دیکھیں تو کون کس کا گلا کاٹتا ہے اب
شب خون کا سماں ہے اندھیرے کی جنگ ہے
دیوانہ ایک راہ چلا، طفل دوسری
یارو! تمہارے شہر میں کیا قحطِ سنگ ہے

(ناگپور سے نشر)

لیزر شعائیں

بی وی، ٹی، راؤ

لیزر جدید سائنس کی عجیب وغریب ترین دریافتوں میں سے ایک ہے۔ لیزر انگریزی کے (Light. Amplification by Emission. of Radition.) کا مخفف ہے جس کا مطلب ہے 'روشنی کو، شعاعوں کے ارتعاشی بکھراؤ سے کئی گنا تیز کرلینا'

امریکہ کے ڈاکٹر ٹاؤنز اور روس کے ڈاکٹر این جی باسوئے اور اے۔ ایم پراکھورو کو مشترکہ طور پر اس دریافت پر نوبل انعام ملا تھا۔ پہلی لیزر ۱۹۶۰ء میں ہیوز ایر کرافٹ کمپنی واقع کیلی فورنیا میں تیار کی گئی تھی جہاں ڈاکٹر ٹی ایچ مائمن نے آدمی کی بنائی ہوئی ہیرے کی قلم سے بڑی چمکدار سرخ شعاع پیدا کی تھی۔ پچھلے سال کا طبعیات کا نوبل انعام امریکہ کے سائنسداں ڈاکٹر نکلاس بلومبرجن اور ڈاکٹر آرتھر شالو کو لیزر سپیکٹروسکوپی کے انکشاف کے لیے مشترکہ طور پر ملا تھا۔

لیزر کے کام کے اصول جاننے کے لیے پہلے ہمیں روشنی کی مقداری تھیوری اور برقی مقناطیسی ریڈیئیٹر اور مادہ کے باہمی عوامل کے سسٹموں کی طرف رجوع کرنا ہوگا مادہ کے ایک استقامی سسٹم میں الیکٹرونز توانائی کی ایسی متعین شدہ حالتوں پر قابو رکھتے ہیں جو سسٹم کے عین مطابق ہوتی ہیں جب کہ کم توانائی کی حالتیں زیادہ توانائی کی حالتوں کے مقابلے زیادہ بھرپور ہوتی ہیں۔ اگر ایسے سسٹم کو کسی وسیلے جیسے برقی، برقی مقناطیسی یا کسی دیگر شعاعی ماخذ سے مرتعش کیا جائے تو توانائی سسٹم میں جذب ہوجاتی ہے اور الیکٹرونز سے زیریں توانائی کی حالتوں سے زیادہ توانائی کی حالتوں میں تبدیل ہوجاتے ہیں یہ الیکٹرونز جب اپنی زیریں توانائی کی حالتوں میں واپس آتے دیے جاتے ہیں تو وہ عام طور پر شعاعی توانائی کے فوٹنز کو اتنا چھوڑتے ہیں جو کہ دونوں حالتوں کے توانائی ڈلیول کے فرق کے برابر ہوتے ہیں اور ان میں ایک خاص تکرار اور رنگ نمایاں ہوتا ہے۔ ارتعاش کے دوران بھی جو توانائی یہ الیکٹرون جذب کرتے ہیں اس کی مقدار ٹھیک اسی طرح کی ہوتی ہے۔ مسلسل ارتعاش کے سسٹم میں فوٹون کے جذب وانتشار کا سلسلہ خاص طور پر برابر رہتا ہے۔ جس کا نتیجہ سپیکٹرم ہوتا ہے۔ اس طرح کا سلسلۂ جذب وانتشار عام طور پر بے ساختہ سمجھا جاتا ہے۔ مرتعش الیکٹرون جو زیادہ توانائی کی حالت میں ہوتا ہے، عام طور پر ایک مقررہ مگر چھوٹے سے عرصے تک اسی حالت میں رہتا ہے پیشتر اس کے کہ یہ کم توانائی کی حالت میں آجائے اور اگر ایک مرتعش الیکٹرون ایک دوسرے سے فوٹن سے دوچار ہوجائے جس کی توانائی اس کے پہلے ارتعاش کے برابر ہو تو اس کی زیریں حالت میں واپسی فوری ہوتی ہے گویا دونوں فوٹون ایک ہی وقت میں نکلتے ہیں۔ اگر یہ فوٹون اپنی باری میں صحیح طرح سے مرتعش شدہ الیکٹرونز سے مل جائیں تو باہر نکلنے والے فوٹونز کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے۔ زیرارتعاش سسٹم ایسا عمل ایک ہی وقت میں لاتعداد فوٹونز کے اخراج کی حالت پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے انتہائی طاقتور مولوکرومٹک شعاعیں انتشار پکڑتی ہیں۔ ایسے میں ظاہر ہے کہ اگر شعاعوں کا انتشار ایسے سسٹم تک محدود ہے جہاں کم سے کم تضیع ہو تو اس طریقے میں فائدے کا عنصر بھاری ہوتا ہے۔ شعاعوں کے انتشار کو اس طرح سے محدود کرنے کی صورت پیدا ہوتی ہے جب متوازی سسٹم کو آئینوں کے درمیان رکھ دیا جائے۔ ان آئینوں کی تہیں بھاری ہوں جس سے ان کے بیچ مکرر انعکاس ہو۔ اس طریق عمل کو ارتعاشی اخراج کہتے ہیں اور جس طریقے سے روشنی کی شدید شعاعیں پیدا ہوتی ہیں اُسے لیزر کہتے ہیں۔

بطور پیٹنٹ لیزر کا عمل جسے لاسٹنگ بھی کہتے ہیں اسپیکٹرم کے گیما شعاعی، ایکس رے، مائکروویو کے علاقہ میں انتشار روشنی پیدا کرنے سے روپذیر ہوتا ہے یہ صورت پاپولیشن کی معکوس حالت پیدا کرنے کے لیے

مناسب مادی سسٹم اور ذریعہ ارتعاش انتخاب کر
سے وجود میں آتی ہے۔ اس طرح بنیادی لیزر مشـ
ہوگی۔ ایسے مادی سسٹم بہ جو دو آئینوں کے درمیان
جائے گا۔ ان آئینوں میں ایک آئینہ دوسرے سے ذ
انعکاس کرے گا تاکہ مفید نتائج روپذیر ہوں جب
سسٹم کے لیے ارتعاشی توانائی برقی، برقی مقناطیـ
یا کیمیائی ہوگی۔ سسٹم کے اندر کا مادہ چاہے ٹھوس
رقیق، پلاسٹک یا درمیانی خاصیت کا کنڈکٹر ہو۔
لیزر کے ماحصل سے مراد ہے تیز مولوکرامیٹیـ
(Monochromaticity) انتہائی تسلسل،
اختلاف اور مزید شدت، کیونکہ روشنی کا مرتعش نکا
فوٹون توانائیوں کے ایک بہت تنگ گروہ تک محـ
رہتا ہے اس لیے تکرار کے بینڈ کی چوڑائی بہت کم ہو
ہے جس کا نتیجہ ایک متعین شدہ اکیلارنگ ہوتا ہے۔
اخراج کے طریقے سے ہی لیزر میں بہت سا سطحی اور مـ
ارتباط پیدا ہوجاتا ہے۔ سطحی ارتباط کی زیادتی۔ ریزـ
کی دھری کے ساتھ ساتھ فیلڈ انیٹنٹی کی بنیادی مو
کے باعث لیزر کو جہت تراش بنا دیتی ہے پینسل
برابر پتلی لیزر کی شعاع ۰۰۱، ملی ریڈینز یا اس سے
کم اختلاف اختیار کر سکتی ہے۔ کسی سیمی کنڈکٹر لیزر
طاقت اتنی کم ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ گین کی صورت
کئی ہزار میگا واٹس ہوں۔ ٹھوس لیزر اس سے زیاد
ہیں۔ اس کے علاوہ زیادہ ارتباط کی وجہ سے لیزر کـ
ماحصل ایک بڑے باریک نقطے میں مرکوز کی جاسکتی
جس سے بہت طاقت ور کثافتیں پیدا ہوتی ہیں۔ جـ
انتہائی تکراروں سے لیزر عمل کرتی ہے۔ اس سے اسـ
کا استعمال وسیلہ ترسیل کے طور پر بہت سی جانکا
کا حامل ہوسکتا ہے۔

ترسیلات

بات چیت ترسیل، دو مقامات کے درمیان
کی حد تک کا علیحدہ پن، پرنالیوں کے مابین ضروری ٹھـ
ہے تاکہ باہمی دخل پیدا نہ ہو۔ اس طرح جہاں ریڈیو
تکراری بینڈز کی بہتات ہوتی ہے وہاں بغیر دخل کے
پرنالیوں کے لیے گنجائش ہوتی ہے۔ کیونکہ لیزر ۱۰۱۴ ہرٹز
آپٹیکل فری کوئنسی پر کام کرتی ہے اس لیے غیر عملی طور پر
لیزر کیریر پر بینڈ کی چوڑائی کافی ہوتی ہے جس سے دنـ
کی اطلاعاتی کڑیوں کو بغیر انطباق کے جگہ مل جاتی
الیکٹرو آپٹیکل ساز و سامان میں حالیہ ترقی سے ان شـ
تکراروں کی حالت میں بھی سگنل میں تبدیلیاں حاصل
ممکن ہوگیا ہے۔ تاہم لیزر کی روشنی، عام روشنی کی طر
فضا کے ہاتھوں سمٹنے اور بکھرنے کی رہین ہے جس سے
دائرہ محدود ہوجاتا ہے جہاں براہ راست لیزر کی تر
کڑی کام کر سکتی ہے۔ اس رکاوٹ پر قابو پایا جا
ہے اگر ہم لیزر کو فائبر آپٹک تار کو بھرپور رکھنے کے
ذریعہ سگنل کے طور استعمال کریں۔ فضا میں براہ راسـ

ے ترسیل کا سلسلہ جہاز سے جہاز اور جہاز سے ساحل
ے چھوٹے فاصلوں کے لیے محدود ہے جیساکہ فوج اور
رے حالات میں ہوتا ہے۔ نظر کا قطار پر چلنا اور اس
بہت کم اختلاف کا ہونا ان روابط کو محفوظ بنا دیتا ہے
استے کرنے والا لیزر کا ذریعہ ترسیل زمین کے گرد
فضا سے دور استعمال ہوتا ہے جہاں شعاعوں میں کم
ی کا ہونا ایک بڑا فائدہ ہے۔

روایتی راڈر کے مقابلے میں زیادہ تکرار اور چھوٹی
و لینتھ جو لیزر میں موجود ہوتی ہے اس سے یہ صورت
ا ہوتی ہے کہ لیزر کو پوزیشن اور رفتار معلوم کرنے میں
یا جائے۔ ان حالات میں جن میں راڈر کا اجتماع عام
پر مانع عمل ہوتا ہے۔ میزائل کے مقامات پر میزائل
ڑنے کے فوراً بعد راہ دکھانے کے لیے آپٹیکل راڈر استعمال
لائے جاتے ہیں۔ یہ استعمال میزائل کے تنھے سے لیزر
ن کا انعکاس کر کے پوزیشن اور زاویائی رفتار کے بارے
صحیح معلومات حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ مناسب
لی کے ساتھ لیزر کرن کو اڑتی ہوئی میزائل کو صحیح
روی کی سہولت بھی بہم پہنچائی جاتی ہے۔ اگر لیزر
ن کی پوزیشن کمپیوٹر سے قابو میں رکھی جائی تو زیریں
لح پر اڑتی ہوئی میزائل (جیسے کروز میزائل اور آپٹیکل
روالے جہاز) کی نشاندہی بھی ہو سکتی ہے۔ اگر زیر استعمال
ر طاقتور ہے جس میں زیادہ قوت کی صلاحیت ہو تو
ے ایسے نشانوں کے مقابلے میں بطور ہتھیار بھی استعمال
جا سکتا ہے۔ لیزر رینج فائنڈر ایک ایسا خاص آپٹیکل
ر ہے جو رینج کے اندر آنے والے اشیاء کے لیے استعمال
جا سکتا ہے۔ ایسی درستی کے ساتھ جو سینکڑوں کلومیٹر
فاصلوں کے لیے ایک میٹر یا اس سے بھی کم فاصلے کی
تی ہے۔

لیزر کی خاصیتیں جیسے Monochromaticity
ارتباط جو آپٹیکل راڈر میں استعمال ہوتی ہیں انھیں
معاملات بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

(ا) فولادی پتی پیدا کرنے میں رفتار معلوم کرنا۔
(ب) ہوا کی کثافت معلوم کرنے میں ایروسول بادل
پوزیشن اور رفتار معلوم کرنا۔ (ج) خود مختار پراسس
ول میں مائع اور گیس کی روانی کے سسٹم میں ان کی
ار معلوم کرنا (د) ہیلی کاپٹر اور ہلکے ہوائی جہازوں کے
امیٹر مہیا کرنا جو دھند اور رات کے وقت میں اترتے
ں۔

عام آپٹیکل یا دراز شعاع متلاشی روشنی سے
ر کی کسی چیز کو روشن کرنے میں پس منظر کے مد مقابل
لنے کا تضاد درمیانی فضا کی وجہ سے کرنوں کے الٹے
راؤ کی بدولت بہت کچھ بگڑ جاتا ہے۔ اگر لیزر روشنی کا
ب شوشہ چھوڑ دیا جائے اور ریسیور کا بٹن صرف لمحے بھر
لیے ہر شوشے کے بعد دبا دیا جائے تو کرنوں کا واپسی
راؤ اچھی طرح ہٹا کر تضاد بڑھانے سے نشانے کی شناخت
میں مدد حاصل کی جا سکتی ہے۔ شوشوں کی چوڑائی میں تبدیلی اور شوشوں کی روانی میں مناسب طریقوں کا استعمال اور خاصے کار فرما کمپیوٹروں کے ساتھ سیدھے حملہ کرنے والے ہتھیاروں کو قابو کیا جا سکتا ہے۔

ویتنام کی لڑائی کے اواخر میں استعمال ہونے والے اسمارٹ بموں میں اسی طرح کی ترکیب کو عمل میں لایا گیا تھا۔ اس میں ایک دراز شعاع لیزر کرن کے ساتھ ایک لیزر نشانے کو چمکا دیتا ہے۔ اسمارٹ بم جو صرف دراز شعاع روشنی کو نشانے کے پاس سے گذارتا ہے وہ بم کو نشانے پر صحیح طور پر لگانے کا کام کرتا ہے۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ اس کو اس تیز لیزر کرن کے پیچھے چلنے دیا جاتا ہے جو نشانے کی نشاندہی کرتی ہے

لیزر کی زیادہ ارتباط کی خاصیت سے ایک اور ترکیب پیدا ہوئی ہے جسے ہالوگرافی کہتے ہیں اور اسے عام طور پر بغیر لینس کی فوٹوگرافی کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس سے شدت اور مرحلوں کا فرق دونوں ریکارڈ ہو جاتے ہیں اور پیکر میں متوازی اثرات بھی دیکھے جاتے ہیں جس سے چیز کی ہمہ جہت نمائندگی ہوتی ہے۔ اس ترکیب میں لیزر کی طرف سے خاصی شدید اور مربوط منبع روشنی کی ضرورت ہوئی ہے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ چیز کی سہ جہتی نمائندگی محفوظ کی جا سکتی ہے اور اسی اصول پر سہ جہتی فلمیں بھی مبنی ہوتی ہیں۔ اس کے دوسرے استعمال مندرجہ ذیل ہیں:

(ا) وزن کی زد میں آئی ہوئی دھاتی سطحوں کے تناؤ کا تجزیہ

(ب) کھونے کی پہچان جو خود مختاری سے مواد کی تشکیل کرے

(ج) تجرباتی راکٹ اور اندرونی طور پر جلنے والے انجنوں میں آتشزدگی کا تجزیہ۔

لیزر کرنوں کا ارتباط اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ مختلف منبعوں کے درمیان دخل انداز اثرات پیدا ہوں اور مربوط روشنی کا شدید منبع فراہم ہو سکے۔ یہ خصوصیات پہلے سے ہی موجود دخل انداز تراکیب کو بہتر بنانے میں استعمال ہوتے رہے ہیں کیونکہ لیزر کا منبع کئی میٹر تک مربوط رکھا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے کی نسبت زیادہ لمبے فاصلوں تک لمبائی کی باریک ترین ماپ چند ایک مائکرومیٹر کی درستی سے کی جا سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی ممکن ہے کہ خود مختار مشینی آلات سے زیادہ درست آپٹیکل ردوبدل اور رہنمائی کا کاروبار سرانجام دے جائیں۔ لیزر کا شعاعی انتشار آسانی سے چھوٹے مقام پر مرکوز کیا جا سکتا ہے جس سے زیادہ طاقتور Densities ممکن ہیں خاص کر ان لیزر کے لیے جو شوشے کی صورت میں چھوڑی جاتی ہیں اور جہاں Power densities M.W ۲۰۰ فی مربع سینٹی میٹر کے حساب سے بڑی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس طرح لیزر ایسی صورتوں میں بڑی کامیابی سے استعمال کی جا سکتی ہیں جہاں High Power densities کی صحیح مقامیت فائدہ مند ہوتی ہے۔ وہ صورتیں یہ ہیں:

(ا) جب ایک بہت ہی تنگ حرارت زدہ مقام لازم ہو جیسے ویلڈنگ جو کہ شیشے اور دھاتوں کی سیلوں کے بعد میں آتی ہے۔

(ب) کسی کام میں برقی چارج سے درگذر حاصل کرنا جیسا کہ کھنازک سے الیکٹرانک اجزاء میں ہوتا ہے جو اختلافی ویلڈنگ یا برقی شعاع کی ویلڈنگ میں ہوتا ہے

(ج) مشکل سے زیر عمل آنے والی اشیاء میں جیسے ہیرے یا جلد ٹوٹنے والی کڑکڑاتی مٹی کی اشیاء میں سوراخ کرنا۔

(د) پلاسٹکس اور آرگنیکس کا کروموگرافک تجزیہ کے لیے توڑنا پھوڑنا۔

بائیومیڈیکل

تنگ حرارت زدہ جگہ میں سخت Infection کا صحیح مقام تلاش کرنے میں طبی اعتبار سے اس کے استعمال کی صورتیں خاص کر ضروری ہیں اور وہ صورتیں یہ ہیں:

(ا) ریٹنا کی بیماریوں کے لیے لیزر کوایگولیٹر۔

(ب) مائکرو سرجری میں چھوٹے Blood vessels کا چیرنا پھاڑنا۔

لیزر سے حاصل ہونے والے شدید شعاعی انتشار کا باریکی سے مرکوز کرنا

Deuterium discharges میں تیز درجہ حرارت حاصل کرنے کے لیے زیر استعمال رہا ہے۔ جو کہ حرارت کے ذریعے سے نیوکلیر فیوژن پیدا کرنے میں ضروری ہوتا ہے۔ زیادہ طاقت، لائن کی کم چوڑائی اور مستقل ارتکاز کی بدولت لیزر high resolation spectroscopy میں بڑا ہی مختلف الجہات ذریعہ ثابت ہوا ہے عام حسب الاستعمال لیزر مشتمل ہے ایک Argonion لیزر پر جو کہ قدرتی رنگ کی لیزر پمپ کرتی ہے اور یہ عام طور پر Rhodamine 6G ہوتی ہے جسے نظر آنے والی Spectrum کے زیادہ حصے پر زیر استعمال لایا جا سکتا ہے۔

کچھ اشیاء جب تیز لیزر روشنی سے چمکائی جاتی ہیں تو وہ تیز روشنی پر ٹیڑھا میڑھا ردعمل پیدا کرتی ہیں۔ اس خاصیت کو نچلی ویو لینتھ کے قونٹن سے مختلف ویو لینتھ والی روشنی پیدا کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

رمن ایفکٹ، جس میں روشن ہونے والی شے کی Molecular Frequencies روشن کرنے والی لیزر کی Frequency پر غالب آجاتی ہے اور جس سے نئی Frequencies پیدا ہوتی ہیں، بھی استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس طرح کی لیزر کو Spin. Flip Raman lasers کہا جاتا ہے۔
Semi. condulor lasers

کوایک مقررہ ویو لیبتھ آف ریڈیئیشن بتانے میں استعمال کیا جاتا ہے اور یہ ہو سکتا جبکہ Binary یا Ternary سسٹموں کو کنٹرول کیا جائے ۔ ان سسٹموں میں lead۔ Tin. Tellurium یا lead Tin Selenium ہوتے ہیں ۔ ان کو مزید ڈھالا جا سکتا ہے اگر دباؤ حرارت اور مقناطیسی معرض جیسے خارجی عناصر کو تبدیل کیا جائے۔

براہِ راست وار کرنے والے لیزر ہتھیار اب خواب و خیال کے سلسلے نہیں رہے ۔ اگرچہ ایک انسانی بکتر بند جیسے لیزر ہتھیار معرض وجود میں نہیں آئے پھر بھی ایسی بڑی طاقت والی لیزر بنائی اور استعمال میں لائی جا چکی ہیں جو محور میں منڈلاتے سیٹلائٹ کو ایک طرف پھینک دیں یا بالٹک مزائل کو جلا کر رکھ دیں۔ انھیں مقابلے کے جاسوسی سیٹلائٹ کو دھندلا دینے یا جلا کے رکھ دینے کے لیے بھی استعمال کیا جا چکا ہے ۔ ان ہتھیاروں کے لیے بڑی رکاوٹ ہے بڑے ہی طاقتور پلانٹس کی ضرورت لیکن اس سمت میں بھی سرعت سے ترقی ہو رہی ہے وہ لیزر جو کیمیائی ردعمل سے توانائی پذیر ہوتے ہیں وہ سب سے زیادہ کارگر اور امید افزا معلوم ہوئے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جب ایسے لیزر ہتھیار معرض وجود میں آجائیں گے جنھیں انسان اٹھا سکے اور استعمال میں لا سکے۔

مرتعش روشنی کے بکھراؤ کا سلسلہ ۲۲ سال پرانا ہے لیکن جہاں تک اسے زیرِ استعمال لانے کا سوال ہے یہ ابھی اپنے بچپن میں ہے ۔ کافی دیر لگے گی جب تک اس کی ساری توانائی بس میں لائی جائے کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ جہاں بھی اسے استعمال میں لایا جائے گا ۔ یہ سائنسی تحقیق کے تمام پہلوؤں میں انقلاب برپا کر دے گا ۔

(الہ آباد سے نشر)

پریم نارائن سکسینہ رازؔ

خامشی ہی سخن ہوگئی — گونج اک انجمن ہوگئی
کھیل ہی کھیل میں زندگی — آنسوؤں کا چمن ہوگئی
گھر جلاکر مرا اک کرن — رونق انجمن ہوگئی
حسن کی ایک کافر ادا — میرا دیوانہ پن ہوگئی
گھر میرا ڈھونڈتے ڈھونڈتے — مضمحل اک کرن ہوگئی
زندگی آرزو میں تری — نذرِ دار و رسن ہوگئی
جس کے ہونٹوں پہ تھی اک گرہ — وہ کلی ہم سخن ہوگئی
رنگ اُن پر چڑھا عشق کا — سادگی بانکپن ہوگئی
دیکھتے دیکھتے شاخِ گُل — اک شگفتہ چمن ہوگئی
وقت بدلا مرا ناگہاں — دھوپ سایہ فگن ہوگئی

حسن کے لطفِ صد رنگ سے
رازؔ ہستی چمن ہوگئی

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

خواتین کے لیے روزگار کے مواقع

بلقیس فاطمی

موجودہ دور میں خواتین کے لئے اپنے محدود دائرے میں ہوتے ہوئے بھی روزگار کے ہزاروں مواقع فراہم ہیں ۔ ہاتھ میں اگر ہنر ہے تو بہتر سے طریقوں سے روپیہ حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ بڑھتی ہوئی ضروریات کو دیکھتے ہوئے یہ مناسب بھی ہے کہ ہر عورت کسی نہ کسی ہر روزگار کو اپنا کر گھر کی اقتصادی حالت کو سنوارنے کی کوشش کرے۔ نوکری کرنے والی عورتوں نے کافی حد تک معاشی بوجھ سنبھال رکھا ہے ۔ لیکن ہر عورت نوکری نہیں کر سکتی ۔ جو عورتیں نوکری کرنے سے قاصر ہیں یا تعلیم حاصل نہیں کر سکیں، ان کے لئے بھی سیکڑوں قسم کے ایسے روزگار موجود ہیں جن کے ذریعہ وہ آسانی سے گھر بیٹھے اچھی خاصی آمدنی کر سکتی ہیں۔

خواتین کے لئے سب سے اچھا اور آسان روزگار بُنائی ہے ۔ بُنائی کی مشین آسان قسطوں میں بینک سے حاصل کی جا سکتی ہے ۔ بنائی کے لئے گھر بیٹھے کافی آرڈر مل جاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ دکاندار خود اپنا اون دے کر بچوں کے سوٹ، بلاؤز، کارڈیگن، جرسیاں، پلوور وغیرہ تیار کرواتے ہیں ۔ اور اچھا خاصا معاوضہ دیتے ہیں ۔ گولے بنانے اور سلائی کرنے کے لئے اور عورتوں کو بھی لگایا جا سکتا ہے ۔ اس سے کام میں آسانی ہوتی ہے اور سامان زیادہ تیار ہوتا ہے۔ اور کئی عورتیں بھی ساتھ ساتھ روزگار میں لگ جاتی ہیں ۔ اس کام میں خواتین سینکڑوں روپیہ ماہانہ حاصل کر رہی ہیں۔ کتنی ہی بہنوں نے تو مشین کی بنائی سکھانے کے لئے اسکول بھی کھول لئے ہیں ۔ ان کے ذریعہ مشین ملنے میں بھی آسانی ہوتی ہے ۔ روز کام بھی ملتا رہتا ہے ۔

دوسرا آسان روزگار چکن اور کامدانی بنانے کا کام ہے ۔ نوابین کے وقت سے لے کر آج تک چکن اور کامدانی کا کام آوٹ آف فیشن نہیں ہوا ہے ۔ اس کی کڑھائی بھی بہت آسان ہے ۔ دکان دار کپڑے ریشم اور تار خود گھروں میں پہونچا دیتے ہیں ۔ اور تیار ہونے کے بعد معقول اجرت دے کرے جاتے ہیں ۔ لکھنؤ میں چکن اور کامدانی بنانے کا بہت رواج ہے وہاں شاید ہی کوئی ایسا گھر ہو جہاں اپنے خالی وقت میں چکن اور کامدانی بنانے کا کام نہ کر

ریڈیمیڈ کپڑوں کا کاروبار خواتین کے لئے ایک روزگار ہے ۔ نمونے کی کتابوں کی مدد سے بچوں کے لئے کے خوبصورت کپڑے تیار کئے جا سکتے ہیں ۔ اس کے مردانے پاجامے، پیٹی کوٹ، اسپنگ سوٹس، نائیٹیز بلاؤز وغیرہ بھی آسانی سے بنایا جا سکتا ہے ۔ اس کے لئے یونی فارم، ٹائیاں اور بلٹ سلائی کی جا ہیں ۔ کئی بہنوں نے تو ریڈی میڈ گارمنٹس کے اچھے کارخانے قائم کر رکھے ہیں جہاں وہ اپنی زیر نگرانی دو عورتوں سے سامان تیار کروا کر باقاعدہ دکانوں کو کرتی ہیں ۔ یہ ایسا روزگار ہے جسے آپ چھوٹے پیما بھی کر سکتی ہیں اور بڑے پیمانے پر بھی ۔

آج کل مشین کی کڑھائی کا بھی بہت رواج کڑھائی کے لئے بجلی سے چلنے والی مشین بھی آتی جن سے ہر قسم کا کام ریشم اور تار دونوں سے بنایا جا ہے ۔ زیادہ تر تو اس کام کو مردوں نے اپنا رکھا ہے ۔ عورتوں کے لئے بھی یہ ایک اچھا روزگار ثابت ہو سکتا یہ مشین بھی بینک کے ذریعہ آسان قسطوں پر ملتی ہیں ۔ کا لئے آپ کو خود بھی آرڈر مل سکتا ہے ۔ اور دوکاندار بھی کا زیادتی کی وجہ سے اپنے آرڈر کے کام گھروں میں عورتو ذریعہ بنواتے ہیں ۔

ہاتھ کی کڑھائی شیل ورک اور کروشیا کا کا خواتین کے لئے اچھا ذریعۂ روزگار بن سکتا ہے ۔ کشن ٹرے کلاتھ، ٹی کوزی، گلاس کور، بیڈ کور، پردے، تکیہ غلاف اور جانے کتنی ہی ایسی چیزیں ذرا سی کڑھائی پیچ پاکٹ ورک سے دیدہ زیب بنائی جا سکتی ہیں ۔ شیل سے تیار کی ہوئی بیلیں جھالریں اور دیگر سامان بہت صورت معلوم ہونے لگتے ہیں ۔ ہاتھ کے بنائے ہوئے یہ بڑی آسانی سے فروخت کئے جا سکتے ہیں ۔ یا دکانوں کو

ئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ اس کا استعمال تقریباً ہر ہی گھر میں ہوتا ہے۔ تحفتاً دینے کے لئے بھی ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں اچھی سمجھی جاتی ہیں۔

کپڑے کی گڑیاں اور کھلونے بنانا بھی ایک ایسا آرٹ ہے جو خواتین کے لئے ایک دلچسپ مشغلہ اور یقیناً ایک بہتر روزگار ہے۔ ہاتھ سے بنی ہوئی یہ گڑیاں باہری ممالک تک بھی جاتی ہیں۔ گڑیاں اور کھلونے بنانے کی ٹریننگ دینے کے لئے کئی جگہوں پر اسکول قائم ہو چکے ہیں۔ بعض جگہوں پر اچھے خاصے کارخانے قائم ہیں، جن میں عورتیں کام کرتی ہیں اور اچھی تعداد میں گڑیاں اور طرح طرح کے کھلونے روز تیار کرتے ہیں۔ ٹریننگ لینے کے بعد عورتیں گھروں پر یہ سامان تیار کرکے دکانوں پر سپلائی کرسکتی ہیں۔ یہ روزگار بھی خواتین کے لئے کافی منافع بخش روزگار ہے۔

گھر پر سوئیاں بنانے کا کام بھی خواتین کے لئے اچھا روزگار ثابت ہوسکتا ہے۔ سوئیں بنانے کی چھوٹی سی مشین آتی ہے جسے عورتیں بڑی آسانی سے چلاسکتی ہیں۔ دن میں صرف تین گھنٹہ کام کرکے بھی سیروں سوئیں روز بناسکتی ہیں۔ دکانوں پر بھجوا کر قیمت وصول کی جاسکتی ہے۔ تہوار کے زمانے میں تو سوئیوں کی مانگ بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور اچھا خاصا منافع حاصل کیا جاسکتا ہے۔

کاغذ کے رنگین پھول بھی بنائے اور فروخت کئے جاسکتے ہیں۔ کاغذ کے پھولوں کے گلدستے، بیلیں، جھالریں اور خوبصورت قندیلیں بھی بنتی ہیں۔ دیواروں اور شامیانوں کی سجاوٹ کے سامان تیار ہوتے ہیں۔ بہنیں اس آرٹ کو سیکھ کر روزگار کے لئے اپنا سکتی ہیں۔

موبخ اور کھجور سے بھی بہت سی کارآمد اور خوبصورت چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ جن کا اچھا دام مل جاتا ہے۔ دیہات میں رہنے والی عورتیں اس آرٹ سے زیادہ واقف ہوتی ہیں۔ اپنی جدت اور ڈیزائن کے استعمال سے موبخ اور کھجور کے پتوں سے بہت ہی خوبصورت ماڈرن اور فیشن کی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ طرح طرح کی ٹوکریاں، پنکھے، چٹائیاں، دیواروں پر ٹانگنے کے نمونے، پرس، میز پر بچھانے کی پٹی، دروازے پر لٹکانے کے لئے ڈوریاں اور جانے کتنی طرح کی روزمرہ استعمال کی چیزیں بنائی جاسکتی ہیں۔ اور انھیں فروخت کرکے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

کاروبار میں مدد کرنے کے لئے بہت سی ایسی مشینیں بنی ہیں جن سے مختلف قسم کی کارآمد اور منافع بخش چیزیں بنائی جاسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر بٹن بنانے کی مشین، سیپ اور پلاسٹک کے خوشنما بٹن بناتے جاتے ہیں۔ بٹن پر کپڑا منڈھنے کی مشین بھی آتی ہے۔ جوتے کے فیتے بھی مشینوں سے بنائے جاتے ہیں۔ پلاسٹک کے کھلونے یا ڈھکن، شیشیاں، بجلی کے تار اور چھوٹی چھوٹی چیزیں آسانی سے گھروں میں بنائی جاسکتی ہیں۔ ان مشینوں کو عورتیں بڑے آرام سے استعمال کرسکتی ہیں بنیائن کے ہر ناپ کے بنے بنائے تھان آتے ہیں۔ جن کو کاٹ کر مشینوں سے سلائی کرکے سائز کی بنیائن تیار ہوجاتی ہوں۔

خواتین کے لئے مندرجہ بالا ہر چیز بطور روزگار اختیار کی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ کچھ بڑے پیمانے کے بھی روزگار ہیں جو عورتیں بھی اپنا سکتی ہیں جیسے موم کو سانچوں میں ڈال کر موم بتی بنانا۔ کپڑے دھونے کے صابن اور پاوڈر بنانا۔ روشنائی بنانا۔ چاک بنانا۔ برتن دھونے اور فرش صاف کرنے کے فلنگ پاوڈر بنانا۔ اس قسم کی چیزیں فارمولے کے حساب سے سامان مہیا کرکے تیار ہوجاتی ہیں اور انھیں معمولی پلاسٹک کے پیکٹوں میں بازار میں بھیجا جاسکتا ہے۔ ہر وقت کے استعمال کی چیزیں ہیں اس لئے ان کی مانگ میں کبھی کمی نہیں ہوگی۔

غیر تعلیم یافتہ اور عمر رسیدہ عورتوں کے لئے کارخانوں میں بیڑی بنانا، تمباکو اور چائے کو لفافوں میں پیک کرنا، شیشوں اور ڈبوں پر لیبل لگانا۔ دفتی کے ڈبے بنانا، کاغذ اور پلاسٹک کے لفافے بنانا بھی اچھا اور مفید روزگار ہے۔ یہ عورتیں لحاف اور گدے کی تگائی اور ساری میں فال لگاکر بھی اچھے پیسے حاصل کرسکتی ہیں۔ جہاں ہینڈلوم اور پاورلوم لگے ہوئے ہیں۔ وہاں عورتوں کو بنے ہوئے تکیئے کے غلاف کی سلائی اور تولیوں پلنگ پوشوں میں جھالر بنانے کا اچھا روزگار مل جاتا ہے۔

پاپڑ، بڑیاں، اچار، چٹنی، جام، جیلی، مربّے وغیرہ بنانا بھی خواتین کے لئے ایک اچھا روزگار ہے۔ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں اس قسم کی چیزوں کا استعمال نہ ہوتا ہو۔ یہ چیزیں آسانی سے آس پاس کے گھروں میں اور دکانوں پر بھی فروخت کی جاسکتی ہیں۔

کچھ گھریلو نسخے ایسے ہیں جن سے بڑے کام کی چیزیں تیار ہوتی ہیں۔ اور ان کو بطور روزگار بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یعنی وہ بناکر فروخت کی جاسکتی ہیں، مثلاً بال دھونے کے خوشبودار مصالے، چہرے کا رنگ نکھارنے کا ابٹن۔ ہاتھ پیر ملائم رکھنے کا لوشن۔ دانت کا منجن، کاجل، چہرے پر لگانے کا لیپ۔ اسی قسم کی کئی طرح کی کارآمد چیزیں بناکر معمولی شیشی، اور پیکنگ میں بازار میں بھی لائی جاسکتی ہیں۔ یہ چیزیں کم پیسوں میں تیار ہوجائیں گی۔ اس لئے ان کی بکری بھی آسان ہوگی۔

پولٹری فارم بھی مرغی پالنے کی اسکیم بھی آج کل خواتین کافی اونچے پیمانے پر چلا رہی ہیں اور تھوڑی سی محنت سے سیکڑوں روپیہ ماہوار کی آمدنی سے مستفیض ہو رہی ہیں۔ پولٹری فارمنگ کے لئے سرکار بھی بہت مدد کر رہی ہے۔ کچھ کاٹیج انڈسٹری بھی ایسی ہیں جن کو سرکار بہت بڑھاوا دے رہی ہے۔ خواتین ایسی اسکیموں میں بھی حصہ لے سکتی ہیں۔

غرضیکہ موجودہ دور میں خواتین کے لئے روزگار کے مواقع قدم قدم پر موجود ہیں۔ لیکن جس طرح ہر تصویر کا دو رُخ ہوتا ہے ایک اچھا اور دوسرا برا اسی طرح مسئلہ روزگار کے بھی دو پہلو ہیں ایک بہت آسان اور دوسرا مشکل۔ یعنی ذریعہ روزگار کے نام گنوا دینا تو بہت ہی آسان ہے لیکن ہر اسکیم کو عملی جامہ پہنا لینا اتنا آسان نہیں۔ یوں تو کوئی بھی روزگار کسی کے لئے بھی ڈال پر لگا ہوا پھول نہیں کہ بڑھ کر توڑ لیا جائے دشواریاں تو ہر راہ میں آتی ہیں۔

لیکن خواتین کو کوئی بھی روزگار اپنانے میں کچھ زیادہ ہی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ اس لئے کہ اوّل تو، خواتین کے رسوخ نہیں ہوتے دوسرے وہ پوری بھاگ دوڑ نہیں کرسکتیں اور تیسرے وہ کوئی بھی روزگار صرف اپنے خالی وقتوں میں ہی کرسکتی ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے ان کی گھریلو ذمہ داریاں اور ذاتی پابندیاں بھی درپیش ہوتی ہیں۔ معمولی سی مثال اون کی بنائی کو لیجئے۔ ایک طرف تو اس روزگار میں خواتین سیکڑوں روپیہ ماہوار حاصل کر رہی ہیں، ٹریننگ اسکول بھی کھول رکھے ہیں اور دوسری طرف کتنی ہی خواتین کے پاس بڑے شوق سے خریدی ہوئی مشین صرف اس لئے بیکار پڑی رہ گئیں کہ انھیں پورا کام بھی میسّر نہ ہوا۔ نہ تو وہ اپنی طور پر پورا سرمایہ بھی لگا سکیں اور نہ ہی دکان دار سے اُجرت پر اون لانے کا انتظام ہوسکا۔ اسی طرح ہر روزگار میں سرمایہ اور فروخت ہونے کا ذریعہ ہونا اشد ضروری ہے۔ ہر عورت کچھ نہ کچھ کام تو ضرور کرسکتی ہے کوئی نہ کوئی چیز تو ضرور بنا سکتی ہے۔ لیکن اپنی بنائی ہوئی تھوڑی تھوڑی چیزوں کے لئے بازار میں جگہ نہیں بنا سکتی۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ اس راہ میں حائل ہونے والی دشواریاں ناممکنات میں سے ہیں۔ ہر مشکل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس مسئلے پر پہلے سے غور کرلیا جائے۔ اس کے لئے پوری طرح سوچی سمجھی قابلِ عمل اسکیم کی ضرورت ہوگی۔ پورا خاکہ درکار ہوگا۔ اس پہلو پر وقت کی کمی کی وجہ سے فی الحال روشنی نہیں ڈالی جاسکتی۔

ماحصل یہ ہے کہ موجودہ دور میں خواتین کے لئے روزگار کے سیکڑوں مواقع فراہم ہیں اور راہ میں آنیوالی تمام دشواریوں کے حل بھی موجود ہیں۔ شرط ہے صرف شوق، جذبہ، ہمت اور محنت کی۔ خوش قسمتی سے یہ خصوصیات عورت کی فطرت میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ پھر کیوں نہ ہر عورت کسی نہ کسی روزگار کو اپنا کر زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی کوشش کرے۔ یہ روزگار خالی وقت کا بہترین استعمال بھی بن جائیں گے۔ اور گھر کی آمدنی میں اضافہ کرتے خوشی اور اطمینان کا باعث بھی۔

(آکاش وانی گورکھپور سے نشر)

عبدالغفار راغب

اگر جہاں سے جفا اُٹھ گئی تو کیا ہوگا
وفا کی حسن کو عادت پڑی تو کیا ہوگا
نہ پوچھ شکوہ سرائے جفائے یار، نہ پوچھ
وفا ہی کرتی رہی زندگی تو کیا ہوگا

(ناگپور سے نشر)

ذکر اس پری وش کا

احمد جمال پاشا

ایک بے تکلف محفلِ احباب میں جو بھی اللہ کا بندہ رخصت ہوتا۔ اس کی غیبت شروع ہو جاتی پہلے اس کی شخصیت کی بخیہ ادھیڑی جاتی، پھر تار تار کر دی جاتی اس دوران اگر کوئی شامت کا مارا آجاتا تو سب لپک کر اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے، وہ بھی اس فری اسٹائل غیبت میں شامل ہو جاتا پھر کوئی صاحب کھسکتے تو بارش کے پہلے قطرے کی طرح یوں ابتدا ہوتی۔

"صاحب! ان کا بھی دم غنیمت ہے!" ——

دوسرے مہربان ٹکڑا لگاتے!۔

"اجی! یہ بڑے حضرت ہیں ——؟

بارش تیز ہو کر ژالہ باری میں تبدیل ہو جاتی۔ غیبت ہوتی رہی لوگ آتے رہے، جاتے رہے۔ یہاں تک کہ صرف دو درویش ماضی کے الاؤ کو کریدنے کے لیے باقی رہ گئے۔ دونوں کسی طرح اٹھنے کا نام ہی نہ لیتے۔ ایک صاحب جو خیر سے صاحبِ خانہ واقع ہوئے تھے۔ انھوں نے پہلو بدلتے ہوئے فرمایا۔

"اچھا تو اب یار سو یا جائے"

دوسرے صاحب اس نیک مشورے پر عمل کرتے ہوئے فرش پر دراز ہونے لگے، صاحبِ خانہ سے نہ رہا گیا۔ بولے۔

"حضرت کیا ارادے ہیں؟ حضرتِ داغ جہاں بیٹھ گئے، لیٹ گئے لیٹ گئے اور بقول شخصے سو گئے سو گئے آخر بھابی انتظار کرتی ہوں گی؟" وہ منہ پھلا کر بولے۔

"ضرور انتظار کرتی ہوں گی۔ مگر آخر میں جاؤں کیسے؟" انھوں نے دریافت کیا۔

"جانے میں آپ کو قباحت کیا ہے؟" کہنے لگے۔

یہی کہ ادھر میری پیٹھ پھری اور کی شروع آپ نے میری غیبت۔ میں نہیں جاتا واتا، وہ حیران ہوتے ہوئے بولے۔

"میرے بھائی! آخر میں کس سے تمہاری غیبت کروں گا؟۔ تمہارے سوا یہاں دوسرا کون ہے؟ ۔ انھوں نے کہا۔

تمہارے گھر میں اور کوئی نہیں مگر تم نے جو یہ بکری پال رکھی ہے ضرور اس سے تم میری غیبت کرو گے!

غیبت، منافقت اور ٹانگ کھینچنا در اصل ایک پے چیدہ تہذیبی عمل کے لامتناہی سلسلے ہیں جو جتنا مہذب ہوتا ہے وہ اتنا ہی بڑا منافق بلکہ آدم خور واقع ہوتا ہے۔ غیبت کے لیے قریب یا قرابت ضروری سمجھی گئی ہے۔ دوستی رشتے داری پٹی داری کچھ تو تعلق خاطر ہو ظاہر ہے کوئی بھلا آدمی چلے تو آپ کی ٹانگ کھینچنے سے رہا۔ آخر دوستی کی طرح دوستی نما دشمنی کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں اس کا فارمولا بڑا ہی دلچسپ ہے جیسے "یہ دوست ہمارا دشمن ہے یہ عزیز ہمارا مخالف ہے یہ پڑوسی ہمارے خلاف ہے یہ دفتر یا کارخانے کا رفیق ہمارا ساتھی ہے۔ اس لیے اس سے سمجھ لینا ہے دیکھیں یہ کیسے کامیاب ہوتا ہے۔ آگے بڑھتا ہے۔ لیکن دوست کا دوست، عزیز کا عزیز، پڑوسی کا پڑوسی یا رفیق کا باس بقول "چانکیہ ہمارا دوست ہے جس سے مل کر امن کی تالی پیٹ دیتا ہے"

ماہرین نفسیات جن کی نفسیات انتہائی مشکوک ہوا کرتی ہے ان کا خیال ہے کہ اگر آپ پڑھے اور کڑھے ہیں تو ظاہر ہے کہ بات بات پر لٹھ پونگا تو بھولو پہلوان کی طرح کرنے سے رہے۔ مگر غیر محسوس طریقہ پر آپ باآسانی ٹانگ کھینچ سکتے ہیں آپ کو اس فعل سے کوئی روکے گا بھی نہیں اور آپ اپنے یار کو باآسانی بے یار و مددگار بھی کر دیں گے۔ آپ اس لیے ایسا کریں گے کیوں کہ آپ کے ذہن میں آپ کی ترقی کی تصویر آپ کے دوست کی بربادی کی شکل میں ابھرتی ہے۔

منافق اس ذات شریف کا نام نامی ہے جو سائے کی طرح دن رات آپ کے ساتھ رہتا ہو، لیکن ہر موقع منافقت سے کام لیتا ہو اگر اسے اس کا موقع نہ ملے تو وہ چین و بے قرار ہو جائے اس کا دل بیٹھ جائے۔ لیکن آپ مار کھا جائیں قسمت آپ کو گھائل کر دے تو وہ پہلا شخص ہو جو آپ کے زخم پر مرہم رکھے۔ یہاں تک وہ منزل آجائے جب سیزر، بروٹس کو پہچان تو دم توڑ دے۔

میں ایک صاحب کو جانتا ہوں، جو میرے ایک دوست کے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے۔ بلکہ نوالہ و پیالہ بھی کا ہو چکا تھا۔ دوست کے پاس صرف ان کی دوستی تھی۔ جس کے وہ علی الاعلان قصیدہ خواں تھے۔ ان نے دوست کی نوکری چھڑا دی، دوست ان کے ہو گیا انھوں نے دوست کا گھر بکوا دیا۔ دوست ان گھر آگیا۔ انھوں نے دوست کو پردیس بھجوا دیا یہ دوست کی اس وقت سمجھ میں آیا جب دوست نے بیوی بھی ہتھیالی۔ آخر دوستی نے دشمنی کی شکل کر لی۔

غیبت پر یاد آیا کہ ہمارے ایک دانشور جو شاید آج کل ٹمبکٹو یا ہونولولو میں ماہر حشرات ہیں۔ کسی زمانے میں ہمارے رفیق کار تھے۔ ہمیشہ دفتر کے باہر پورٹیکو میں چائے منگوا کر ہمیں باہر انھوں نے پورٹیکو کا نام "غیبت محل" رکھا تھا۔ جہاں بڑی معصومیت سے گنجے فرشتے کی طرح فرمائش کرتے غیبت محل ہو جائے ایک پیالی چائے پر کچھ اور غیبت ہم کہتے "یار ابھی بہت کام ہے" تو بڑی بے بسی۔ کھینچتے ہوئے کہتے۔ "یار بہت پیٹ پھول رہا ہے" دونوں ہنستے ہوئے۔ اسکول فار اسکینڈلس میں چائے کے ہر گھونٹ پر دفتر کے بگ باس سے چپراسی کی کھال اتار کر رکھ دیتے اس کے بعد طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی۔ وہ اپنی ڈسک پر واپس جا کی طرح اپنا کام شروع کر دیتے اور ذرا دیر میں نیا ایڈیشن تیار ہو جاتا۔ ہمیں ان کی ایک بات بھی وہ جتنی شدت سے دوسروں کو ناپسند کرتے اس شدت و مد سے اپنی تعریف نہ صرف خود کرتے بلکہ اس سے گفتگو کرتے کہ آپ ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہو اسی پر اکتفا نہ کرتے بلکہ مخاطب کو اقبالی مجرم بنا کر اس تعریفیں اگلواتے۔ جب کبھی ان کا نزلہ مجھ پر گرتا تو میں تعریف حلوے کی طرح ہضم کر جاتا۔ بس پھر ان کا سا مجھے ماننے یعنی مجھ سے اپنی تعریفیں کروانے پر صرف دعویٰ ہے کہ جب کبھی غیبت کے فن پر کوئی کتاب لکھے گا فن کے علمبرداروں میں ان کا ذکرِ خیر سنہری حروف کیوں کہ وہ اس معاملے میں اپنے والد مرحوم تک کو نہ بخشے کبھی مرحوم کا ذکرِ خیر کرتے بھی تو یوں غیبت سرا ہوتے

"اللہ مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ بڑی خو مالک تھے لیکن خدا جھوٹ نہ بلوائے تو مزاج میں

ے آتش مزاج واقع ہوئے تھے ایک روز کسی نے
ے کی کنڈی کھٹ کھٹائی مرحوم نے ملازم سے کہا۔
"جا، جا کے دیکھ کے آ، کون آیا ہے!" ملازم نے

"آپ سے ملنے کوئی آدمی آیا ہے!"
مرحوم آپے بلکہ جامے سے باہر ہوتے ہوئے گرجے۔
"ابے ہمارے پاس آدمی نہیں تو کیا جانور
؟"

جا، جا کر نام پوچھ کر آ ——!
غرض عظمت کے نشے میں بدمست ہو کر وہ اپنے والد
کی شخصیت کو روئی کی طرح دھن ڈالتے جی بھر کے غیبت
ران کا موازنہ اپنے آپ سے کرتے۔ دونوں کی شخصیت
کانٹے پر تولتے اپنا پلڑا جب بھاری ہو جاتا تو ان کا پیٹ
جاتا۔ پھر وہ بڑے مطمئن اور مسرور نظر آتے۔

اس دنیا میں لوگ دوستی سے زیادہ مصاحبت
کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ کسی کی ہاں میں ملائیں یا
ن کی ہاں میں ملائے۔ دراصل وہ من ترا حاجی بگویم
حاجی بگوے کچھ زیادہ چاہتے بھی نہیں جس کے لیے غریب
اور پارٹیاں بناتے ہیں تحریکیں چلاتے ہیں پُر امن
باہم کے لیے سب سے پہلے ایک اناؤنسر پکا کیا جاتا ہے
ب یا پارٹی لیڈر کی قصیدہ خوانی اس کے فرائض میں
ل ہوتی ہے۔ جس کی ذرا بھی گاڑی چل جاتی ہے وہ
ب کا چھپر سر پر اٹھا کے ادب پر بادشاہت کے خواب
لگتا ہے۔ ہر لیڈر اپنے گرد اپنے سے چھوٹے شاعر
جمع کرتا ہے۔ تاکہ اس میں اس کا قد نمایاں رہ سکے
کے بعد وہ بجائے پڑھنے لکھنے کے کانفرنسوں اور جلسوں
خولیا میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر ہر بڑے شاعر اور
کو چاروں شانے چت گرانے پر وہ اپنا سارا زور
بلہ زورِ بازو تک صرف کر دیتا ہے۔ بونوں کی بادشاہی
سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ وہ
ی طور پر معزور ہو کر رفتہ رفتہ گمنام نہ ہو جائے۔

ہمارے ایک کانفرنسی یار جن پر کانفرنس بلانے
بی ہنگامے کروانے کے باقاعدہ دورے پڑا کرتے ہیں۔ جب
کوئی کانفرنس یا ادب میں ہنگامہ نہ ہو وہ جوان نہ صرف کمزور
بیمار رہتا ہے بلکہ اس پر یہ بھی خوف طاری رہتا ہے کہ کہیں زمانہ
بھلا نہ دے۔ لیکن ادھر بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا دور ہی
ی کانفرنس کے آثار نظر آئے ادھر انھوں نے بغل میں فائل
اور بساطِ کانفرنس بچھا کر بیٹھ گئے۔ اس کو کاٹو اچھا فلاں
نرکرنے سے بدنامی ہوگی۔ تو اس کے بدلے اسی علاقے کے
کو بلالو۔ اور ہاں فلاں کو تو بلانا ہی پڑے گا۔ تو اسے
سا کے بعد پڑھوا دینا خود ہی ہوٹ ہو جائیگا۔
غرض خدا خدا کر کے کانفرنس کی نیک ساعت
تو شاعر ادیب سے زیادہ فوجی کمانڈر نظر آنے لگا ہر
نہ شاگردوں اور چمچوں کو فوج کی طرح لڑانے لگے۔

(آگے ص ۲۰ پر)

چھاتی کا سرطان

ڈاکٹر آر۔ ایل جین

چھاتی کا سرطان (کینسر) ایک عالمگیر مرض ہے۔ چونکہ پستان جسم انسانی کا سطحی عضو ہے اور اس کا تعلق جنس سے بھی ہے اس لیے پستانوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ عموماً ۱۳ عورتوں میں سے ایک عورت یعنی ۷ فیصدی خواتین کو اپنی زندگی میں پستان کا سرطان ہوتا ہے یا ہو جائے گا۔ کہتے ہیں یہ اعلیٰ تہذیب کا مرض ہے۔ ایشیا میں یہ اتنا عام نہیں جتنا کہ مغربی یورپ، امریکہ اور کینیڈا میں ہے۔

جغرافیائی، نسلی اور سماجی وجوہ کے علاوہ بہت سی ماحولی وجہیں بھی ہیں جو اس مرض کو بڑھاتی ہیں۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کی اصل وجہ کیا ہوتی ہے۔ تاہم چھاتی پر سرطان بڑھنے میں مدد دینے والے کئی ایک عوامل ہیں۔ مثلاً

(i) پیدائشی میلان۔

(ii) ہارمونز۔

(iii) جسمانی مدافعت۔

(iv) سرطان کو جنم دینے والے مختلف عوامل سے واسطہ رہنا اور دیگر ذاتی عوامل وغیرہ۔

پیدائشی میلان

پستان کا سرطان ان عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے جن کے خاندان کی عورتوں کو یہ مرض لاحق رہا ہو۔ مثلاً ماں، بہن یا خالہ چھاتی کے کینسر میں مبتلا رہی ہوں۔

ہارمونز

چھاتی کے سرطان کا بڑھنا جسم میں مختلف ہارمونز پر منحصر ہوتا ہے۔ بعض مریضوں میں جسم کے ہارمونز میں تبدیلی آجانے سے چھاتی میں گلٹی بننے لگتی ہے۔ مگر ہر عورت میں گلٹی بننا ضروری نہیں ہے۔ قدرتی بندش حیض واقع ہونے سے پیشتر عورتوں میں پستان کا کینسر اکثر زیادہ تیزی سے بڑھتا ہے جبکہ بندش حیض کے بعد کے زمانہ میں اتنی تیزی سے نہیں پھیلتا۔ ہم عمر عورتوں میں بھی کینسر کے بڑھنے کی رفتار یکساں نہیں ہوتی بلکہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے کیونکہ ایک عورت کا رویہ دوسری عورت سے مختلف ہوتا ہے اس مرض کے بڑھنے میں مدد دینے والے ہارمونز میں کئی طرح کے ہارمونز شامل ہیں۔

جنس

بنیادی طور پر یہ مرض عورتوں کو (۹۹ فیصدی) لاحق ہوتا ہے۔ بعض اوقات مردوں کو بھی یہ مرض آن گھیرتا ہے مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے یعنی ایک فیصدی سے بھی کم مردوں کو۔

عمر

۴۰ سے ۶۰ سال کی عمر میں چھاتی کا سرطان زیادہ عام ہوتا ہے۔ ۲۵ سال سے کم کی عمر میں شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتا ہے اور ۲۰ سال سے کم کی عمر کی عورتوں میں تو کبھی سننے میں بھی نہیں آیا۔ دراصل اس کے لاحق ہونے کا زمانہ ۳۵ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے

مماثلت

(ا) شادی شدہ عورتوں کی بہ نسبت غیر شادی شدہ عورتوں میں یہ مرض زیادہ عام ہے۔

(ب) نرم اور لوچدار پستانوں میں یہ مقابلتاً کم دیکھنے میں آیا ہے

(ج) زیادہ بار حاملہ ہونے اور بچے کو چھاتیوں سے زیادہ دیر تک دودھ پلانے سے اس مرض کو دور رکھنے میں کوئی مدد نہیں ملتی۔

(د) اگر پہلا حمل بیس سال کی عمر سے پیشتر ہو جائے تو کچھ حفاظت حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پہلے حمل اور اس کے بعد عورت کی پوری طرح صحت یابی کے آغاز کا درمیانی وقفہ بھی بڑا اہم ہوتا ہے اگر حمل بہت دیر کے بعد ٹھہرے مثلاً ۴۰ سال کی عمر

کے بعد ہو تو عورتوں میں میں پستان کا کینسر ہونے کا خطرہ بہت زیادہ ہوتا ہے

اسی طرح قدرتی بندش حیض کے زیادہ جلد ہو جانے سے چھاتی کا سرطان شروع ہونے میں دیر لگتی ہے۔

غذا کا تعلق

چھاتی کا سرطان ان عورتوں میں زیادہ عام ہے جو زیادہ گھی، تیل کا استعمال کرتی ہے، موٹی ہوتی ہیں، ذیابطیس کی مریض ہوں اور بے حد جسمانی تناؤ کا شکار ہوں۔ علاوہ ازیں اگر ایک پستان پر سرطان ہو گیا ہے تو دوسرے پستان کے بھی متاثر ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے یا پھر کسی اور عضو پر کینسر پیدا ہو سکتا ہے۔

بار بار ایکسرے کرانے سے بھی اس مرض کا خطرہ بڑھتا ہے مثلاً جبکہ تپدق کے مریضوں کا ایکسرے کی مدد سے بار بار معائنہ کیا جاتا ہے۔

حالانکہ ساری دنیا میں اس مرض کے متعلق کھوج کا کام ہو رہا ہے لیکن چھاتی کا سرطان بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ پستان کے کینسر کو بڑھ کر ایک سینٹی میٹر قطر کے سائز کا بننے میں بہت دیر لگتی ہے۔ اس لیے یہ بہت اہم ہے کہ اس مرض کا شروع ہی میں پتہ لگا لیا جائے۔

(ا) اول چھاتی میں گلٹی واضح ہونے سے بیشتر اس کا پتہ لگ جانا چاہیے یہ بھی ہو سکتا ہے جبکہ آبادی کی باقاعدہ اسکریننگ ہوتی رہے اور ہر سال معائنہ کیا جاتا رہے۔ ذرا سا بھی شبہ ہوتے پر وہاں سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر معائنہ کرنے سے نہ صرف مرض کا پتہ چل جاتا ہے بلکہ اسے بڑھنے سے روکا بھی جا سکتا ہے۔

(ب) دوم قابل محسوس گلٹی کا پتہ لگایا جانا چاہیے اس لیے پہلے سمجھ لینا ضروری ہے کہ اس مرض کے آثار کیا ہوتے ہیں۔ اس کی علامتیں یہ ہیں:۔

چھاتی میں گلٹی کا بننا، درد رہنا، سر پستان میں سے مادہ خارج ہونا اور جلد کا رنگ بدلنا

پستانوں کا بذات خود معائنہ کرنا

بیشتر اس کے کہ یہ آثار نمودار ہوں، ہر عورت کو چاہیے کہ اپنی چھاتیوں کا ہر مہینے خود ہی معائنہ کر لیا کریں۔ اس کے لیے ایک دن مقرر کر لینا بہتر رہیگا مثلاً حیض جاری ہونے سے اگلے دن۔

خود معائنہ کرنے کا طریقہ بہت سہل ہے فرد کو آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر دونوں پستانوں پر نظر ڈالنی چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ایک مقابلے دوسرے پستانوں میں کوئی فرق تو نہیں آیا۔ پھر دونوں بازو اوپر اٹھائیں اور دیکھیں کہ کہیں جلد میں کھنچاؤ تو نہیں آیا یا کہیں سوجن تو نظر نہیں آتی پھر ہر پستان کو دبا کر دیکھیں کہ سر پستان میں سے کوئی مادہ اور خصوصاً خون آمیز مادہ تو نہیں نکل رہا۔ پھر دائیں ہتھیلی بائیں پستان پر اور بائیں ہتھیلی دائیں پستان پر رکھ کر معائنہ کریں، چھاتیوں کے گرد دباؤ ڈال کر ہاتھوں کو گولائی میں گھمائیں اور اگر کہیں سوزش یا گلٹی کا پتہ چلے تو اسے فوراً ماہرین کو دکھائیں۔

گلٹی

چھاتی میں گلٹی کا نکل آنا بہت عام ہے اور اکثر اس کا عورت کو خود ہی پتہ چل جاتا ہے۔

درد

چھاتی میں درد سے کوئی زیادہ پتہ نہیں چلتا کیونکہ اول تو یہ بہت معمولی اور ہلکا ہوتا ہے اور اکثر معمولی چوٹ کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے

سر پستان میں سے مواد کا اخراج

چھاتی میں سے کسی قسم کے مواد کا اخراج اور خصوصاً ایک ہی جگہ یا سوراخ سے اور وہ بھی جبکہ وہ خون آمیز ہو فوری توجہ کا طلبگار ہوتا ہے اور فوراً ماہرین سے رجوع کرنا چاہیے۔

جلد کی رنگت میں تبدیلی اور سوجن وغیرہ

ہو سکتا ہے جلد میں ناسور ہو جاتے جو بڑھ کر موٹا اور کھردرا بن جائے اور بعد ازاں سنگترے کے چھلکے کی شکل کا نظر آنے لگے۔ بغل، گردن یا پیٹ میں سوجن ہو سکتی ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی ممکن ہے کہ وزن گھٹنے لگے، بھوک نہ لگے، کھانسی آنے لگے، بلغم خارج ہو اور تھوک میں خون خارج ہو۔ یہ سب تشویشناک علامتیں ہیں۔

ماہر سے معائنہ کرانا

مریضہ کی خاندانی تاریخ اور اس کے جسم کا معائنہ کرنے کے ساتھ ساتھ کئی خاص قسم کے معائنے بھی کئے جاتے ہیں چھاتیوں کے ایکسرے کی مدد سے بار بار معائنہ کرنے کے متعلق بہت اختلاف رائے ہے کیونکہ ایکس شعاعیں بذات خود بھی خراب ثابت ہو سکتی ہے۔ مگر آج کل بے حد عمدہ اور بہتر قسم کے آلات نکل آئے ہیں جن سے خرابی پیدا ہونے کا خطرہ بہت کم رہ گیا ہے۔

کئی طرح کی اور تحقیقات بھی کی گئی ہیں اور پستانوں کے کینسر میں ان کی افادیت کا اندازہ لگایا جا رہا ہے۔ جب کسی مریض میں پستان کے سرطان کا شبہ ہوتا ہے تو مختلف طریقوں سے اس سرطان کے پھیلاؤ کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

علاج

ہڈیوں اور جگر کا معائنہ کرنے سے سرطان کا پتہ لگایا جا سکتا ہے جونہی چھاتی کے سرطان کی تشخیص ہو جائے، مرض کا علاج کرنے میں دیر نہیں لگانی چاہیے۔ علاج میں سب سے پہلے عمل جراحی کا نمبر آتا ہے اور ہر مریضہ کا آپریشن کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ مگر کسی حد تک چیر پھاڑ کرنی پڑے گی اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ مرض کس مرحلے پر ہے۔ اگر اس کی شروعات ہے یعنی اگر سرطان بڑھ کر بغل یا گردن تک نہیں پھیلا تو محض آپریشن کر دینے سے ہی مرض کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر مرض زیادہ بڑھا ہوا ہو یعنی پستان میں گلٹی بڑی ہو یا مرض گردن یا بغل تک پھیل چکا ہو تو پھر اکثر چیر پھاڑ کے ساتھ ساتھ ریڈیائی طریقہ علاج اور کیمیاوی علاج کی بھی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے۔

جب مرض کا شروع ہی میں پتہ چل جاتا ہے اور کافی علاج کر لیا جاتا ہے تو مریضہ اپنی باقی ماندہ زندگی حسب معمول گذار سکتی ہے۔ لیکن اگر مرض بہت بڑھ چکا ہو تو علاج کا اثر کم ہوتا چلا جاتا ہے۔

چھاتی کے کینسر کے علاج میں آپریشن کے بعد ریڈیائی طریقہ علاج کی مقبولیت علاج آج کل گھٹتی جا رہی ہے کیونکہ یہ مقامی قسم کا علاج ہے۔ لیکن اس حالت میں اس کی ضرورت اکثر پڑتی ہے جب مرض ہڈیوں تک سرایت کر گیا ہو یا ایک دفعہ کے علاج کے بعد پھر ابھر آیا ہو۔

دافع کینسر ادویات نے پستانوں کے سرطان کے علاج میں انقلاب بپا کر دیا ہے بشرطیکہ یہ دوائیں عمل جراحی کے ساتھ کھلائی جائیں آج کل یہ دوائیں بہت مہنگی ہیں اور ان کے ذیلی اثرات بہت خراب ہیں مثلاً بال جھڑنے لگتے ہیں، جی متلاتا ہے اور الٹی ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کا علاج ماہرین کے زیر نگرانی ہی کرایا جانا چاہیے۔ امید ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسی دوائیں بھی نکل آئیں گی جن کے اثرات اتنے زیادہ خراب نہیں ہوں گے۔ ان دواؤں سے کے مریض کا علاج زیادہ امید افزا ہو جائے گا۔ یہاں [illegible] دینا زیادہ ضروری ہے کہ جب پستان کے کینسر کا علاج ہو جائے تو مریضہ کو اپنی باقی ماندہ زندگی میں باقاعدگی سے ساتھ معائنہ کراتے رہنا چاہیے کیونکہ یہ دیکھتے رہنا بے حد اور اہم ہے کہ بیماری دوبارہ حملہ آور نہ ہو جائے یا جگر [illegible] اور ہڈیوں کی طرف نہ بڑھنے لگے یا پھر دوسرے پستان کو متاثر نہ کرے

(آل انڈیا ریڈیو روہتک [illegible]

بقیہ: ذکر اس پری وش کا

"شاباش بہادرو! خبردار! جانے نہ پائے! مارو! کاٹو! دوڑا لو! پکڑ لو! باندھو! کانفرنس [illegible] تو خبریں اس حکمت سے بنوائیں کہ خبر میں جدھر دیکھا جائے سب سے بڑا سراہنی کانفرنس آئے۔ [illegible] کہ انھوں نے اپنے کانفرنس وصیت نامے کی بھی تیار کر لی ہے کہ ان کی وفات حسرت آیات پر ایک پاک تعزیتی کانفرنس" ہو جس میں پبلسٹی کے [illegible] کے شاگردوں میں جانشینی کی باقاعدہ جنگ [illegible] ہمیں یقین ہے کہ اس کانفرنس میں چاہے جتنے بھی پھوٹیں مگر پھیکی رہے گی کیوں کہ یہ موصوف کے [illegible] اور تجربہ کار سے محروم ہو گی۔

(لکھنؤ [illegible]

احمد جمال پاشا

سیوان۔

گھر گھر ہوتا اگر ساس بہو کے جھگڑے نہ ہوتے

ناھید جمال

مجھے یقین نہیں ہے کہ میں آج کی گفتگو کے موضوع کے ساتھ پوری طرح انصاف کرسکوں ں۔ ہاں موضوع یہ ہوتا کہ گھر گھر نہ ہوتا اگر ساس بہو کے جھگڑے نہ ہوتے۔" تو میں دعوا کرسکتی ہوں کہ صرف میں ہی نہیں بلکہ ہر بہو اس پر بے لاگ تبصرہ کرسکتی ہے۔ تصور کیجیے کہ گھر میں ایک عدد ساس ہو، تندرست یا نحیف اور ایک بہو اور پھر دن رات میں کوئی ایسی گھڑی نہ آئے کہ برتن کھنک جائیں تو کیا اس گھر کو گھر کہا جاسکے گا۔ یہ تو روایتی گھر سے کھلی بغاوت ہوگی۔ اور بغاوت کو سماج میں آسانی سے قبول نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا باغیانہ طرز کے اس گھر سے پرہیز کرتے ہوئے میں آج کے موضوع کی طرف واپس آرہی ہوں کہ گھر گھر ہوتا اگر ساس بہو کے جھگڑے نہ ہوتے۔

نفسیاتی سطح پر دیکھا جائے تو گتھی سلجھ جاتی ہے۔ ایک ہی گھر میں مختلف خاندانوں سے آئی ہوئی دو عورتیں ساس اور بہو کے رشتے میں پروئی ہوتی ہیں۔ ساس بزرگ اور بہو جوان۔ بزرگی کے ساتھ ساس کے مزاج میں استقلال اور بہو کے مزاج میں بے فکری فطری تقاضے ہیں۔ ساس گھر کی روایات کا اپنے کو امین سمجھتی ہے اور بہو اپنے ماں باپ کے سائے میں جوانی کے اولین دور تک کا عرصہ گزار کر آتی ہے اور اس پر اپنے مائیکے کی پوری چھاپ ہے گو کہ ساس کا اپنا مائیکہ ہے لیکن بزرگی تک پہنچ کر ساس اپنے شوہر کے گھر کو ہی اپنا گھر سمجھتی ہے کیوں کہ مائیکہ میں تو والدین کے بعد بھاوجوں کے ساتھ اس کی پٹنا آسان نہیں اس لیے رفتہ رفتہ وہ اپنے کو مائیکے سے علیحدہ کرکے اپنے شوہر کے گھر سے ہی زیادہ وابستگی پیدا کرلیتی ہے بہو کو ہر ہر قدم پر اپنے مائیکے اور اپنی سسرال کے روایات کے درمیان کش مکش نظر آتی ہے۔ اس کش مکش کا سب سے زیادہ نقصان ہوتا ہے شوہر کو۔ ساس بہو پر نیلی پیلی ہونے کے بعد بیٹے پر بھی ناراضگی کا اظہار کرتی ہے کیونکہ اسے بہو کی خطاؤں کے پس پردہ بیٹے کی شہ نظر آتی ہے۔ اور بہو بیگم کا نزلہ بھی غریب شوہر پر اترتا ہے کیوں کہ اس کی نظر میں دو بول شوہر سے پڑھوائے گئے تھے لہٰذا اس پر سسرال میں جو بھی بیتنا پڑتی ہے اس کی تمام تر ذمہ داری شوہر پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اب شوہر ہے کہ پس رہا ہے۔ اس کی عاقبت اندیشی ہی قصے کو طول دینے سے روک سکتی ہے ورنہ مہابھارت میں کوئی کسر نہیں رہتی۔

سوال یہ ہے کہ کیا ساس اور بہو کے جھگڑے ضروری ہیں؟ شادی کے بعد جب لڑکی پہلی بار مائیکے واپس آتی ہے تو اس کی سہیلیاں، عزیز، رشتے دار لطیف باتوں کے بعد پہلا اہم سوال یہی داغتے ہیں کہ ساس کیسی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اتنی جلدی ساس کو سمجھنا ممکن نہیں۔ لہٰذا شروع کے تین چار پھیروں تک مائیکہ میں اس سوال کی ضرور تکرار ہوتی ہے۔ اور ہر تکرار کے بعد لڑکی اپنے کو اس پر پہلے سے زیادہ آمادہ کرتی ہے کہ اب سسرال واپس جاکر ساس کو پرکھا جائے گا۔ بیاہی سہیلیاں مشورہ بھی دیتی ہیں۔ کہیں گی سنو اگر شروع میں ہی ساس نے دبا لیا تو سمجھو عمر بھر کی چھٹی۔ تم تو جاتے ہی شوہر کی تنخواہ ہاتھ میں رکھنا۔ اب تمہاری ذمہ داری ہے کہ گھر چلاؤ۔ جیسی مرضی آئے خرچ کرو، جتنا چاہے بچاؤ۔ اگر یہ نہ کروگی تو ایک دن آئے گا ساس پھوٹی کوڑی بھی ہاتھ پہ نہیں رکھے گی۔ کوئی سہیلی کہے گی تمہارے شوہر کی تنخواہ ہے تم اس کی مالک ہو۔ ساس تو اسی فکر میں زیادہ رہیں گی کہ بیٹے کی تنخواہ سے بیٹی کا گھر بھرتی رہیں۔ اور اس طرح ساس بہو کی کش مکش میں نند بھی ملوث نظر آنے لگتی ہے کسی عزیز کی طرف سے یہ مشورہ بھی آسکتا ہے میری مانو تو اپنا گھر الگ کرلو کوئی بات ہوئی نئی شادی شدہ لڑکی اور پورے گھر کا کام کاج اس پر ڈال دیا جائے۔ تم کیوں مسٹنڈے دیوروں کو ٹھوپ کر کھلاؤ ان کی صحت کا ساس کو خیال ہے تو ان کی شادیاں رچائیں، وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔ ساس کی بھی ہمجولیاں ہیں۔ آیئے ان کی گفتگو پر بھی غور کریں۔ اے ہے، بہو تو چاند ہے اب عادت بھی اچھی ہو تب بات ہے۔ وہ اپنی نصیبن کی بہو کو ہی لے لو، دیکھنے میں ایسی خوبصورت کہ آس پڑوس میں کوئی نہ ہو لیکن مزاج نہ پوچھو، سو کھی مرچ۔ بہن نصیبن دن رات اپنے نصیبوں کو روتی ہیں کہ اسی دن کے لیے بیٹا پیدا کیا تھا۔ ایک اور تشریف لائیں گھونگھٹ اٹھا کر بہو کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھا۔ چہرے کے عیوب نوٹ کیے۔ بہن ماشاءاللہ تمہاری دلہن تو لاکھوں میں ایک ہے بس پیشانی چوڑی ہوتی تو ٹیکہ کھل جاتا۔ ساس بہت زیادہ سمجھدار ہے تو یہی کہے گی کہ بہنا، اللہ کی بنائی ہوئی چیز ہم کیا کہیں بس بیٹا خوش رہے بہن کونسا جینا ہے آج مرے کل اگلا دن۔ ابھی ان تبصروں کے کچھ کے کیا کم تھے کہ ایک ہلتی کانپتی جو آئیں تو انھوں نے بھر کٹورہ پانی پی کر، دم درست کرکے معذرت کی کہ وہ اپنی صحت کی وجہ سے برات میں شرکت نہیں کرپائیں۔ لیکن لڑکی کے گھر کا نقشہ زبانی سننا چاہتی ہیں کہ کیسی حویلی ہے؟ اب اگر حویلی واقعی حویلی ہے تو کتنا ہی گھٹا کر بیان کی جائے گی کچھ حویلی جیسی لگے گی۔ لیکن اگر خستہ حویلی سے بہو آئی ہے تو ہر ٹوٹی اینٹ، اکھڑی چوکھٹ کے بیان پر بہو کا دل ٹوٹتا رہے گا۔

ایک لعنت تو رہ گئی یعنی جہیز۔ اس جہیز کو لے کر بھی ساس اور بہو کے دل بہت بگڑتے ہیں۔ ساس نے جب بیٹے کا رشتہ طے کیا تو کہا ہم نے صورت شکل دیکھ لی۔ لڑکی پڑھی لکھی ہے، گھر کے کام کاج سے واقف ہے۔ شریف گھرانہ ہمیں اور کیا چاہیئے۔ جہیز کا کوئی مطالبہ نہیں کیونکہ اللہ کا دیا گھر میں بہت کچھ۔ لڑکے کے باپ نے عمر بھر کمایا، خوب جوڑا بھی بنایا بھی پوتے پوتی تک برتیں تو گھاٹا نہ ہو۔ اور جب بیاہ کر لڑکی کو گھر لے گئیں تو، ارے سامان ہی کتنا ہے، کسی کونے میں لگادو اجی کوئی چرا کر کیا سونا بنالے گا۔ اور زیور تو اٹھا کر ہی رکھ دو کیا گڑ یا گڈوں کا سا تو زیور ہے، موا پہنی۔ بری کا بھاری سیٹ پہنا کر بٹھاؤ کہ محلہ والیاں آئیں تو یہ نہ سوچیں کہ ان کے پاس اڑھانے پہنانے کو کچھ اچھا نہیں جڑا ہے، ساس کی ہمجولیاں اگلوا ہی لیتی ہیں۔ بہو کیا لائی جہیز میں؟ کچھ تانبے کے برتن ہیں تو جانوں پر ان پر ہی قلعی کروا دی، المونیم کا ایک ڈھیر تام چینی کی رکابیوں کا سیٹ، کچھ بجلی کا سامان جو غریب غربا بھی دے مرتے ہیں۔ سترہ جوڑے وہ بھی کسی کام کے نہیں۔ اور رہی سازیور، کچھ تحفے بہو کی سہیلیوں نے بھی دیئے ہیں جو ساتھ لائی ہے، یہ تمام گفتگو اس خیال سے کی جاتی ہے کہ بہو کے کانوں میں اچھی طرح پڑ جاتے۔

ساس اور بہو کے تعلقات میں ایک اہم موڑ اس وقت آتا ہے جب بہو کی گود بھرتی ہے۔ بہو کچھ شرم سے کچھ لحاظ میں اپنی طبیعت کی ناسازی ساس سے چھپاتی ہے۔ اسے عادت تھی کہ اپنا درد ماں کو بتائے۔ ساس ماں کا نعم البدل نہ بن سکی یا نہ بنائی جاسکی۔ اب ساس اپنے سے خیال کرے تو ٹھیک ورنہ ساس زچہ خانے میں بہو کے داخل ہونے تک منہ موڑے بیٹھی ہیں۔ اور اگر ساس نے پوتے کے ارمان میں میوے کھلائے دوا کی، آرام دیا اور قدرت نے پوتے کے بجائے پوتی عنایت کردی تو ساس کا منہ پھولا۔ اب قدرت کے کاموں میں کسے دخل ہے۔ لیکن ساس کے خیال میں بہو بھاگوان نہیں۔ بچہ کا پالنا ایک اور اہم مرحلہ ہے جہاں ساس اور بہو کے رشتہ کا امتحان ہوتا ہے۔ بچے کے گندے کپڑوں کا ڈھیر بڑھ رہا ہے۔ موسم سرد ہے، بہو کو ٹھنڈ سے بچنے کی ہدایت ہے اور ساس مسہری پر چڑھی یہ مشاہدہ کر رہی ہے۔ بہو کے دل میں یہ بات عمر بھر کے لیے بیٹھ گئی۔ بہو بچے کے لیے دودھ بنانے اٹھے اور بچہ بستر پر قیامت مچائے ہو تو ساس کو تھپکی دینے میں کیا تکلیف ہے کہ بچے کو اوپر کے دودھ پر رکھتی ہیں۔ اللہ

کی نعمت سے ننھی سی جان کو محروم رکھتی ہیں، اللہ ہی ان سے سمجھے۔ ہم کہتے ہیں اللہ دونوں سے سمجھے۔

ساس اور بہو کے جھگڑنے کا ایک سبب بہو کا مائیکہ ہے۔ بہو کا مائیکہ اگر مضبوط ہے تو طعنہ دیا جائے گا کہ مائیکہ پر کودتی ہے۔ مائیکہ پیسے سے کمزور ہے تو طعنہ دیا جائے گا کہ کس برتے پر ناز نخرے دکھاتی ہے۔ غرض نہ اس طرح چین نہ اس طرح۔ بہو دل میں بھرے رہتی ہے اور مائیکہ جا کر ہی ابلتی ہے۔ اب آئندہ سسرال میں اس کا کیا رویہ ہو۔ اس کا بہت کچھ انحصار مائیکہ میں دیئے جانے والے مشوروں پر ہے۔ اگر یہ مشورہ بغاوت پر کمربستہ کرنے کے لیے ہے تو سمجھئے زندگی بھر کے لیے سکھ چین ختم۔ بعض وہ مائیکے جو پیسے سے کمزور ہوتے ہیں وہاں بھی مشورہ دیا جاتا ہے بیٹی صبر کرو، مشورہ یہ بھی درست نہیں۔ ہر چھوٹی اور بڑی بات کو اس کے پس منظر میں رکھ کر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بہو کی ساس کسی اور کی نہیں بہو کے شوہر کی ماں ہے۔ بہو کی نند کے شوہر کی بہن ہے۔ لہٰذا ساس اور نند کے رشتوں کو بھی ماں اور بہن کے رشتوں میں دیکھا جائے تو جھگڑے کے امکانات بہت کم ہو جاتے ہیں۔ ماں کتنا ہی ڈانٹ ڈپٹ لے، بیٹی جھاڑ کر اٹھ جاتی ہے۔ لیکن ساس کا لہجہ ذرا اونچا ہو تو قیامت آجاتی ہے اس لیے کہ ساس کو ماں کا درجہ نہیں دیا جاتا۔ نند اپنے بھائی سے کچھ مانگ لیتی ہے تو بہو کا دامن تنگ ہو جاتا ہے کیونکہ نند میں اسے بہن نظر نہیں آتی۔ دوسری طرف ساس کو بہو میں بیٹی نظر نہیں آتی۔ حالانکہ جب بیاہ کر لائی تھیں تو زبان پر یہی الفاظ تھے کہ بہو کو بیٹی کی طرح رکھوں گی، بہو میں اور بیٹی میں کیا فرق ہوتا ہے۔ لیکن زبان اور عمل میں ضرور فرق ہوتا ہے یہ دیکھ لیا۔

یہ ضروری نہیں کہ ہر ساس اور اس کی بہو میں جھگڑے ضرور ہوتے ہوں۔ جس گھر میں بہو کو بیٹی کا اور ساس کو ماں کا درجہ حاصل ہو وہاں جھگڑا نہیں ہوتا۔ دراصل ہماری نظر میں ساس اور بہو کے روایتی جھگڑوں کا یہی حل ہے اور آج کے معاشی نظام میں جہاں شہروں اور قصبوں میں بیویاں بھی ملازمت پیشہ ہیں اور جہاں اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ ساس گھر پر موجود رہوں، ساس بہو کے جھگڑے نہ ہوں تب ہی گھر گھر بن سکتا ہے۔ ملازمت پیشہ بہو کے گھر کی تمام تر ذمہ داری ساس پر عائد ہو گئی۔ وہ بہو جو کبھی ساس کی مداخلت کی شاکی تھی اب ساس کی طرف سے عدم تعاون کی شکایت تو کر سکتی ہے لیکن یہ شکایت نہیں کر سکتی کہ وہ گھر کے معاملات میں اپنی رائے کیوں ٹھونستی ہیں۔ کیوں کہ اسے ملازمت کی صعوبتوں کی وجہ سے اتنی مہلت نہیں کہ گھر کے مسائل کے سلجھانے بھی بیٹھے۔ لہٰذا آج کے معاشی نظام میں ساس کی آبرو قائم ہوتی جارہی ہے اور معاشرہ میں ساس کے رول اہمیت کا عام اعتراف کیا جارہا ہے ساتھ ہی بہوئیں سعادت مند ہوتی جارہی ہیں۔ (اردو سروس سے)

بجلی کیسے جلتی ہے

مرزا عرفان بیگ

بچو! بجلی جلانے کے لیے آپ کیا کرتے ہیں؟ بس ایک سوئچ دباتے ہیں اور بلب یا ٹیوب روشن ہو جاتی ہے۔

دراصل اس ایک سوئچ کے دباتے ہی بلب کا رابطہ دور دراز کے پاور ہاؤس سے ہو جاتا ہے اور بجلی کی لہر بلب میں دوڑنے لگتی ہے جس سے وہ جل اٹھتا ہے۔

آج سے تقریباً ایک سو سال پہلے ستمبر ۱۸۸۲ء میں ٹامس الوا ایڈیسن نے نیویارک شہر کو بجلی کی روشنی سے منور کیا تھا۔ اس سے پہلے لوگوں کے دماغ میں طرح طرح کے خدشے تھے۔ لوگ خوفزدہ تھے کہ کہیں بجلی کے تاروں سے شہر میں آگ نہ لگ جائے یا پھر پورا شہر ہی بجلی کی طاقت کا شکار نہ ہو جائے۔ زمین میں پڑی کیبلوں کی بجلی زمین میں پھیل کر سبھی کا خاتمہ نہ کر ڈالے وغیرہ وغیرہ۔ یہاں تک کہ ایڈیسن بھی کچھ سہمے ہوئے تھے مگر سوئچ دباتے ہی سارا شہر جگمگا اٹھا اور کسی طرح کا کوئی حادثہ نہیں ہوا۔ رات کے اندھیروں کے ساتھ ہی دماغ کے اندھیرے میں سائنس کے اس کرشمے سے روشنی میں بدل گئے۔ اس کے بعد تو بجلی کی روشنی دنیا کے ہر کونے میں پہنچی اور ایک سو سال بعد آج حالت یہ ہے کہ ہندوستان کے زیادہ تر گاؤوں میں بھی بجلی کی روشنی پہنچ چکی ہے روشنی کے علاوہ بجلی کے پمپ کھیتوں کی سینچائی کرتے ہیں۔ بجلی کے تھریشر مہینوں کا کام گھنٹوں میں کرتے ہیں اور زراعت کے بہت سے کام بجلی سے ہوتے ہیں۔ بجلی کی استری، ہیٹر، کولر، کپڑے دھونے کی مشین، مکسی وغیرہ سے ہماری زندگی آسان ہوگئی ہے۔ بجلی سے ٹرینیں چلتی ہیں ملوں اور فیکٹریوں میں مشینیں بجلی سے ہی چلائی جاتی ہیں۔ ٹیلیگراف، ٹیلیفون، ٹیلیویژن ٹیپ ریکارڈر وغیرہ بجلی سے چلائے جاتے ہیں بجلی سے ہی فلموں کا چلنا ممکن ہوسکا۔ کہاں تک گنائیں! دراصل بجلی کے اتنے فائدے ہیں کہ ہم اس خیال سے حیران ہوتے ہیں کہ جب بجلی نہیں تھی تو انسان کا کام کیسے چل رہا ہوگا۔

بجلی پیدا کرنے سے لے کر اس سے روشنی حاصل کرنے تک کی داستان کے ساتھ کچھ مشہور نام جڑے ہوئے ہیں۔ یہ ہیں بینجامن فرینکلن، گیلوانی، ارسٹیڈ، فراڈے، ایڈیسن اور ان کے ساتھ کام کرنے والے ہزاروں سائنس دانوں کے نام۔

بینجامن فرینکلن نے بادلوں کی بجلی کی پتنگ کی ریشمی ڈور کے ذریعہ زمین تک دوڑا کر یہ ثابت کیا کہ بجلی چلتی ہے اور کہیں سے کہیں تک لے جائی جا سکتی ہے۔

گیلوانی نے لگاتار بجلی حاصل کرنے کے لیے سیل ایجاد کیا۔ اس کی ترقی یافتہ شکل ہے آج کا سوکھا سیل جس سے ٹرانسسٹر ٹیپ ریکارڈر چلتے ہیں۔ ٹارچ لائٹ، کیمرے کی فلیش لائٹ جلتی ہے اور ہزاروں جگہ اس کی بجلی کا استعمال ہوتا ہے۔

ارسٹیڈ نے سب سے پہلے بجلی کا مقناطیس بنایا تھا اور اس سے یہ ثابت ہوگیا تھا کہ بجلی

مقناطیس میں کوئی خاص رشتہ ہے۔ مقناطیس بجلی کے اس رشتہ کو مائکل فیراڈے نے ے پیمانے پر بجلی پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا ڈے نے سوچا کہ اگر بجلی مقناطیس بنا سکتی تو کیا ایسا ممکن ہے کہ مقناطیس سے بجلی کی جا سکے۔ فیراڈے کے ذہن میں اُبھرا یہ سوال ہی ساری دنیا کے لیے سستی اور ت ور بجلی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ آج تک بنانے کا اصول وہی ہے جو فیراڈے نے کو دیا۔

مائیکل فیراڈے ایک لوہار کا بیٹا تھا۔ بعد بھی فیراڈے مشہور سائنسداں اور رائل سائٹی کا صدر بنا۔ ۱۳ سال کی عمر میں فیراڈے جلد ساز کی دوکان میں نوکری کرنے لگا۔ اس کی دلچسپی کتابوں کے اوپر جلد چڑھانے ے کہیں زیادہ ان کتابوں میں لکھی باتوں کو نے میں تھی۔ اس کے پاس جتنی بھی کتابیں وہ سبھی اس نے پڑھ ڈالیں۔ لیکن اس زیادہ دلچسپی سائنس کی کتابوں کو پڑھنے ی ہوتی تھی۔ دوکان کا مالک ایک رحم دل سان تھا۔ اس نے فیراڈے کے پڑھنے میں ئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ کچھ عرصے بعد فیراڈے مشہور سائنسداں ہمفری ڈیوی کے یہاں فائی کرنے اور شیشیاں دھونے کی نوکری گئی۔ ہمفری ڈیوی جو بھی تجربے کرتے ڈے انھیں بڑے غور سے دیکھتا۔ جیسے جیسے ے کچھ جانکاری ہوتی گئی وہ خود بھی چھوٹے ے تجربے کرنے لگا۔ اپنی دلچسپی اور لگن سے انے بہت کچھ جان لیا۔

فیراڈے نے ارسٹیڈ کے اس تجربہ کی جانچ جس میں دیکھا گیا تھا کہ بجلی جس تار سے گذرتی ہے اس میں مقناطیس کا اثر باہے۔ فیراڈے نے اس کے الٹا کرنے کی ت سوچی۔ اس نے گتے کی ایک نلکی کے اوپر تار کے کچھ چکر لپیٹ دیے اور تاروں کے نوں سروں کو گیلوانا میٹر سے جوڑ دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک چھڑ کی شکل کا مقناطیس کے بیچ میں رکھ دیا۔ فیراڈے کو یہ دیکھکر ت مایوسی ہوئی کہ گیلوانا میٹر کی سوئی ذرا بھی یں ہلی۔ تار میں بجلی ہوتی تبھی تو سوئی ہلتی دن فیراڈے نے مقناطیس کو نکال پھینکنے لیے نلکی سے باہر کھینچ لیا۔ مقناطیس کا جھٹکے حرکت میں آنا تھا کہ گیلوانا میٹر کی سوئی وم گئی۔ فیراڈے نے پھر مقناطیس کو نلکی رکھا اور جھٹکے سے نکالا۔ ہر بار سوئی گھوم جاتی تھی۔ اب کیا تھا فیراڈے نے قدرت کے ایک بڑے راز کی حقیقت جان لی تھی۔ اس نے بہت سارے تجربے کیے۔ اس نے پتہ لگایا کہ بجلی کی لہر تار میں تبھی گذرتی تھی جب مقناطیس اندر باہر جاتا تھا۔ مقناطیس جتنی تیزی سے چلتا تھا بجلی اتنی ہی زیادہ بنتی تھی۔ تاروں کی لپیٹوں کی تعداد جیسے جیسے بڑھتی گئی۔ بجلی اور زیادہ طاقت ور بنتی گئی۔ انہی تجربات کی بنا پر فیراڈے نے پہلا ڈائنامو بنایا۔ ڈائنامو میں مقناطیس کو چلانے کے بجائے فیراڈے نے مقناطیسوں کے بیچ میں تار کے لپیٹوں کو گھمایا۔ گھومتے ہوئے تاروں کی چرخی کو نام دیا "آرمیچر" اور بجلی پیدا کرنے والی اس مشین کا نام رکھا "ڈائنامو"۔ آرمیچر کو لگاتار گھماتے رہنے کے لیے فیراڈے نے پانی کی طاقت کی مدد لی۔ رہٹ جیسی ایک چرخی کے پنکھوں پر اوپر سے پانی کی دھار گرا کر انھوں نے چرخی گھمائی اور اس گھومتی ہوئی چرخی کو آرمیچر کے ساتھ جوڑ دیا۔ پانی گرنے سے بجلی پیدا کرنے کا یہ طریقہ آج ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بھاکڑہ ننگل، رہنہ وغیرہ میں ندیوں پر اونچے پشتے بنا کر پانی کو روکا جاتا ہے جس سے پانی کی سطح کافی اونچی ہو جاتی ہے۔ انھیں بند یا ڈیم کہتے ہیں۔ یہاں جمع پانی کو بڑے بڑے پائپوں کے ذریعہ نیچے لگی ٹربائنوں تک پہنچایا جاتا۔ پانی اتنی تیزی سے نیچے آتا ہے کہ بھاری بھرکم ٹربائنیں پھرکی کی طرح بڑی رفتار سے گھومنے لگتی ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ان سے جڑے آرمیچر گھوم کر طاقت ور بجلی پیدا کرتے ہیں۔ یہ بجلی موٹے موٹے تاروں کے ذریعہ کافی دور دور پہنچا دی جاتی ہے۔ یہ بجلی کافی طاقتور ہوتی ہے اور براہِ راست استعمال نہیں کی جا سکتی۔ اس کا وولٹیج ہزاروں میں ہوتا ہے جگہ جگہ پر ٹرانسفارمر لگا کر اس کا وولٹیج کم کیا جاتا ہے اور اس کم وولٹیج والی بجلی کو دوسرے تاروں کے ذریعہ گھروں اور فیکٹریوں تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

بجلی پیدا کرنے کے لیے پانی کی طاقت کے علاوہ کوئلے ڈیزل اور ایٹم کی توانائی کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ ڈیزل سے چلنے والے پاور ہاؤس کافی چھوٹے ہیں اور اکثر جنریٹر کی شکل میں ہوتے ہیں۔ کوئلے سے چلنے والے پاور ہاؤس تھرمل پاور اسٹیشن کہلاتے ہیں۔ ان میں کوئلہ جلا کر پانی کی بھاپ بنائی جاتی ہے اور یہی بھاپ کی طاقت پہیوں اور اس سے لگے جنریٹر کے آرمیچر کو گھماتی ہے۔ ظاہر ہے ان کو کافی پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے اکثر یہ ایسی جگہ پر بنائے جاتے ہیں جہاں پانی افراط سے مہیا ہو۔ دہلی میں راج گھاٹ، اندر پرستھ اور بدرپور پاور ہاؤس کوئلے سے ہی چلتے ہیں۔

ایٹمی توانائی اسٹیشن میں ایٹم کے اندر موجود بے پناہ توانائی کو گرمی میں بدلا جاتا ہے اور پھر اس گرمی سے بھاپ بنا کر بجلی تیار کی جاتی ہے ہندوستان کا چوتھا ایٹمی توانائی اسٹیشن دہلی سے قریب ضلع بلند شہر (یو پی) میں نرودا نام جگہ میں بڑی تیزی سے بن رہا ہے کلپکم (تمل ناڈو) کا ایٹمی توانائی اسٹیشن بھی زیر تعمیر ہے اور چھٹے کی اسکیم تیار ہے۔ کوئلہ ہندوستان میں کافی موجود ہے مگر یہ ایندھن کبھی نہ کبھی تو ختم ہو جائے گا۔ ایٹمی توانائی اس مسئلہ کا حل ہے اور مستقبل میں بجلی کا ذریعہ ہے۔ پاور اسٹیشن کوئی بھی ہو مائکل فیراڈے کی ایجاد ڈائنامو کا استعمال ہر جگہ ہوتا ہے۔

بجلی سے روشنی پیدا کرنے کا سہرا ٹامس الوا ایڈیسن کے سر جاتا ہے۔ بجلی کے بلب کی ایجاد ایڈیسن نے برسوں کی کڑی محنت کے بعد کی۔ اپنی اس کوشش میں انھوں نے اپنے ساتھیوں کی داڑھی کے بالوں سے لے کر گھوڑے کی دم کے بالوں تک کی آزمائش کی۔ دراصل انھیں تلاش تھی ایسی چیز کی جس میں بجلی گذرتے ہی وہ گرمی سے تپ کر چمکنے لگے۔ ان کا کامیاب بلب کا فلامنٹ امیزن کے بانس کے ریشوں پر کالکھ چڑھا کر بنایا گیا تھا۔ آج کے بلب میں سے فلامنٹ ٹنگسٹن دھات کا ہوتا ہے جو ۳۴۰۰ سینٹی گریڈ درجۂ حرارت سے نیچے پگھلتا نہیں۔ آج کے بلب میں سے ہوا نکال کر اس میں نائٹروجن آرگن کرپٹن جیسی گیس بھر دی جاتی ہے۔ یہ گیس فلامنٹ کو جل کر راکھ نہیں ہونے دیتیں۔ اس سے بلب کافی عرصہ تک جلتا رہتا ہے۔

بجلی سے روشنی سائنس کی ایک انوکھی دین ہے۔ سائنس کی یہ روشنی زندگی کے ہر پہلو کو دن بہ دن روشن کرتی جائے گی جس سے ہم سبھی کا مستقبل اور روشن ہوگا۔

(اردو سروس سے نشر)

مرزا عرفان بیگ
A.58/4،A جنک پوری نئی دہلی ۵۸

خطوط نگاری کا فن

ڈاکٹر فہمیدہ کبیر

آج کی گفتگو کا موضوع ہے "خطوط نگاری کا فن" خط ایک ایسا لفظ ہے جس کے ساتھ لکھنے والے کے مختلف تجربات اور احساسات وابستہ ہوتے ہیں۔ شعراء نے اس لفظ کو بنیاد بنا کر بڑے خوبصورت اور دلکش اشعار کی تخلیق کی ہے۔ غالب کہتے ہیں ؎

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

ایک دوسرے موقع پر محبوب کو اس طرح تنبیہہ کرتے ہیں۔ کہ ؎

غیر پھرتا ہے لیے یوں تیرے خط کو کہ اگر
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو بتائے نہ بنے

کسی کو محبوب کی ذات سے یہ تلخ تجربہ ہوتا ہے کہ ؎

کیا ہے جواب حضرت دل دیکھئے ذرا
پیغامبر کے ہاتھ میں ٹکڑے زباں کے ہیں

بعض بے چارے ایسے بھی ہوتے ہیں جو خط لکھتے ہیں لیکن جواب خط سے محروم رہتے ہیں۔ ان کی مایوسی ملاحظہ ہو ؎

نامہ بر تو ہی بتا تو نے تو دیکھے ہونگے
کیسے ہوتے ہیں وہ خط جن کے جواب آتے ہیں

خطوط مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً سرکاری خطوط تجارتی خطوط۔ کاروباری خطوط وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس قسم کے خطوط کا تعلق لکھنے والے کے تجربات اور احساسات سے نہیں ہوتا۔ ان کی نوعیت خالص معلوماتی ہوتی ہے اور وہ خطوط جن کو فن کے دائرے میں شامل کیا جاتا ہے وہ ذاتی اور نجی خطوط ہیں۔ مختصر الفاظ میں خطوط کی تعریف اس طرح سے کی جا سکتی ہے کہ ——— یہ دو آدمیوں کے درمیان وہ رازدارانہ گفتگو ہے جو سب سے بے تعلق ہو کر کی جاتی ہے۔ خط میں بغیر کسی بناوٹ اور تصنع کے انسان اپنے اصلی روپ میں نظر آتا ہے۔

مولانا عبدالحق نے ان الفاظ میں خطوط نگاری کے فن کی تعریف کی ہے۔

"خط دلی خیالات اور جذبات کا روزنامچہ اور اسرار حیات کا صحیفہ ہے۔ اس میں وہ صداقت اور خلوص ہے جو دوسرے کام میں نظر نہیں آتا"

ڈاکٹر جانسن خطوط نگاری کے متعلق اس رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

"خطوط میں انسان کی روح عریاں نظر آتی ہے"

نقادوں کی ان رایوں کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ خطوط انسان کی شخصیت کو بے نقاب کرنے کا ذریعہ ہیں۔ خاص طور سے ایسے خطوط جو دوستوں اور عزیزوں کو لکھے جاتے ہیں۔ دوسرے شاعری ہو یا انشاء پردازی، مصوری ہو یا کوئی اور فن ان میں مصنف اور فن کار کی شخصیت کے کچھ ہی پہلو ابھرتے ہیں لیکن خطوط نگاری ایک ایسا فن ہے جس میں لکھنے والے کی شخصیت کے لیے اچھے اور برے تمام پہلو سامنے آجاتے ہیں۔ خطوط نگاری خاص طور سے اس کا مطالبہ کرتی ہے کہ جو بات لکھی جاتے ایسے بے تکلف اور سادہ طریقے سے لکھی جائے کہ پڑھنے والا اسے بے تکلف سمجھ لے۔ غالب خطوط نگاری کے متعلق کہتے ہیں "یہ خط لکھنا نہیں ہے باتیں کرنی ہیں" غالب کا یہ جملہ خطوط نگاری کی انتہائی مختصر اور جامع تعریف ہے جو اس فن کی تمام خصوصیات پر حاوی ہے۔

خط لکھنا حقیقت میں ایک بہت نازک سا نفسیاتی عمل ہے۔ خط لکھنے والا دور ہوتے ہوئے بھی اس شخص کو جسے وہ خط لکھ رہا ہے اپنے سامنے بیٹھا ہوا محسوس کرتا ہے اور تصور میں اس سے مخاطب ہوتا ہے چنانچہ خط کے لیے بات کرنے کی اصطلاح انتہائی فن کارانہ اور حقیقت پر مبنی اصطلاح ہے۔ غالب خود اس خیال کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حاتم علی مہر کو ایک خط میں اس طرح لکھتے ہیں ——— "مرزا صاحب میں نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا ہے۔

ہزار کوس سے بہ زبان قلم باتیں کیا کرو
ہجر میں وصال کے مزے لیا کرو

انھیں کو ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں ———
"بھائی مجھ میں تم میں نامہ نگاری کاہے کو ہے مکالمہ ہے"

خط دو انسانوں کے درمیان ایک ایسا معاملہ ہے جس میں کسی تیسرے شخص کو دخل اندازی کی اجازت نہیں ہوتی، یعنی لکھنے والا یہ جانتا ہے کہ جو کچھ لکھ رہا ہے وہ سوائے اس شخص کے جس کو وہ لکھا جا رہا ہے کسی کو معلوم نہیں ہوگا۔ یہی رازداری کا احساس لکھنے والے کی ہمت و جرأت کو بڑھا دیتا ہے اور جو کچھ سوچتا ہے اور جو کچھ کہنا چاہتا ہے بڑے بے جھجک الفاظ میں کہہ گذرتا ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے شاعر و ادیب اپنی ادبی تخلیقات میں جو کچھ نظر آتے ہیں اپنے خطوط میں اس سے بالکل مختلف دکھائی دیتے ہیں۔

خطوط کے علاوہ دوسری اصنافِ ادب میں لکھنے والے کو یہ احساس رہتا ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ بہت سے لوگوں کی نظر سے گذرے گا اسے یہ بھی احساس رہتا ہے کہ بہت سے لوگ اس کی تحریر کو پسند کریں گے لیکن کچھ لوگ اس پر نکتہ چینی بھی کر سکتے ہیں یہی احساس تحریر میں تکلف پیدا کر دیتا ہے۔ لکھنے والا الفاظ بھی سوچ سمجھ کر استعمال کرتا ہے۔ ایک خاص انداز تحریر اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، بہت سے پہلوؤں سے اپنا دامن بچا کر لکھتا ہے، بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنھیں وہ صرف اشاروں میں کہنا چاہتا ہے، کھل کر نہیں کہہ سکتا۔ لیکن خط لکھتے وقت اس کے ذہن پر ایسی کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ وہ جس طرح سوچتا ہے اسی طرح اور اسی قسم کی زبان میں لکھ سکتا ہے یہاں اس کی اپنی فطرت اور اصلی مزاج کام کرتا ہے۔ اس لیے اگر کسی شاعر یا ادیب کو اس کے اصلی روپ میں دیکھنا ہو تو اس کے خطوط کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

ہم کسی بڑے شاعر یا ادیب کو اس کی دوسری تحریروں کے ذریعے اپنے سے اتنا قریب محسوس نہیں کر سکتے جتنا اس کے خطوط کے ذریعے اس بات کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ کوئی انسان جب گھر کے باہر جاتا ہے تو لباس کا خاص اہتمام کرتا ہے کیونکہ گھر کے باہر مختلف قسم کے لوگوں سے ملتا ہے اور وہاں اپنی شخصیت کا ایک خاص نقش بناتا ہے لیکن گھر میں لباس کے اہتمام یا انداز گفتگو میں اسے کوئی خاص انداز اختیار نہیں کرنا پڑتا کیونکہ یہاں خلوت اور فطری ماحول ہے بالکل اسی طرح دوسری اصناف ادب میں لکھنے والے کو کچھ حدود کا پابند ہونا پڑتا ہے اس لیے انداز تحریر میں فطری پن باقی رہنا ممکن نہیں لیکن وہی شخص خط لکھتے وقت اپنے آپ کو ہر پابندی سے آزاد سمجھتا ہے۔ اس لیے خطوط میں اس کا جو انداز تحریر ہوتا ہے وہ ان کی اصلی فطرت کا عکاس ہوتا ہے اور یہی خطوط نگاری کی خوبی ہے۔ (رام پور سے نشر)

ڈاکٹر فہمیدہ کبیر ہیڈ آف دی اردو ڈپارٹمنٹ
گرلز ڈگری کالج رام پور

ائننگ ٹیبل

شمیم صادقہ

ٹن، ٹن ٹن .....

آواز کا صور، ہر ایک کو اپنے خول
باہر کھینچ لیتا ہے۔ بچّے اپنے اسٹیڈی روم سے،
ی ڈرائنگ روم سے۔ چھوٹا بھائی بیڈ روم سے ——
سب اس طرح یکبارگی یوں ڈائننگ ٹیبل کی طرف
ڑتے ہیں جیسے گوریا کے آشیانے پہ کسی نے غلیل
ی ہو —— میں بھی دھیرے دھیرے اٹھنے کے لیے
عضا کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہوں ——

"ٹن ٹن —— ٹن ٹن —— ....."

یہ آواز مجھے گہرا کاٹ ڈالتی ہے —— کیونکہ اس
دس آواز کا میری زندگی سے بڑا عجیب سا تعلق ہے
مجھے دو کاندار نے کہا بھی تھا ——
"سر آپ غلط چوائس کر رہے ہیں —— یہ ڈائننگ
ہیں ہے ——"

مگر 'سر' کے وزنی پتھر تلے دبا ہوا میرا وجود اعتراف
رت نہ کر سکا۔ جب 'اہم' کا خول لوہے کے بدلے شیشے
نکریوں سے بھی ڈرنا فطری بات ہے۔

ٹن ٹن ٹن ....

جیسے اسکول میں گھنٹی بج رہی ہو —— میں
جلدی ناشتہ کرتا ہوا یکبارگی ہاتھ روک لیتا ہوں
"یہ کیا —— چلو ختم کرو اسے —— کہتی ہوئی ماں
پلیٹ میں اور سبزی ڈال دیتیں۔ ان کا کہنا ماننے
ماننے کے بیچ یہی ٹن ٹن کی آواز گلے کا پھندہ بن
—— اور پھر ہچکی روکنے کے لیے ڈھیر سارا پانی پی لینے
در میں اُٹھ ہی جاتا —— پاس ہی میرا اسکول تھا۔
بھاگ چل پڑتا ——

بچے بڑے سب ہی منتظر ہیں —— میں نے
تی کے ساتھ اپنی سیٹ لے لی۔ سبھی جانتے ہیں
مجھے نیپکن اور سوپ کی لغویات پسند نہیں۔ پھر بھی یہ
سب کچھ ہر دن میرے سامنے ارینج کیا ہوا ہوتا ہے۔
بچّے، گھر اور شوہر کی موٹی تنخواہ کا تکون مکمل ہو جانے
کے بعد عام عورت جتنی ضدّی ہوتی ہے۔ میری بیوی
کی خودسری، کہیں اس سے سوا ہے —— وہ ہر دن
یہی کرتی ہے۔ تاکہ میری شخصیت کے اندر چھپا ہوا ماضی
کا گوشہ شاید کسی دن اس کے ہاتھ لگ جائے۔

اس میز کے دوسرے سرے پر میرے بچّے بیٹھے
ہوئے تیز آواز میں باتیں کر رہے ہیں۔

"دیکھ لینا۔ اس سال یہ فلم سپر ہٹ ہو گی۔"
"ہو چکی —— یہ تو فلاپ پکچر ڈکلیر ہو چکی ہے۔"
"پتہ ہے جیہ نے خودکشی کی کوشش کی تھی۔"
"اد ہو —— اور تم کو ہی پتہ ہے صرف —— کسی
کو نہیں۔" ——

"ممّی —— فیمینا میں لیٹسٹ ڈیزائن ہے ——
آپ درزی سے پوچھ کر کپڑا لیجئے گا۔"

میری بیوی مسکرا رہی ہے۔ وہ بچوں کی باتیں
سُن رہی ہے۔ بچّے اس سے باتیں کر رہے ہیں —— میرا
وجود بے معنی ہے —— مگر میں یہاں کب ہوں —— میں تو
بہت دُور سے آتی ہوئی ٹن ٹن کی آوازیں سُن رہا ہوں،
ٹفن ہوتے ہی میں گھر کھانا کھانے چلا آتا ہوں۔
میری بہن کا اسکول بہت دور تھا۔ وہ ٹفن لے کر اسکول
جاتی ہے —— اس دوپہر کے وقت بابا آفس ہوتے
ہیں۔ اکیلی ماں ہمارے کپڑے دھویا کرتی ہے یا گھر
کی صفائی میں مصروف ہوتی ہے یا پھر کوئلے کے بے مصرف
چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جوڑ کے مٹی اور مارٹھ سے گوندھ
کر چلچلاتی دھوپ میں ان کے گولے بنایا کرتی ہے ——

ماں میری آواز سن کر دروازہ کھولتی ہے —— میرے لیے
کھانا نکالتی ہے۔ اور میرے سامنے بیٹھ کر پہلا سوال یہ
ہی کرتی ہے ——
"آج تمہارا حل کیا ہوا کوئی سوال غلط تو نہیں
ہوا؟" ——
"منہ کیوں لٹکا رکھا ہے ——؟ کیا سزا ملی ہے؟"
"کلاس میں دھیان سے پڑھا کرو —— آگے
زندگی میں یہ علم ہی تمہارے کام آئے گا ——"
"پسینہ سے شرٹ تر بہ تر ہے اسے بدل کے جاؤ
—— یہ سوکھ گیا ہے۔ اسے پہن لو، میں اسے دھو
دوں گی۔"

میرے دائیں طرف چھوٹا بھائی ہے —— اپنی
پلیٹ میں چاول نکالتا ہوا کہہ رہا ہے۔
"پرسوں میرا انٹرویو ہے —— بھائی صاحب ——
آپ نے ممبرز سے ملاقات نہیں کی؟ بغیر پیروی کے
کچھ نہیں ہو گا —— بھائی صاحب، کل سنہا صاحب
کی لڑکی کا برتھ ڈے ہے —— وہ میری کلاس میٹ
ہے —— میں کارڈ لے آؤں گا —— ایک قیمتی گفٹ
لے کر جائیے گا تو وہ ضرور ہلپ کریں گے ——"
یہ میرا ماڈرن بھائی، مجھے بھیا کی جگہ بھائیصاحب
کہتا ہے۔ دودھ کی شیرینی اور خون کی گرمی میں
ڈوبے ہوئے تعلق کو وہ محلّے کے چوراہے کی کرسی بنا کر
کتنا خوش ہے —— جنریشن گیپ کے نام پر اپنے آپ کو
دھوکہ .....
"امتحان کے رزلٹ تک انتظار کیوں نہیں
کر لیتے؟" ——
"بھائی صاحب اکاؤنٹنسی اتنا آسان ہے کیا
——؟ پھر میرے پیپرز بھی اچھے نہیں ہوئے ہیں ——
آپ خود ہی ....."
ٹن ٹن —— ٹن ٹن ——
بابا کھانا کھا رہے ہیں اور ماں سے کہہ رہے
ہیں ——
"دیکھو، جب یہ پڑھ چکے، جب ہی اسے کھانا
دینا —— ورنہ اونگھنا شروع کر دے گا —— دیکھو برخوردار
جو کچھ بھی ہوتا ہے، اپنی محنت سے ہی ہوتا ہے۔ نہ میں
پیروی کر کے نمبر بڑھوا سکتا ہوں —— نہ نوکری دلوانا میرے
بس کی بات ہے —— میرے اصول اور میرے ایمان کو
چیلنج کرنے کی کبھی مت سوچنا۔"
بابا میرا میٹرک کا مارکس شیٹ لے کر مجھے ڈانٹ
رہے ہیں ——
"—— یہ —— بہتّر پرسنٹ کیوں —— بس
ہو گیا۔ اور صاحبزادے اتنے خوش ہیں جیسے شیر مار لیا
—— ارے تمہیں میں نے اتنا پڑھایا تھا —— کم از کم اسّی
فیصد تو لاتے۔ خیر کل ہی اپلیکشن فارم لے آئیے ——
اور —— اور ——"

میں آہستہ آہستہ نوالے یوں اپنے حلق سے اُتار رہا ہوں. جیسے یہ نوالے نہیں، بلکہ نوکیلے چکنے پتھر ہیں —— جو سلیپ بھی کرتے ہیں تو کہیں نہ کہیں زخمی کر ہی جاتے ہیں —— آڈرلی اور باورچی مؤدب کھڑے ہیں —— یہ میری بیوی کی سخت تاکید ہے کہ انھیں ڈائننگ ٹیبل کے پاس ہی موجود رہنا چاہیے. تاکہ کسی طرح کی ضرورت ہو تو آواز نہ دینا پڑے —— یہ اس کی نظر میں آواز کی بہت بڑی توہین ہے - میں جانتا ہوں ہم سبھوں کے اٹھنے کے بعد، بیوی بچے ہوئے کھانے کو فریج میں رکھوائے گی - اور پھر ڈبے سے ناپ کر اُسے معمولی لال چاول —— دو مٹھی دال —— دو چار آلو —— اور دو ایک بیگن، یا ایسی ہی کوئی معمولی سبزی دے گی. تاکہ وہ اپنے لوگوں کا کھانا بنالے - اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے مغلئی پراٹھے. کسٹرڈ، فرائی فش —— سُوپ چکن اور باسمتی کی مہک میں بسے ہوئے ڈائننگ ٹیبل کی صفائی کرنے کے بعد، یہی باورچی، بالکل دوسری طرح سے، دوسرے ہی کھانے بنانے کے بعد ہی کھا سکے گا -

محلّے کا وہ 'سینک' اور وہ میری پیاری سی 'مومی' —— شاید وہ ان ملازمین سے بہتر تھے —— حالاں کہ ان سے میرا کتنا سطحی رشتہ تھا —— ایک شام روٹی سبزی میرے حلق سے اُتر نہیں رہی تھی —— اور وہ گلی کا کتا اتفاق سے مجھے اپنی کھڑکی کے نیچے نظر آگیا تھا —— میں نے آدھی روٹی چپکے سے نیچے گرادی تھی بس اُس دن سے ہی وہ مجھ ایسا احسان مند ہوا کہ مرتے دم تک اُس نے میرے گھر کی دہلیز نہ چھوڑی —— ماں بھی بک جھک کر اس کی عادی ہو گئی تھیں —— اور بچے ہوئے کھانے اُس کے آگے ڈالنے لگی تھیں —— وہ مجھے باقاعدہ اسکول تک اور منی کو اُس کے بس اسٹاپ تک چھوڑنے جاتا —— اور میں؟ —— مجھے یاد نہیں، کبھی زندگی میں کوئی اچھی بُری چیز اُسے شیئر کیے بغیر کھائی ہو —— اگر وہ ٹرک کے نیچے نہ آجاتا تو شاید وہ آج بھی یہیں کہیں ہوتا - میرے آس پاس ہی —— اور شاید یہ میری بیوی کا باورچی اسے رشک کی نظروں سے دیکھا کرتا ——

ٹن ٹن ٹن .....

جیسے کوئی میرے اندر ہتھوڑے برسانے لگا تھا. —— اسکول سے لوٹتے ہوئے مومی ایک پیاری سی بلی کو اُٹھا لایا تھا —— منّی نے اس کے گلے میں پُرانے لال رنگ کے ربن کا پٹہ لگا دیا تھا اور ہم دونوں اس کی یوں دیکھ بھال کرنے لگے تھے جیسے ہمارے گھر میں ننھے بچے نے جنم لیا ہو. مگر ماں اور بابا کو اس سے خدا واسطے کا بیر تھا —— بابا، صبح شام اُٹھتے بیٹھتے ہاجین کی گھونٹی دیتے —— "بلی کی سانس سے یہ ہوتا ہے —— بلی کے جھوٹے سے یہ ہوتا ہے - اس کا رُواں اگر کھانے میں گر جائے ....." اور ماں الگ بات بات پر بگڑ پڑتیں انھیں بلی کی بے وفائی کا پکا یقین تھا —— اور یہ مومی تھی بھی بڑی غزل صفت ذرا سی غفلت ہوئی اور اس نے منہ ڈالا —— آخر خود ہی وہ چپکے سے کہیں چل دی .... جب کئی روز نظر نہ آئی تو ہمارے لٹکے ہوئے چہروں کی پرواہ کیے بغیر انھوں نے پتھر دے مارا.

چلو اچھا ہوا ——

ان دنوں ظاہرداری اور مصلحت کی برساتی اوڑھنے والے، سارے کے سارے الفاظ چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح وقت کے جیل خانے میں عمر قید کاٹ رہے تھے —— یہ تب کی بات ہے جب عمر قید کے معنی صرف بیس سال نہ تھے ——

"بی بی جی —— مہمان ——"

بیلا نے میری بیوی کے سامنے ٹرے رکھ دیا —— بیوی کی —— بیوی کی اُترن، دُھلی دھلائی ساڑی میں بنی سنوری، یہ خوبصورت سی لڑکی بیلا —— میری بیوی نے اسے صرف اس کی خوبصورتی اسمارٹ نس اور آواز کی مٹھاس کی بنا پر ملازم رکھا ہے —— اس کے ذمہ نہ کوئی کام ہے اور نہ یہ کسی کام کے لائق ہے —— بس ہر وقت چوٹی کنگھی میں مصروف. گھر اور پڑوس کے نوکروں سے ہنسی مذاق —— اور گھٹیا حرکتیں —— لیکن جب وہ کسی مہمان کے سامنے چائے لے کر جاتی تو مہمان ٹھٹک اسے دیکھنے لگتا —— اور تب میری بیوی کا سر فخر سے اونچا ہو جاتا کہ اتنی خوبصورت سی لڑکی اس کی ملازمہ ہے —— اور یہ غرور اس کے اندر سے یہ خوف بھی کھرچ ڈالتا —— کہ یہ ملازمہ اس کے شوہر یا شوہر کے چھوٹے بھائی کو بے راہ بھی کر سکتی ہے.

ٹن ٹن ٹن ....

یہ آواز کبھی میرے لیے موسیقی کی جھنکار تھی —— چھٹی کی گھنٹی —— اور میں کتابیں لیے ہوئے گھر کی طرف دوڑ پڑتا —— یہ جانتے ہوئے بھی کہ صبح جو میرے گھر کا معمول تھا، وہی شام کو بھی ہوگا - وہی —— کل تھا —— وہی آج ہے —— یکسانیت کے شکنجے میں جکڑے ہوئے یہ دن کتنے البیلے تھے —— ان کا وہ حسن، ماضی کی وہ جنت آج بھی میرے اند ہے - میں کپڑے بدلتا —— روٹی —— چاول — بچا ہوتا کھالیتا —— گر ماں کو بازار سے کچھ منگانا ہو بازار جاتا —— ورنہ محلّے کے دوستوں کے ساتھ کھیل جاتا —— اور پھر گھر آکر منہ ہاتھ دھوکر پڑھنے بیٹھ جا جب پڑھائی ختم ہوتی، کھانا کھاتا —— اور کھانے کے تھوڑی دیر —— ماں، بابا کے پاس بیٹھ کر پھر سو جاتا —— جب ہم چاروں اکٹھے ہوتے —— کتنے گھریلو مسئلے حل کیے جاتے —— اس وقت والدین بچوں کے بیچ کوئی معاشی اور ذہنی پرائیویسی نہ ساری حقیقتیں سورج کی کرنوں جیسی تھیں.

"تمہاری ساڑی پھٹ گئی ہے. اس مہینے ساڑی لے لینا ——"

تو ماں جھٹ کہتیں ——

"دیکھتے نہیں —— تمہارے جوتے کیسے ہو گ —— پہلے جوتے لے لو ——"

"اچھا چلو —— بچوں کے اسکول ڈریس ہی ہیں ——" اور یوں باتیں کرتے، مجھے نیند آجاتی —— پُرسکون اور خواب آفریں نیند ——

معاً میری نظریں ٹرے میں پڑے کارڈ پر

ایس این کلاتھ مرچنٹ" ——

اور ساتھ میں چھ ساڑیوں کا بل —— روپے! ——

میں نے بغور بیوی کو دیکھا —— پھر خاموش ساتھ نظریں جھکالیں —— میں نے آہستہ سے پیچھے سرکائی —— اور ڈائننگ ٹیبل سے اپنے کمر طرف یوں چل پڑا جیسے کوئی سپاہی محاذ ہار کر گھر لوٹ رہا ہو !!! —— (پٹنہ سے نشر)

شمیم صادقہ
شعبہ اردو، گورنمنٹ ویمنس کالج
مریم منزل گردنی باغ پٹنہ ٢ ٨٠٠٠٠

رہبر

آنکھوں میں تجسس ہے رفتار میں تیزی ہے
لڑکی ہے کہ جنگل میں بھٹکی ہوئی ہرنی ہے

جس بات کو کہنے سے معذور ہیں لب تیرے
میں نے تیری آنکھوں میں وہ بات بھی پڑھلی ہے

بیتے ہوئے لمحوں کی چلتی ہے جو پُروائی
یادوں کی چتا شب بھر رہ رہ کے سلگتی ہے

وہ صنفِ سخن جس کو کہتے ہیں غزل یارو
ہر روپ میں اچھی ہے ہر رنگ میں کھلتی ہے

کھلتی ہے میرے دل کے آنگن میں وہ اے رہبر
بیلوں سے سجی سنوری اس گھر میں جو کھڑکی ہے

(جالندھر سے نشر)

نکھیں میری

شمیم سیفی

وہ یوں دیکھتا جیسے کچھ دیکھ نہیں رہا ہو۔
اور میں جلوۂ نیاز کے ہر پیچ و خم کو نظروں سے
وم لینے کی کوشش کرتا۔

وہ رنگوں کے درمیان یوں رہتا جیسے رنگوں میں
رنگ نہ ہو۔

کشش بدر سے چڑھتا ہوا دریا دیکھ کر میں اس میں
ڈوب جانے کی تمنا کرتا۔ اور وہ دریاؤں سے یوں گذر
ے اٹھتی چڑھتی موجوں کی مجال نہ ہو کہ اس کے دامن
کو سکیں۔

وہ مجھ سے بے حد قریب تھا۔ بلکہ میرا اپنا تھا۔ پھر بھی
سایہ کی طرح مجھ سے جدا جدا تھا۔

"یہ شہر نگاراں ہے۔ یہاں آنکھیں بند کیے رکھنے کا
صل!" میں نے اس سے کہا۔

وہ مسکرایا" بصارت اور بصیرت کے درمیان بڑا
سلہ ہے"

میں نے غصہ ہو کر اس سے کہا تھا۔

"ہم یہاں سیر گلشن کے لیے آئے ہیں یا تمہاری ادق
میں سر کھپانے کے لیے"

اس نے بڑی تیز نظروں سے مجھے دیکھ کر پوچھا تھا۔

"تم آئے ہو۔ یا بھیجے گئے ہو۔ ؟؟"

"کچھ بھی ہو" مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

"سنو!" وہ بہت سنجیدہ ہو گیا تھا" یہ شہر نگاراں
ہمیں نہ تو ہمارا انعام ہے اور نہ انجام"

میں نے سنی ان سنی کر دی تھی اور آگے بڑھ گیا
لیکن وہ بھی میرے ساتھ میرے سایہ کی طرح چل رہا تھا۔

"چلو۔ چلتے رہو۔ میرا کیا۔ !!" میں نے دل ہی دل
سا تھا۔

دل ربائی، رعنائی، زلیخائی، چار سو بکھری تھی۔ آنکھ جس طرف اٹھتی تھی، دل وہیں بیٹھ جانے کو چاہتا تھا لیکن شوق انگلیاں پکڑے آگے اور آگے کھینچے جاتا تھا۔

میں اس خوب صورت شہر کو اس کے تمام رنگوں خوشبوؤں نغموں اور دلچسپیوں کے ساتھ اپنی بانہوں میں سمیٹ لینا چاہتا تھا۔ لیکن ہر کوشش کے نتیجہ میں تمناؤں کی جل پری کو میں پھسل کر دور کھڑا مسکراتا پاتا اور اپنی آغوش خالی۔

"آؤ۔ چلے آؤ نا"

میرے کانوں میں جل ترنگ سے بجنے لگتے اور میں سحر زدہ سا جل پری کے پیچھے بھاگتا جاتا۔

وہ بھول کے کنج میں لیٹ جاتی۔ اور میں اپنے آپ کو بھول کر سب کچھ بھول کر صرف اسے دیکھے جاتا نہکی ہوئی فضا میں دہکے ہوئے جسم کی چاندنی کا جادو جب گہرا ہونے لگتا تو میری آنکھیں بند ہونے لگتیں۔

"چلو نا" وہ بڑی ادا سے میرا ہاتھ کھینچ کر مجھے بازار کی طرف لے جاتی۔

بازار تھا یا مینا بازار۔ میں حیرت کا مارا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہر شئے کو دیکھتا۔

پھر اس کی ہنسی کی گھنٹیاں بج اٹھتیں۔

"یہ خرید و نا"

"یہ دیکھو کتنا خوب صورت ہار ہے"

"اور یہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

میں اسے رنج کیونکر کر سکتا تھا۔ جو وہ بتاتی میں خریدتا جاتا اور میرا جی چاہتا کہ سارا بازار خرید کر اس کی آغوش میں بھر دوں اور خود اسے میں اپنی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

لیکن ارمان بے شمار، آرزوئیں ہزار اور تنہا میں۔

پھر یوں ہوا تھا کہ کچھ لوگ ہمارے درمیان آگئے تھے اور ان میں سے ہر ایک اس جل پری کو چھین کر اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے مزاحمت کی تو نتیجے میں مجھے خاصی چوٹیں آئیں تھیں۔

اور پھر یوں ہوا کہ وہ سب آپس میں الجھ پڑے اور اس بیچ جل پری اپنی خصلت کے مطابق پھسل کر نکل گئی اور کوئی اسے حاصل نہیں کر سکا۔

میں نے غور سے دیکھا تو وہ سب لوگ وہی تھے جنھیں میں نے بازار میں ہر دکان پر دیکھا تھا۔ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ بازار کی ہر وہ شئے جس پر کسی دوسرے کی نظر پڑتی، خرید کر اپنے قبضہ میں کر لے۔ اور اس مقابلہ میں وہ لوگ ہر خریدار سے لڑ جاتے۔ لیکن آخر میں خود آپس میں ان کی لڑائی ہوتی۔

میں سوچتا۔

"عجب عالم ہے۔ جیسے یہاں کی ہر شئے ہر کسی کو بچاہیے"

تب میں رک رک کر آگے بڑھنے لگا تھا۔ تھک بھی گیا تھا، نظاروں نے نظروں کو مجروح بھی کیا تھا اور پاؤں بھی شل ہو گئے تھے۔ لیکن شہر نگاراں کے تماشے تھے کہ دامن گیر تھے۔

"مجھے دیکھو"

"مجھے حاصل کرو"

"مجھ میں کھو جاؤ"

اور درحقیقت کتنی ہی بار خوب صورت آنکھوں کی گہری جھیلوں میں غرق ہوا تھا۔ اور کتنی ہی بار ریشمی زلفوں کے نرم اندھیروں میں بھٹکا تھا۔ دامن کو گلوں سے بھر لینے کی خواہش میں دامن بھی تار تار کیا تھا اور انگلیاں بھی خون ریز ہوئی تھیں۔

لیکن پھر بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اور کچھ دیر کے لیے دم لینے کو جب میں رکا تو اس نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا ——— وہ جو ہر قدم پر میرے ساتھ رہا تھا۔ میرے ساتھ شہر میں گھوما تھا۔ بازار سے گذرا تھا۔ کوچہ میں رکا تھا۔ حُسن کی بارگاہ میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا تھا۔

"کہو! حُسن کی تلاش میں، تماشہ بینی کے جنون میں اپنا لہو جلا آئے؟"

میں نے بھی سوال میں ہی جواب دیا۔

"تو کیا تمہارے چراغ میں تیل باقی ہے؟"

وہ چپ رہا۔ میں نے پھر سوال کیا۔

"کیا تم میرے ساتھ ساتھ نہیں تھے۔ کیا تم نے اپنا لہو میرے ساتھ نہیں جلایا؟"

"تم خود اپنے آپ کو دیکھ لو۔ اور مجھے دیکھو ——— جواب میں کیا دوں"

اس نے کہا۔

میں نے جلی کٹی سنائی۔

"تم سب چالاک ہو، کائیاں، ہوشیار ۔ ۔ ۔"

"اور تم بے وقوف ہو۔ اندھے اور بے عقل"
میں نے اس سے مصالحت کرنی چاہی۔
"سچ کہو یہ کتنی حسین جگہ ہے"
"ہو گی" وہ بولا۔
"تم نے تو اس کی آنکھیں دیکھی تھیں —— اس کا سراپا۔ اس کی گردن۔ اس کا۔۔۔۔"
"میں نے کچھ نہیں دیکھا"
مجھے تب واقعی غصہ آگیا۔
"تم جھوٹے بھی ہو —— قدم قدم میرے ساتھ اس وقت بھی جب میں حضورِ حسن تھا۔ اس گھڑی بھی جب وہ ہمارے اور تمہارے سامنے اپنی تمام رعنائیوں اور حشر سامانیوں کے ساتھ جلوہ ریز اور نغمہ ریز تھی —— میں نے۔۔۔۔۔ میں نے تمہاری آنکھوں کو اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا"
وہ مسکراتا رہا اور میں بولتا رہا۔
"جب میں اس کے گلے میں ہار ڈال رہا تھا تو کیا تم نے اس کے جسم کا ہر حصہ نہیں دیکھا تھا۔ خصوصاً اس وقت جب وہ نیلے پانی کی جھیل میں غسل کر رہی تھی۔ میں۔۔۔۔۔ میں تو پاگل ہو گیا تھا وہ سب کچھ دیکھ کر"
"ہاں! جھیل کے کنارے میں کچھ دیر کے لیے بیٹھا تھا۔ لیکن اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا" وہ بولا۔
"تم ڈھونگی ہو۔ یا پھر تمہاری آنکھوں میں روشنی نہیں —— لیکن نہیں۔ تم نورِ چشم نہیں۔ میں نے تم کو جھیل کے کنارے جہاں شدید پھسلن تھی وہاں بھی پھسل کر گرتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔"
اس نے بات کاٹی۔
"ہاں! اور تم پھسل پھسل کر گرے بھی تھے"
"چھوڑو اسے —— یہ بتاؤ تم نے بازار میں کیا خریدا؟"
"عبرت خریدی"
"مجھے تو نظر نہیں آئی وہاں ایسی کوئی شے" میں نے تعجب سے پوچھا۔
وہ لمبی سانس لے کر بولا۔
"میں نے تم سے ایک بار کہا تھا کہ بصارت اور بصیرت کے درمیان ایک طویل سفر ہے"
"لیکن تمہاری بات میں نے سمجھی کب تھی۔ اور آج بھی تمہاری باتوں پر نہ تو مجھے یقین ہے اور نہ وہ میری سمجھ میں آتی ہیں"
"یقین کی کمی کے تو تم شکار ہو —— یقین ہوتا تو آنکھیں ہوتیں۔ بصیرت ہوتی"
ہمارے ہی طرح کے کچھ سیاح قریب ہی بیٹھے ہماری باتیں سن رہے تھے۔ ان میں سے بھی کسی کو اس کی باتوں پر یقین نہیں آیا۔ ان میں سے ایک آنکھوں کا ڈاکٹر تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں بالکل ٹھیک پائی گئیں۔
"پھر یہ کیا کہ اس کی آنکھیں وہ سب کچھ دیکھتی ہی نہیں جن کو ایک بار دیکھ کر ہم ہمیشہ دیکھتے رہنے کی ہوس میں مبتلا ہیں!"
تمام سیاح ایک ساتھ بول اٹھے۔
پاس ہی سے داروغۂ شہر گذرا تو اس کے متعلق وہ ساری باتیں معلوم کر کے اسے تعجب بھی ہوا اور طیش بھی آیا، جیسے اس کی اور اس کے شہر کی ہتک عزت ہوئی ہو۔
داروغہ نے بگڑ کر کہا۔
"رک جاؤ۔ میں اس کا سارا پول کھول کر رکھ دیتا ہوں۔ ایک بڑا پرانا نسخہ ہے۔ بس اسی میں اس کی آزمایش ہو جائے گی"
وہ مسکراتا رہا۔
"میں وہ نسخہ جانتا ہوں۔ لاؤ! لیموں اور چھری"
اور واقعی جب شہر کے حسین ترین علاقہ سے ہم اس کے ساتھ گذرے تو صرف اس کی انگلیاں محفوظ رہی تھیں۔
اور تب ہم لوگ اسے ایک بڑے ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔ لیکن تمام طریقوں سے اس کا معائنہ کرنے کے بعد ڈاکٹر کو یہی رائے دینا پڑی کہ وہ بالکل ہم جیسا تھا۔ تمام جہتوں کے ساتھ۔
پھر میں نے اس کی خوشامد شروع کی۔
"مجھے بتا دو۔ بات کیا ہے"
بڑی منت و سماجت کے بعد ایسا معلوم ہوا جیسے وہ سب کچھ بتا دینے پر آمادہ ہو گیا ہو۔ لیکن یکایک اس کے تیور بدل گئے۔
"تم مجھ پر الزام دھرتے ہو۔ مجھے ڈھونگی اور جھوٹا کہتے ہو"
میں اسے رنج کرنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے بڑے نرم انداز میں کہا۔
"جانے دو۔ مجھے کچھ مت بتاؤ۔ اور اب میں تم کو کچھ کہوں گا بھی نہیں"
وہ کچھ دیر خاموش رہا۔ اور تب اس نے مجھے شیشہ کا ایک پیالہ دیا۔
"لو! اس میں نیلے پانی والی جھیل سے پانی بھر کر لے آؤ"
میں پیالہ لے کر بڑھا۔ لیکن اس کی آواز نے میرے قدم روک لیے۔
"شرط یہ ہے کہ پیالہ سے ایک قطرہ بھی پانی راستہ میں نہیں گرے۔ اور پیالہ بھرا ہو پانی سے"

میں پیالہ لے کر جھیل کی طرف چلا تو شہر اپنے شباب پر تھا۔ اور بازار آب و تاب پر۔ پھولوں کے کٹوروں میں رنگ تھے۔ آنکھوں کی نرگس کھلی تھی۔ زلفوں کی گھٹا بھی تھی اور جسم کی چاندنی بھی۔ قدِ یار کے سرو بھی راہوں میں میرے استقبال کو کھڑے تھے۔
لیکن میں تیز تیز قدم اٹھاتا۔ جھیل تک پہونچ گیا۔ پیالہ کو لبالب پانی سے بھر کر میں واپس ہوا۔ آنکھیں پیالہ میں بھرے پانی پر تھیں۔ اور نیلے پانی میں مجھے صرف اپنا چہرہ، اپنی آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔
آگے بڑھا تو رنگوں کا جال مجھے قید کرنے کو تیا[ر]۔۔۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھنا چاہا تو ہاتھ اور پیر کانپنے لگے۔ ۔۔۔ نظریں پیالہ کے پانی میں ڈبو دیں۔
کچھ اور آگے بڑھا تو خوشبوؤں نے روکا۔ دا۔۔۔ کہا دیکھو۔
"کیسی خوشبو ہے۔ لبِ یار کی یا زلفِ یار کی؟۔۔۔"
لیکن پیالہ میں تیرتی میری ہی آنکھوں نے مجھے گھ۔۔۔ اور میں بڑھ گیا۔
آواز تھی یا شعلہ جو ایک جھماکے کی طرح میرے ہ۔۔۔ و حواس پر گری۔ پھر وہ آواز گھنگھرو باندھ کر میرے کا۔۔۔ کے پردہ پر رقص کرنے لگی۔ میرے پیر غیر ارادی طور پ۔۔۔ سُر و تال پر حرکت کرنا چاہتے تھے اور میرے ہاتھ آواز ۔۔۔ میں کمر زیب بن جانے کے لیے بڑھ رہے تھے کہ ایک دو۔۔۔ آواز سماعت پر حاوی ہو گئی۔
"پانی کا ایک قطرہ بھی۔۔۔۔۔۔"
تمام راستہ میں صرف اپنا عکس پیالہ کے پا[نی]۔۔۔ دیکھتا چلا گیا۔
"تم آگئے؟" اس نے پوچھا۔
اور تب چونک کر میں نے اپنی آنکھیں اوپر اٹھائیں۔۔۔
"ہاں! یہ پیالہ۔۔۔۔۔ پانی۔۔۔۔۔" میں رک رک کر بول رہا تھا۔
"رکھو اسے۔ یہ بتاؤ کہ رنگِ رخِ یار کا تھا یا۔۔۔"
"جی نہیں۔۔۔۔۔" میں حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔
"خوشبو لبِ یار کی تھی یا پھول کی روح۔۔۔" وہ پوچھے جا رہا تھا۔
"اور وہ آواز۔۔۔۔۔؟"
"نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ میں کچھ نہیں ج[انتا]۔۔۔ میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ میں نے کچھ نہیں سنا۔" میں چیخ۔۔۔
"آہستہ بولو۔۔۔۔۔ آہستہ"
میں چپ ہو گیا۔ چپ رہا۔
مجھے صرف اپنا چہرہ یاد تھا۔ اپنی آواز یاد تھی۔ ا۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔
کافی دیر کے بعد اس نے پھر پوچھا۔
"تم بازار سے گذرے تھے"
"ہاں۔ بالکل"
"کیا خریدا تم نے۔؟"

میں پھر چپ ہو گیا۔ چپ رہا۔ بہت دیر چ۔۔۔
اور پھر چلانے لگا۔
"بازار سے گذرا ہوں۔۔۔۔۔"
اس نے جلدی سے میرے منہ پر ہاتھ رکھ۔۔۔
"نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ اب آگے۔۔۔ بولو۔ ورنہ سنگسار کر دیے جاؤ گے۔"
(پٹنہ سے)

ھماکہ

ابو الکلام عزیزی

ٹھاکر گجندر سنگھ پر چمپا بائی پورے زور و شور سے برس رہی تھی۔ غصہ سے اس کا چہرہ ...رخ ہو رہا تھا اور سارا جسم کانپ رہا تھا ٹھاکر گجندر سنگھ ...رت سے چمپا بائی کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے سوچا بھی نہ تھا کہ ایک ...ی قسم کی طوائف اسے اس طرح دھتکار دے گی۔ اس نے ...جانے کتنی طوائفوں کے یہاں راتیں گذاری تھیں۔ لیکن چمپا ...سے جب اس نے جسم کا سودا کرنا چاہا تو اس نے ایک ...وفان کھڑا کر دیا۔ اور جب اس کا آخری جملہ ٹھاکر گجندر سنگھ ...نے سنا تو اسے ایسا لگا جیسے اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا ...ر ڈال دیا گیا ہو۔

ٹھاکر گجندر سنگھ اپنے گاؤں کا بہت بڑا زمیندار ...تھا۔ گاؤں کی کثیر آبادی ہریجنوں پر مشتمل تھی۔ ایک وسیع علاقے ...ں کاشتکاری ہوتی تھی۔ زمینوں کی دیکھ بھال اور کاشت ...یادہ تر ہریجن ہی کیا کرتے تھے۔ دور تک کھیتوں اور باغات ...کا ایک سلسلہ تھا۔ باغ کے قریب ہی ٹھاکر گجندر سنگھ کی شاندار ...حویلی تھی۔ جس کے اندر نوکروں کے رہنے سہنے کے لیے الگ ...سے چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے۔ سینکڑوں نوکر اور ...ور نوکرانیاں اس کے یہاں کام کرتی تھیں۔

ٹھاکر گجندر سنگھ کو یہ زمینداری ورثے میں ملی تھی ...وہ ٹھاکر برندر سنگھ کی واحد اولاد تھا۔ اس لیے ساری دولت ...کا تنہا مالک تھا۔ بچپن نہایت لاڈ و پیار میں گذرا اس لیے ...گرتا وہ بہت ہی آرام طلب اور عیش و عشرت کا دلدادہ تھا ...اور جب اس نے جوانی میں قدم رکھا تو ٹھاکر برندر سنگھ ...نے ہمیشہ کے لیے آنکھیں موند لیں۔

ٹھاکر گجندر سنگھ کو جب باپ کی چھوڑی ہوئی دولت ہاتھ آئی تو اس نے عیش و عشرت کا بازار گرم کر دیا ہر روز محفل عیش و نشاط برپا ہونے لگی۔ دور دراز سے طوائفیں بلائیں جاتیں۔ دادِ عیش دیئے جاتے اور روپے پانی کی طرح بہائے جانے لگے۔

ٹھاکر گجندر سنگھ کے مصاحبوں کی بھی ایک خاصی تعداد تھی جو ان کی خوشامد اور جی حضوری میں ہر وقت موجود رہتے تھے اور ٹھاکر کی فرمائشیں پوری کرنے کے لیے موٹی رقمیں اینٹھا کرتے تھے۔ کبھی جنسی ہوس کی تسکین کے لیے بھی اگر گاؤں کی کوئی لڑکی پسند آجاتی تو اسے ٹھاکر کے چھوڑے ہوئے بھیڑیے اس کے قدموں میں لاکر ڈال دیتے اور گاؤں کی یہ بھولی بھالی لڑکیاں اس کی ہوس کا شکار ہو جاتیں۔ اس کے اس وحشیانہ فعل سے سارا گاؤں دہشت زدہ تھا۔ گاؤں کا ہر فرد اپنی بیٹیوں کی عزت خطرے میں محسوس کرنے لگا تھا لیکن وہ ٹھاکر کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے مجبور تھے کیونکہ ٹھاکر کے پاس دولت تھی، طاقت تھی اور وہ اس کی روٹیوں پر زندگی بسر کر رہے تھے۔ کسی کو اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ ٹھاکر کے خلاف زبان بھی کھول سکے ورنہ انھیں سخت سزائیں دی جاتیں اور کام سے بھی الگ کر دیا جاتا۔

اسی گاؤں کا ایک غریب کسان ہری بھی تھا ہری ٹھاکر گجندر سنگھ کے کھیتوں کی بوائی اور دیکھ بھال کا کام کیا کرتا تھا۔ اس کے عوض اسے جو کچھ تنخواہ ملتی تھی اس سے اس کا گذر بسر ہو رہا تھا۔ اس کا خاندان بیوی اور ایک بیٹی بس یہی تین افراد پر مشتمل تھا۔ ہری کی زندگی کا واحد سہارا اس کی بیٹی کملا تھی جسے وہ بے حد پیار کرتا تھا۔ وہ ایک بھولی بھالی خوبصورت سی لڑکی تھی۔ بڑی بڑی آنکھیں گول چہرہ بھرے بھرے گال، کھلتا رنگ اور گداز جسم۔ اس کی عمر ابھی دس بارہ سال کی تھی۔ ہری چاہتا تھا کہ کملا جب جوان ہو جائے تو اچھا سا بر ڈھونڈھ کر جلد سے جلد بیاہ کریگا وہ ٹھاکر گجندر سنگھ کے کالے کرتوتوں سے بہت خوف زدہ تھے اس ڈر سے اس نے ابھی سے کملا کو کہیں باہر آنے جانے پر پابندی لگادی تھی۔ اور کملا کی ماں کو بھی اس کی سخت تاکید کر دی تھی کہ وہ کملا پر نگاہ رکھا کرے۔

کملا اپنے بابا کو بے حد چاہتی تھی لیکن جب سے اس نے کملا پر سختی کر دی تھی اور باہر نکلنے پر پابندی لگادی تھی اسے بابا سے کچھ نفرت سی ہونے لگی تھی۔ اس کے لیے اس نے احتجاج بھی کیا تھا مگر ہری نے سختی سے ڈانٹ پلا دی تھی۔ کملا ایک قیدی کی طرح اپنے گھر میں بند رہتی تھی۔ وہ اندر ہی اندر ہی کڑھتی رہی۔ وہ اڑنا چاہتی تھی مگر اس کے دونوں پنکھ کاٹ دیئے گئے تھے۔ وہ اکثر سوچا کرتی کیا میں جوان ہو گئی اور اگر ایسا ہے تو کیا یہ جرم ہے۔ وہ اداس اور خاموش رہنے لگی اور ایک دن کملا بیمار پڑ گئی۔ پہلے تو ہلکا ہلکا بخار رہنے لگا پھر یہ بخار بڑھتا ہی گیا۔ ہری کو کملا کی طرف سے سخت فکر ہو گئی۔ اس کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ کسی بڑے ڈاکٹر سے علاج کرا سکے۔ اس نے گاؤں کے ایک وید کو دکھلایا مگر اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اس کے پاس جتنے پیسے جمع تھے سب خرچ کر چکا تھا اور اب تو فاقہ کی نوبت آپہنچی تھی۔ وہ کس کے پاس جاتا اور کس سے پیسے مانگتا۔ گاؤں میں کوئی ایسا فرد نہیں تھا۔ اس کی ہمت اب جواب دے چکی تھی۔ وہ کملا کی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا لیکن وہ اپنی بیٹی کی جان بچانے کے لیے اپنی جان کی بازی لگانے کو تیار تھا۔ اس کے ذہن میں معاً یہ خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ وہ ٹھاکر گجندر سنگھ کے پاس جائے اور روپے کے لیے درخواست کرے ممکن ہے کہ ٹھاکر اس کی مدد کر دے اور پھر کملا کا علاج کسی اچھے ڈاکٹر سے کرا سکے۔ وہ جانتا تھا کہ ٹھاکر لاکھ برا سہی مگر اس کے دل میں بھی رحم اور ہمدردی کا کچھ حصہ موجود ہے لیکن دوسری طرف اس کے وحشیانہ اور بھیڑیا جیسے کردار کو سوچ کر اس کا دل کانپ گیا اور اس نے اپنے دل میں کہا۔ نہیں نہیں وہ ہرگز اپنی بیٹی کے بارے میں اس سے کچھ نہیں کہے گا۔

ہری بہت پیچ و تاب میں تھا۔ کملا دن بدن کمزور ہوتی جا رہی تھی اس کا بخار کم نہیں ہوتا تھا اور ایک دن وید جی نے جواب دے دیا اور بڑے ڈاکٹر سے دکھلانے کا مشورہ دیا۔

ہری کے سامنے اب بس ایک ہی راستہ تھا کہ وہ ٹھاکر کے پاس جائے۔ وہ مرتا کیا نہ کرتا ٹھاکر کے پاس پہنچا اور اس سے سارا حال بیان کیا۔ ٹھاکر گجندر سنگھ نے پہلے تو کچھ پس و پیش کیا پھر اس نے ہری کو پانچ سو روپے دے دیئے۔ ہری کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اس کی بیٹی کی جان اب بچتی دکھائی دے رہی تھی وہ کملا کو لے کر شہر پہنچا اچھے ڈاکٹروں سے علاج کرایا اور پھر کملا دھیرے دھیرے اچھی ہوتی گئی اور کچھ دنوں بعد وہ بالکل بھلی چنگی ہو گئی

ہری اب دن رات اس فکر میں تھا کہ ٹھاکر کے پیسے کسی طرح وصول ہو جائیں مگر وہ اپنی کوششوں میں ناکام رہا۔ اس طرح پانچ سال بیت گئے مگر ٹھاکر گجندر سنگھ کا بقایا وصول نہیں ہو سکا۔ اسے ٹھاکر کے سامنے حاضر ہونے میں بھی شرم اور جھجک محسوس ہوتی تھی۔ مگر ایک دن ٹھاکر سے اس کا سامنا ہو ہی گیا۔

"کہو ہری کیا حال ہے؟"

ہری نے شرم سے نگاہ جھکاتے ہوتے جواب دیا

"سب ٹھیک ہے مالک آپ کی کرپا سے"

"تم کو یاد ہے ہری تم نے مجھ سے پانچ سو روپے اپنی بیٹی کے علاج کے لیے لیئے تھے؟

ٹھاکر کے اس سوال سے ہری کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے اوپر منوں مٹی ڈال دی گئی ہو۔ اس نے دھیرے

سے کہا۔

”مالک سب یاد ہے میں کوشش میں ہوں کہ آپ کو جلد سے جلد پیسے لوٹا دوں لیکن کیا کروں مالک پیسہ بچتا نہیں۔“

ٹھاکر کچھ سوچ میں پڑ گیا اور پھر جواب دیا۔ ”تم کھیتوں پر کملا اور اس کی ماں کو بھی بلا لیا کرو اس طرح مزدوری زیادہ ہو جایا کرے گی۔ میرے پیسوں کا فکر مت کرو جب ہو جائے دے دینا۔“

ہری، ٹھاکر گجندر سنگھ کی بات سن کر سوچ میں پڑ گیا پھر بولا۔ ”جیسا حکم سرکار کا لیکن کملا کی صحت ایسی نہیں جو وہ کام کر سکے اس لیے اس کی ماں کو کل سے کھیتوں پر ساتھ لے جایا کروں گا۔“

دوسرے دن سے کملا کی ماں ہری کے ساتھ کھیتوں پر جانے لگی۔ ہری کو ٹھاکر کے پیسوں کی بڑی فکر تھی اس لیے زیادہ سے زیادہ محنت مزدوری کر کے پیسے جمع کرنا چاہتا تھا۔ ٹھاکر کا قرض اس کے لیے بوجھ بن گیا تھا۔

ایک دن ہری اپنی بیوی کے ساتھ کھیتوں پر گیا ہوا تھا۔ کملا گھر میں اکیلی تھی معمول کے مطابق وہ دونوں ہر روز اسی طرح کھیتوں پر جایا کرتے تھے۔ دھان کی کٹنی شروع ہو گئی تھی اس لیے اس دن رات گئے گھر لوٹا۔ گھر واپس آنے پر اس کملا کو پکارا مگر جب کوئی جواب نہیں ملا تو اس کے جسم میں ایک سنسنی دوڑ گئی، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اس نے گھر کا کونہ کونہ چھان مارا مگر کملا کا کہیں پتہ نہیں چلا۔ جس کا ڈر اس کے دل میں ہر وقت رہتا تھا وہ آج ہو ہی گیا کملا ٹھاکر کے ہوس کی بھینٹ چڑھ گئی ہو گی اور دوسرے ہی لمحے گاؤں کے ایک شخص نے تصدیق بھی کر دی۔ ہری کی حالت پاگلوں جیسی ہو رہی تھی۔ پھر ہری اس حادثہ کے بعد گاؤں چھوڑ کر خاندان سمیت کہاں چلا گیا کسی کو پتہ نہ تھا۔

اس واقعہ کو بیس سال بیت گئے۔ اور جب آج ٹھاکر گجندر سنگھ بنارس کے ایک کوٹھے پر پہنچا تو چمپا بائی نے اس کو دیکھتے ہی آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔ وہ مسلسل بولے جا رہی تھی۔

”ہاں ٹھاکر میں ویشیا ہوں اس لیے میری کوئی عزت نہیں۔ مگر اس عزت کو کس نے مٹی میں ملایا۔ میں کوٹھے پر کیوں بٹھائی گئی۔ سماج نے مجھے کیوں ٹھکرایا اور میری عزت کیوں نیلام ہو گئی۔ بیس برس پہلے وہ دن یاد ہے جب تم نے کملا نام کی ایک شریف لڑکی کے ساتھ اپنی ہوس کی آگ بجھائی تھی اس غم میں اس کا باپ بھی چل بسا تھا — وہ کون تھی — اور مجھے پہچانتے ہو میں کون ہوں — ؟ تو سن لو وہ میری ماں تھی میں اسی گناہ کا پھل ہوں — اور میں ہوں تمہاری بیٹی چمپا۔“

ٹھاکر گجندر سنگھ چمپا بائی کا یہ جملہ سن کر تڑپ اٹھا ایک ناقابل برداشت دھماکہ اس کی قوت سماعت کو ریزہ ریزہ کر گیا اور وہ وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

(پٹنہ سے نشر)

ابوالکلام عزیزی
اے-۶۔ راجندر نگر، پٹنہ-۱۶-۸۰۰۰

افسانہ

کالے گلاب کی خوشبو

شمیم یزدانی

خاندان کی عدالت میں شکیل میاں کی پیشی بڑے زور وں میں چل رہی تھی۔ چاروں طرف سے ان پر یلغار ہو رہی تھی لیکن اپنی صفائی میں ایک لفظ بھی زبان سے نکالے بغیر وہ خاموش بیٹھے جیسے اس سارے ڈرامے سے ان کا کوئی تعلق نہ ہو ایسا نہیں تھا کہ ان کے پاس ان الزامات کا کوئی جواب نہ ہو — جواب ہی نہیں وہ تو جوابی الزامات بھی عائد کر سکتے تھے مثلاً ...... وہ کہہ سکتے تھے — کہ بزرگوں کی رضا کو اپنی رضا پر فوقیت دے کر انھوں نے عشرت سے شادی کی تھی حالانکہ انجام سے وہ بخوبی واقف تھے۔

وہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ — تین سال سے بزرگوں کے غلط انتخاب سے وہ سمجھوتا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ سوچ کر کہ عشرت کی بے لچک فطرت شاید کچھ بدلے لیکن اس نے اپنی ناسمجھی سے سمجھوتے کی ساری راہیں محدود کر دی ہیں۔

وہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ — شادی سے انکار نہ کر کے انہوں نے ابا میاں کو تو زہر کھانے سے تو بچا لیا لیکن وہی زہر گھونٹ گھونٹ وہ خود تین سال سے پی رہے ہیں — اور یہی نہیں۔ ہر طرح سے ان کو بھی یہ حق پہونچتا ہے کہ اب وہ کسی عورت کو پرکھنے کے بعد اپنا ہم سفر بنا لیں اور یہ ثابت کر دیں کہ عظمت خاندان میں نہیں بلکہ فطرت میں ہوتی ہے۔ وفا کشی نجیب الطرفین کی میراث نہیں ہے، خدا کسی کو بھی یہ نعمت عطا کر سکتا ہے — خواہ وہ عشرت ہو یا روشن۔

لیکن — انھوں نے اس وقت کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ تو آج اس طوفان کو ٹال دینے کا تہیہ کیے ہوئے تھے اور ضبط کی آخری حد تک جانے پر تیار نظر آ رہے تھے ان کی اس مصلحت اندیشی کو ان کی کمزوری سمجھ لیا گیا تھا۔ بزرگ اور برابر والے ہی نہیں، چھوٹوں کے منہ میں بھی گز بھر کی زبان آ گئی تھی۔ رضیہ جو ان سے عمر میں کافی چھوٹی تھی بڑے ہی ناصحانہ انداز میں بول رہی تھی

”بھیا۔ آپ کو خاندانی عظمت کا کچھ تو پاس کرنا چاہیے۔ ایک ایسی عورت کو گھر میں ڈال لینا۔ اور اس سے وفا کی امید رکھنا آپ کی بہت بڑی نادانی ہے ....“

بیچ ہی میں رضیہ کے شوہر نے بات اچک لی ”میں پوچھتا ہوں آخر دلہن بھابی میں کیا خرابی تھی کہ اس ... عورت کو ان پر ترجیح دی گئی۔“

خالہ جان بھلا کیوں خاموش رہتیں، چاروں ... ناقدانہ نظریں ڈال کر انھوں نے بھی اپنا مشورہ داغ ... ”میری مانو تو اب بھی اس کلموہی کو چوٹی پکڑ کر باہر ... دو، دلہن جیسی وفا شعار بیوی قسمت سے ملتی ہے میاں ... — حالانکہ وہ یہ بالکل بھول گئیں کہ شکیل ... کے درد کا درماں ابھی پچھلے ہی سال انھوں نے خود یہ ... کیا تھا کہ اس ”دلہن جیسی وفا شعار بیوی کو“ طلاق د... وہ ان کی صاحبزادی کو چانس دیں تاکہ خاندانی جائ... نہ جانے پائے۔

اماں بی نے ایسی ٹھنڈی سانس بھری جو ... الزامات پر بھاری پڑ گئی شکیل میاں خاموشی سے ا... باہر نکل گئے گویا انھوں نے سارے الزامات کا بھ... جواب دیدیا ہو۔

اچھن چچا جو ابھی تک خاموشی سے سگار پی ر... قہقہہ مار کر ہنس پڑے گویا ان کی فطری روشن خیالی ... لوگوں کی قدامت پسندی پر طنزیہ قہقہہ لگایا ہو وہ ... ہوئے بولے ”ملزم پولس حراست سے فرار ہو چکا ... اب آپ لوگ بھی جا سکتے ہیں۔“

سب لوگ شکیل میاں کو بھول کر چچا سے الجھ ... چچا ایک ماہر وکیل کی طرح اپنے موکل کا دفاع کرنے لگے ... بے لاگ دلیلوں سے کمرے کی فضا اور بھی بوجھل ہو گئی۔ ... گھٹن کی تاب نہ لا کر سب ہی ایک ایک کر کے کمرے سے ... گئے۔

اور اسی دن سے شکیل میاں کے خلاف سرد ج... آغاز ہو گیا۔ عشرت روٹھ کر اپنے مائکے چلی گئی۔ خیر اس ... شکیل میاں کی پرواہ ہوتی تو آج یہ نوبت ہی کیوں ... اچھن چچا کے علاوہ سارے لوگوں نے شکیل میاں ک... نظر انداز کر دیا وہ ایک اجنبی کی طرح اپنے ہی گھر میں ... ہو گئے۔ بے چارے بڑی پامردی سے حالات کا مقابل... تھے۔ جب بہت تھک جاتے تو روشن کی گھنیری زلف... سائے میں پڑ کر ہانپنے لگتے۔

ان کی بے بسی کو دیکھ کر روشن کا دل کٹ کٹ ...

اپنے کو اس سارے طوفان کا ذمہ دار سمجھتی تھی۔ کبھی کبھی تو سوچتی کہ اس المیہ ڈرامے کا کردار بننے سے وہ انکار کردے شکیل میاں کی محبت اور ان کی وفا کا استقلال اس پیروں کی بیڑی بن جاتا۔ خود اس کی وفا بھی اتنی کمزور ی نہ تھی کہ اتنا تناؤ بھی نہ سہار سکے لیکن خاندان سے کٹے ر شکیل میاں بجھ سے گئے تھے۔ جس کی خوشیوں کی خاطر ں نے اتنا بڑا فیصلہ کیا تھا وہ اپنی بچی کھچی خوشیوں سے بھی روم ہوجائے۔ یہ سوچ سوچ کر روشن کا احساسِ جرم مزید تر ہوتا جارہا تھا۔

ایک دن اپنا لہولہان احساس لیے شکیل میاں جب سیحائی کے لیے روشن کے کمرے میں پہونچے تو روشن کے بائے اس کے خط نے بڑی بے دردی کے ساتھ ان کا استقبال یا۔ انھوں نے جی جان سے روشن کی تلاش کرائی لیکن وشن دوبارہ ملنے کے لیے گئی ہوتی تو ملتی۔

اسی طرح ٹوٹتے بکھرتے شکیل میاں اپنی زندگی کے ئی ماہ کاٹ لے گئے۔ لیکن آخر کب تک؟ —— ایک دن سا پڑے کہ خاندان والوں کو بھی ان پر رحم آگیا۔ بڑی تندہی ے ان کی تیمارداری ہونے لگی۔ عشرت بھی بلائی گئی اور پنے تیروں سے وہ شکیل میاں کی مشکل آسان کرنے لگی ہ ایک جملہ اچھال دیتی

"آوارہ عورت بھلا ایک کی ہوکر کیسے رہ سکتی تھی"، اور شکیل میاں ساری ساری رات اسے سن کر تڑپتے رہتے لتے رہتے۔

آخر کار ایک لمبی جنگ کے بعد شکیل میاں کی زندگی نے وت سے سمجھوتا کر ہی لیا۔ عشرت عدت گزار کر اپنے گھر چلی گئی ور سال بھر کے اندر ہی کسی دوسرے "شکیل" نے شہنائیوں کی ونج میں اس کی ڈولی دوبارہ اٹھوالی۔

دن گزرتے رہے۔ وقت ایک فیل بدمست کی طرح ھرتی کے سنگریزوں کو روندتا آگے بڑھتا رہا۔ صرف اچھن چچا ماتھوں نے دم توڑ دیا تھا ورنہ ہر چیز بدستور خوشبوؤں کی چاندنی میں نہاتی رہی۔ شکیل میاں کی دوسری برسی کے دن ب اچھن چچا ان کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے گئے تو کالے گلاب کے پودے کے نیچے قبر سے لپٹی ہوئی ایک عورت کی لاش نے ن کا استقبال کیا۔ وہ لاش روشن کی تھی۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اس نے زہر کھالیا تھا۔

اچھن چچا نے اس لاش کو بھی کالے گلاب کے پودے کے نیچے شکیل میاں کی قبر کے برابر ہی دفن کرادیا جب وہ ن دونوں قبروں پر فاتحہ پڑھ کر واپس لوٹ رہے تھے۔ تو انھوں نے دیکھا کہ گلاب کے پودے پر کھلے ہوئے دونوں پھول ہوا کے جھونکوں سے لہلہا کر ایک دوسرے کے گلے مل رہے ہیں جیسے برسوں کی بچھڑی ہوئی دو روحیں گلے لگ کر جدائی کی پیاس بجھا رہی ہوں انھیں محسوس ہوا کہ کالے گلاب کی خوشبو آج کچھ زیادہ بھینی ہے۔

سیم یزدانی (گورکھپور سے نشر)

اسٹار میڈیکل اسٹور، میاں بازار، گورکھپور

نیشنل پروگرام

لال گڈی جیارمن کا وائلن وادن

ہفتہ ۲ر اپریل رات ساڑھے نو بجے

لال گڈی کا تعلق سنت تیاگ راجا کی شِشیہ پرمپرا، سے ہے۔ آپ جتنے اچھے سولو فنکار ہیں اتنے ہی کامیاب سنگیت کار بھی ہیں۔ موسیقی سیکھنے کا آغاز انھوں نے ۱۲ر برس کی عمر میں ہی کردیا تھا۔ کرناٹک موسیقی کے تقریباً تمام نمایاں فنکاروں کے ساتھ سنگت کرنے کا فخر حاصل رہا ہے۔

ان کے فن میں موسیقی کا گہرا علم، اصل روحِ روایت کے ساتھ ساتھ ملتے ہیں۔ ان کی فنی عظمت کے اعتراف میں انھیں بہت سے اعزاز و خطاب بھی مل چکے ہیں۔

امرت حسین خاں کا ستار وادن: ۹ر اپریل رات ساڑھے نو بجے

امرت حسین خاں نے کلکتہ کے موسیقاروں کے ایک گھرانے میں آنکھ کھولی ستار وادن کے ابتدائی اسباق اپنے والد اور نامور فنکار مرحوم استاد عنایت خاں سے اور بعد میں اپنے بڑے بھائی ولایت خاں سے فنی باریکیوں کا علم حاصل کیا۔

الاپ میں راگ کا منظم استعمال اور تیز جود اور جھالا کا استعمال ان کے ستار وادن کی خصوصیات ہیں۔

ستار کے علاوہ امرت حسین خاں کو سربہار پر بھی مکمل عبور حاصل ہے۔

غلام حسین خاں کا گائن:

۵ر اپریل رات دس بجے

ملک کے نمایاں گائیک غلام حسین کا تعلق سہسوان/رامپور گھرانے سے ہے۔ موسیقی کی تعلیم اپنے والد مشتاق حسین خاں سے حاصل کی۔ اور اس کے علاوہ اپنے بڑے بھائی استاد اشتیاق حسین خاں سے بھی رہنمائی حاصل کی۔ خیال کے علاوہ غلام حسین خاں کو ٹپا اور ٹھمری گائیکی میں بھی مہارت حاصل ہے۔

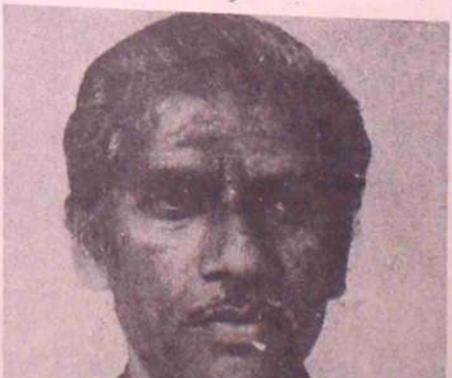

ستوتی ڈے کا سرود وادن

۱۲ر اپریل رات دس بجے

ستوتی ڈے نے محض ۴ر سال کی عمر میں ہی گائن اور طبلہ وادن کی تعلیم حاصل کرنا شروع کردی تھی۔ اپنے تعلیمی دور میں انھوں نے موسیقی میں بہت سے انعامات حاصل کیے۔

الاپ، جود اور جھالا کی مدد سے موسیقی کی تخیلی اور منظم پرتوں کو اجاگر کرنا ان کے فن کی انفرادی خصوصیت ہے۔

ہم تمام رکاوٹوں کو پار کر سکتے ہیں.

نویں ایشیائی کھیلوں کی میزبانی میں بھارت کو جو شاندار کامیابی ہوئی ہے، اس نے اس سے متعلق تاریک پہلو دیکھنے والوں کے تمام خدشے باطل کر دیئے ہیں۔ اس کا راز کیا ہے؟

"واضع مقصد اور ڈسپلن کے احساس کے ساتھ سخت محنت"

یہ وہ یادگار اور فرض آگاہ نعرہ ہے جو وزیر اعظم اندرا گاندھی نے نیا 20 نکاتی پروگرام شروع کرتے وقت قوم کو دیا تھا۔

اس احساس کے ساتھ مل جل کر کام کرتے ہوئے ریکارڈ مدت میں عالی شان اسٹیڈیم تعمیر کئے اور باکمال صلاحیت کے ساتھ کھیلوں کا انتظام کیا۔

جو کچھ ہم نے ایشیاڈ کے لئے کر دکھایا
وہی کچھ پانچ سالہ منصوبے اور 20 نکاتی پروگرام
کے لئے بھی کر سکتے ہیں۔

آیئے ہم سب مل جل کر اپنے وطن کو مضبوط بنائیں

82/586

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷ء۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰ء۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸ء۷۰ میٹر (۶۱۶۰ کلو ہرٹز)

سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
صبح گاہی
خبریں
شہر صبا
پرانی فلموں سے
شمع فروزاں
ساز سنگیت (سازینہ)
گذشتہ شب ۹۔۰۰ کی
دوبارہ نشریات (بجز جمعہ)
جمعہ :۔ ہم سے پوچھئے
(I, III, V)
کتابوں کی باتیں
(II, IV)
۷۔۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۸۔۰۰ آپ کی فرمائش
۹۔۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ/اتوار)
جمعہ/اتوار : آؤ بچو!
۹۔۰۵ آپ کی فرمائش
۹۔۱۵ لوک گیت (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ/اتوار آؤ بچو!
ہفتہ : گیت اپنے دیش کے
(حب الوطنی کے نغمے)
۹۔۳۰ خبروں کا خلاصہ
۹۔۳۲ کلاسیکی موسیقی
(بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ : آپ کے خط آپ کے گیت
ہفتہ : ہلکی کلاسیکی موسیقی
اتوار : چلتے چلتے
۱۰۔۰۰ اختتام

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷ء۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰ء۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱ء۱۰ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
پروگراموں کا خلاصہ
خبروں کا خلاصہ
اتوار : آپ کا خط ملا
پیر : دھنک (I)
نگاہ انتخاب (III, V)
میری نظر میں (II, IV)
منگل : بھگتی گیت
(I, III, V)
فلمی قوالیاں (II, IV)
بدھ :۔ سب رس
جمعرات :۔ دھوپ چھاؤں
جمعہ :۔ مشاعرہ (I)
۳ بجے تک
سات سوال (II, IV)
کہانی ایک گیت کی (III, V)
ہفتہ :۔ گیتانجلی
(I, III, V)
گیت آپ کے شہر ہمارے
(II, IV)
۱۲۔۳۰ اتوار : کہکشاں (I)
محفل (II)
گیتوں بھری کہانی (III)
غیر فلمی غزلیں (IV)
رنگ محل (V)
پیر : دھنک (نگاہ انتخاب)
(جاری) (I, III, V)
راگ رنگ (II, IV)
منگل : نغمہ و تبسم
(I, III, V)
گیت سے گیت (II, IV)
بدھ : بزم خواتین
جمعرات : حرف غزل
جمعہ : مشاعرہ (I) جاری
پچمٹ (III, V)
یادیں بن گئیں گیت
(II, IV)
ہفتہ : بزم خواتین
۱۵۔۰۰ اتوار : قوالیاں (فلمی)
(I, III)
غیر فلمی قوالیاں (II, IV)
رنگ محل (V) جاری
پیر : سازینہ
منگل : نئی نسل نئی روشنی
بدھ : فلمی دنیا (II, IV)
رنگا رنگ (دوبارہ) (I, V)
بات ایک فلم کی (III)
جمعرات : غیر فلمی قوالیاں
(I, III, V)
ایک فنکار (II, IV)
جمعہ : آواز دے کہاں ہے
ہفتہ : پھر سنئے
۱۵۔۳۰ آپ کی پسند
۱۶۔۰۰ جہاں نما (بجز اتوار)
اتوار : آپ کی پسند (جاری)
۱۶۔۱۰ آپ کی پسند (جاری)
۱۶۔۳۰ تبصرہ/ہفتہ بھر کی پارلیمانی کارروائی
۱۶۔۳۵ آپ کی پسند (جاری)
۱۶۔۵۰ خبریں ۔۔ ۱۷۔۰۰ اختتام

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷ء۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۹۱ء۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
خبریں
پروگراموں کا خلاصہ
سازینہ
(منگل، بدھ، جمعرات، جمعہ)
آہنگ نظم (پیر، ہفتہ)
آواز دے کہاں ہے (اتوار)
(گذشتہ جمعہ کی مکرر نشریات)
جہاں نما (بجز اتوار)
اتوار : آواز دے کہاں ہے (جاری)
حسن غزل
ساز اور آواز (بجز جمعرات)
جمعرات : ڈرامہ/خواب زار
۹۔۰۰ اتوار : کھیل کھلاڑی
(بجز پانچواں اتوار)
پانچواں اتوار : اردو دنیا
پیر : کلام شاعر
منگل : تقریر
بدھ : شہر نامہ (I & III)
دلی ڈائری (II & IV)
شہ پارے (V)
جمعرات : ڈرامہ/خواب زار
(تسلسل)
جمعہ : تقریر
ہفتہ : ریڈیو نیوز ریل
۹۔۱۰ آبشار (بجز جمعرات)
جمعرات : ڈرامہ/خواب زار
(تسلسل)
۹۔۳۰ اتوار : گجر بن کا رے
پیر/جمعہ : غیر فلمی قوالیاں
منگل : علاقائی نغمے
جمعرات : ڈرامہ (تسلسل)
جمعہ : جیون درپن
(I, III)
افسانہ (II, IV)
صدائے رفتہ (V)
ہفتہ : منظر پس منظر
(اردو اخبارات پر مبنی)
۹۔۴۵ خبریں
۹۔۵۵ تاریخ ساز (مکرر نشریات)
۱۰۔۰۰ اتوار : رنگا رنگ (I, V)
دریچہ (II, IV)
ایک راگ کئی روپ (III)
پیر
داستان ایک شہر کی (I)
اظہار خیال (II)
فیچر (III)
ایک ہی فلم کے گیت (IV)
شکریہ کے ساتھ (V)

منگل : کھیل کے میدان سے
(I, III)
سائنس میگزین (II, V)
مشاعرہ (IV)
بدھ
ریڈیو دوستی (I, III)
کہانی سنگیت کی (II, IV)
اس سہ ماہی میں تھیٹر (V)
جمعرات : ادبی نشست (I)
آئینہ (II, IV)
جمال ہم نشیں (III)
ماضی کے دریچے (V)
جمعہ : روبرو
ہفتہ : نئی نسل نئی روشنی
۱۰۔۱۵ خط کے لیے شکریہ
(بدھ - ہفتہ وار)
۱۰۔۳۰ تعمیل ارشاد
۱۱۔۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱۔۰۵ تعمیل ارشاد (تسلسل)
۱۱۔۲۵ شمع فروزاں (مکرر نشریات)
۱۱۔۳۰ بزم موسیقی
۱۲۔۰۰ خبریں
۱۲۔۰۵ بزم موسیقی (تسلسل)
۱۲۔۳۰ نور و نغمہ (قوالیاں)
۱۲۔۵۸ اگلے دن کے پروگراموں کا خلاصہ
۱۔۰۰ اختتام

جمعہ یکم اپریل

صبح

۵۔۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن مع تشریح
از قاری عبداللہ سلیم
نعت خوانی : وسیم بریلوی
۶۔۲۵ شہر صبا
گڈ فرائیڈے کے موقع پر خصوصی
نغمے (کورس)
۷۔۳۰ ساز سنگیت
امجد علی خاں
سرود پر راگ اہیر بھیروں

رات

۸۔۳۰ حسن غزل
مجدد نیازی : شوکت پردیسی
کا کلام
۱۱۔۳۰ بزم موسیقی
مرحوم استاد امیر خاں
خیال مالکونس
امجد علی خاں
سرود پر راگ بیہاگ

ہفتہ ۲ اپریل

صبح

۵۔۴۵ صبح گاہی
نعت : ولی آسی
قوالی : طالب حسین سلطانی اور ساتھی
شبد
۶۔۲۵ شہر صبا
مقبول حسین
میر تقی میر اور سودا کا کلام
یاسمین
حضرت امیر خسرو اور بہادر شاہ ظفر
کا کلام
۷۔۳۰ ساز سنگیت
عبدالحلیم جعفر خاں
ستار پر راگ آراج
۹۔۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
منیر خاتون بیگم : ٹھمری بھیروی
منور علی خاں : دادرا بھیروی

دوپہر

۲۔۳۰ بزم خواتین
ہم اور ہمارا گھر (گھر کی سجاوٹ)
تقریر از پرمیلا مہرہ
غزل
خطوں کے جواب

رات

۸۔۳۰ حسن غزل
مومن اور غالب کا کلام
۸۔۴۵ ساز اور آواز
۱۱۔۳۰ بزم موسیقی
مرحوم استاد بڑے غلام علی خاں
خیال درباری کانہرہ
عبدالحلیم جعفر خاں
ستار پر راگ شاہی کیدارہ

اتوار ۳ اپریل

صبح

۵۔۴۵ صبح گاہی
قوالیاں : واحد نظامی اور ساتھی
۶۔۲۵ شہر صبا
اقبال بانو
داغ اور فانی کا کلام
چندن کمار داس
حفیظ جالندھری اور اقبال کا کلام
۷۔۳۰ ساز سنگیت
برج بھوشن لال کابڑا
گٹار پر راگ بلاول

رات

۹۔۳۰ گجر بن کا رے
استاد نزاکت علی خاں
ٹھمری کافی
۱۱۔۳۰ بزم موسیقی
استاد نزاکت علی خاں
خیال للگن کونس
برج بھوشن لال

گٹار پر راگ ایمن

پیر ۴ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت خوانی از واجد سحری

قوالی

محمد سلیم قوال اور ساتھی

شبد

۶-۲۵ شہر صبا

سیما شرما

جاں نثار اختر، عمر انصاری

اور مخمور سعیدی کا کلام

ہلال احمد

حسن نعیم اور مخدوم محی الدین

کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

رام جی لال شرما

پکھاوج پر چوتال

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

امینہ رائے

خیال بلاس خانی توڑی

دوپہر

۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

پنڈت ایودھیا پرساد

پکھاوج

رات

۸-۳۰ حسن غزل

سیما شرما

اشک دہلوی اور شمیم جے پوری

کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

امینہ رائے

خیال نٹ چندرہ

رام جی لال شرما

پکھاوج پر دھمار اور سُر تال

منگل ۵ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

قوالیاں ہاشنکر شمبھو قوال

اور ساتھی

۶-۲۵ شہر صبا

ہیمنت کمار

فیاض ہاشمی اور ایس ایچ بہاری

کا کلام

سریندر کور

صبا افغانی اور شکیل کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

این راجن: وائلن پر

دیوگری بلاول

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

بنگاری بائی: خیال و بھاس

رات

۸-۳۰ حسن غزل

سریندر کور: غزلیں

۸-۴۵ ساز اور آواز

۱۰-۰۰ کھیل کے میدان سے

۱۱-۰۰ بزم موسیقی

بنگاری بائی

خیال حسینی کانہرہ

این راجن

وائلن پر راگ بیہاگ

بدھ ۶ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت خوانی، غلام رسول نازکی

قوالی: سعادت حسین

اور ساتھی

بھجن

۶-۲۵ شہر صبا

نیلم ساہنی

جاں نثار اختر اور رفعت سروش

کا کلام

ستیش ببر

غلام ربانی تاباں، حسن کمال

اور فراق گورکھپوری کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

ستیش پرکاش قمر

شہنائی پر راگ بیراگی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

استاد چاند خاں

خیال جون پوری

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

رنگ روپ میں غذا کی اہمیت

تقریر

از ڈاکٹر ریکھا مالویہ

گیت: دستر خوان

۳-۰۰ رنگارنگ کی دوبارہ نشریات

رات

۸-۳۰ حسن غزل

نیلم ساہنی

سیماب اور اقبال کا کلام

۱۰-۰۰ ریڈیو دوستی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

ستیش پرکاش قمر

شہنائی پر راگ باگیشری

استاد چاند خاں

خیال بھگڑا

جمعرات ۷ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

قوالیاں

عزیز احمد خاں وارثی اور ساتھی

۶-۲۵ شہر صبا

وندنا واجپئی

علی سردار جعفری، مجاز

اور بیخود دہلوی کا کلام

چندر شیکھر چکرورتی

نذیر بنارسی اور

نریش کمار شاد کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

برہم سروپ سنگھ

وچتر وینا پر راگ جوگیہ

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

دیپالی ناگ

آلاپ اور خیال رام سکھ

رات

۸-۳۰ حسن غزل

چندر شیکھر چکرورتی

نذیر بنارسی اور شکیل کا کلام

۸-۴۵ ڈرامہ

۱۰-۰۰ ادبی نشست

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

برہم سروپ

وچتر وینا پر راگ مال کونس

دیپالی ناگ

آلاپ اور خیال جے جے ونتی

جمعہ ۸ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

تلاوت قرآن مع تر...

از قاری محمد حشام صد...

نعت خوانی

بشیر احمد اور ساتھی...

۶-۲۵ شہر صبا

نینا دیوی

حفیظ جالندھری، مج...

اور امیر مینا...

وی پی دھر

شاد عظیم الدین اور قیص...

کا کلا...

۷-۳۰ ساز سنگیت

استاد علی اکبر خاں...

رات

۸-۳۰ حسن غزل

نینا دیوی: غزلیں

۹-۳۰ افسانہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

استاد فیاض خاں...

الاپ اور خیال...

استاد علی اکبر خاں...

سرود پر راگ دیس...

ہفتہ ۹ اپریل

صبح

۵-۲۵ صبح گاہی

نعت خوانی: طیبہ انجم...

قوالی: عبداللطیف قوال...

شبد

۶-۲۵ شہر صبا

معین الدین

شمیم جے پوری اور جشا...

کا کلا...

نسیم بانو

میر مہدی مجروح او...

مومن کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

برام پاٹھک

ستار پر راگ بھی...

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی

بہادر پرشاد

ٹھمری بھیرویں اور دا...

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

کیا عورت کے لیے ملا...

ضروری ہے
مباحثہ : شرکار
عزیزہ امام، پربھجیت کلر کرنی
منورما دیوان اور موہنی انجم

حسن غزل
معین الدین
خاکر اور فانی کا کلام
بزم موسیقی
گنگا پرشاد پاٹھک: خیال ہمیر
بلرام پاٹھک: ستار پر راگ
ایمن کلیان

اتوار ۱۰ اپریل

صبح گاہی
قوالیاں
افضل اقبال قوال اور ساتھی
شہر صبا
احمد حسین محمد حسین
ممتاز مرزا اور عتیق حنفی کا کلام
قمر جہاں
شاذ تمکنت، امیر احمد خسرو کا کلام
سازسنگیت
گوپال سنگھ: گٹار پر راگ توڑی

بجربن کارے
پدماوتی شالگرام
ٹھمری کافی
بزم موسیقی
پدماوتی شالگرام : خیال
گوپال سنگھ
گٹار پر راگ شنکرہ اور آدانہ

پیر ۱۱ اپریل

صبح گاہی
نعت خوانی : شہریار پرویز
قوالی : اگن قوال اور ساتھی
شبد
شہر صبا
شیلا گلوادی
جاں نثار اختر اور فیض کا کلام
لچھمن داس سدھو
بشیر بدر، بیدم شاہ وارثی

اور غالب کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
ہیرالال : طبلے پر روپک تال
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
غلام تقی خاں : خیال رام کلی

دوپہر
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی
ہیرالال : طبلہ

رات
۸-۳۰ حسن غزل
شیلا گلوادی
جگر اور شفق کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ہیرالال (دلّی پورب اور آگرہ)
طبلے پر تین تال
غلام تقی خاں : خیال مالکونس

منگل ۱۲ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں
بہارالدین قطب الدین وساتھی
۶-۲۵ شہر صبا
اوشا ٹنڈن
بیکل اتساہی، شمیم فاروقی
اور جگر کا کلام
ترلوک کپور
بشیر بدر، دِل لکھنوی اور
صبا افغانی کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
پی۔ ڈی۔ سپت رشی
وائلن پر راگ جون پوری
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
حسین بخش
خیال گن کلی

رات
۸-۳۰ حسن غزل
اوشا ٹنڈن اور راحت علی
سعید اختر اور کیلاش دہلوی
کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
حسین بخش
خیال راگیشری
پی۔ ڈی۔ سپت رشی
وائلن پر راگ
بوریا کلیان

بدھ ۱۳ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی
نثار حسین شاہ جہاں پوری
قوالی : غلام صابری اور ساتھی
بھجن
۶-۲۵ شہر صبا
اُرملا ناگر
جگن ناتھ آزاد، غلام ربانی تاباں
اور اقبال کا کلام
تاج احمد
مجروح اور مجاز کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
استاد بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی پر راگ جون پوری
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
امتیاز علی خاں ریاض خاں
خیال اور ترانہ میاں کی توڑی

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
جہیز اور سماج
تقریر از صالحہ اکرم
گیت : کام کی باتیں

رات
۸-۳۰ حسن غزل
ارملا ناگر
نوح ناروی کا کلام
۱۰-۰۰ کہانی سنگیت کی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
امتیاز علی خاں ریاض خاں
خیال اور ترانہ مدھ کلیان
استاد بسم اللہ خاں اور ساتھی
چھایا نٹ اور
شہنائی پر مالکونس

جمعرات ۱۴ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
انعام اللہ قوال اور ساتھی
۶-۲۵ شہر صبا
شانتی ہیرانند
کیفی اعظمی، آل رضا اور
حامد لکھنوی کا کلام
راجندر مہتہ
ساحر ہوشیارپوری کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
مصطفٰے رضا: وچتروینا پر راگ ہمیر
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ایرن رائے چودھری
خیال بگری توڑی

دوپہر
۲-۳۰ حرفِ غزل : غزلوں پر مبنی
خصوصی پروگرام (معہ تشریح)

رات
۸-۳۰ حسن غزل
شانتی ہیرانند
چکبست اور جلیل مانک پوری کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مصطفٰے رضا
وچتروینا پر راگ راگیشری
ایرن رائے چودھری
خیال مالکونس

جمعہ ۱۵ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن معہ تشریح
از قاری فرید احمد
نعت خوانی از صبا افغانی
نعتیہ کلام
۶-۲۵ شہر صبا
منیر خاتون بیگم
قدیر لکھنوی اور سراج لکھنوی کا کلام
محمد ظفر : خمار بارہ بنکوی اور
اصغر گونڈوی کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت : شرن رانی
سرود پر راگ جوگیہ

رات
۸-۳۰ حسن غزل
منیر خاتون بیگم
میر اور غالب کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
کمار گندھرو
خیال جے جے ونتی
شرن رانی
سرود پر راگ جے جے ونتی

دہلی

میڈیم ویو
دہلی الف ۳۶۶۰۳ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز
دہلی ب ۲۹۲۰۹ میٹر ۱۰۲۶ کلو ہرٹز
دہلی ج ۲۱۹۰۳ میٹر ۱۳۷۰ کلو ہرٹز
دہلی د ۲۳۰۰۹ میٹر ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

شارٹ ویو
[illegible]

خبریں

دہلی الف: خبریں
ہندی/انگریزی: صبح ۷-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، ۲-۱۰ شام ۵-۰۰ (سوالی) شام ۵-۰۶، ۵-۵۰، ۶-۰۰ (علاقائی)
رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵ (عالمی) انگریزی: دوپہر ۲-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ) پنجابی: دوپہر ۱-۳۰
دہلی ب: ہندی: دوپہر ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے) انگریزی: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰ دوپہر ۱-۰۰، ۲-۳۰ (دھیمی رفتار سے)
شام ۴-۰۰، ۷-۰۰، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (عالمی) پنجابی: صبح ۸-۳۰، شام ۷-۳۰ ہندی نیوز لیٹر: صبح ۹-۰۰ بجے
دہلی د: ہندی: شام ۷-۳۰ انگریزی: رات ۹-۱۵ کھیل کود: شام ۷-۰۰ (ہندی) رات ۸-۰۰ (انگریزی)

جمعہ یکم اپریل

دہلی الف

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
منّی پرساد: گائن
۱۱-۰۲، سہ پہر ۵-۴۰
اشتیاق حسین خاں، سارنگی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
پرپنچم سیتارام: بانسری

دہلی ب

صبح

۷-۰۰ استاد علاؤالدین خاں: سرود
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پروین سلطانہ: گائن
۷-۵۰ سنگم: تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
سنگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
پرپنچم سیتارام: بانسری

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
دینا ناتھ: گیت، بھجن اور غزلیں
۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین

ہفتہ ۲ اپریل

دہلی الف

صبح

۸-۱۰، سہ پہر ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
امرناتھ: بانسری
۱۱-۰۲ رسولن بائی: ٹھمری، دادرا
۱۱-۳۰ اجیت سنگھ پینتل: گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتھتی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی
لال گڈی جے رمن: کرناٹک گائن

دہلی ب

صبح

۷-۰۰ کمارگندھرو: بھجن
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نزاکت علی سلامت علی: گائن
۷-۵۰ سنگم: ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
سنگم سنگیت
۳-۳۰ اجیت سنگھ پینتل: گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ اورگیٹ ٹونائٹ

اتوار ۳ اپریل

دہلی الف

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰
اتیندر کمار موشترا: سرود
۱۰-۰۰ سمتی مٹانگر: گائن
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت
جی۔ وٹیدھی: گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ 'نیا نگر'، سلسلہ وار جھلکی
تحریر و پیشکش: چرنجیت
۲-۳۰ 'جنتا کا دشمن'
ہیزک ابسن کے ناٹک کا ہندی عکس از
کیشو پانڈے
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتکی
۹-۳۰، ۱۱-۰۰
نئی دہلی کے ماؤلنکر آڈیٹوریم میں منعقد
بھگتی سنگیت کی محفل کی ریکارڈنگ
کا انتخاب ۔

دہلی ب

صبح

۷-۰۰ رام نارائن: سارنگی
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ڈی وی پلسکر: گائن
۷-۵۰ سنگم: اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
سریش چندر گپتا، اتر پردیش
۳-۳۰ اتیندر کمار موشترا: س

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
انجلی بنرجی، غز
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۴ اپریل

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ اقبال احمد خاں: گائن
۱۱-۰۲ میرا پرساد: ستار
۱۱-۳۰ مشتری بیگم: گائن
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ 'ذرا سی دھوپ'، ناٹک
تحریر: ہری مہتہ

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ شاستریہ سنگیت
۹-۰۰ سدبھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
اوما شنکر مشرا: ستار

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سنندا پٹنایک: گائن
۷-۵۰ سنگم: سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گ

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
سنگم سنگیت
۳-۳۰ مشتری بیگم: ٹھمری

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
چندرکانتا گندھرو: ملنا
غز
۹-۳۰ 'ایکیو پکچیر'، انگریزی میں

منگل ۵ اپریل

دہلی الف

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰

علاؤالدین خاں : اسراج

۱۱ - ، سہ پہر ۴۰ - ۵
وسنت ٹھکار : گائن

۱۱ بلدیو کرشنا : جلترنگ

دوپہر

۱۲ - لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت

۵ - گیان وگیان

رات

۸ اڈیوگ منڈل

۹ - 'چراغ اور سائے' ، ناٹک
تحریر : محمد علی لون

۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی
غلام حسین خاں : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷ - سنگیت سوربھی
پنڈت اودکار ناتھ ٹھاکر : گائن

۷ - سنگم : بنگلہ گیت

۹ - لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳ - ، ۰۲ - ۴
سگم سنگیت

۳ - علاؤالدین خاں : اسراج

شام

۶ - ، ۴۵ - ۸
گھنشام داس : گیت ، غزلیں

۹ - نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

بدھ ۶ / اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۸ - ، ۳۰۰ - ۱۱ ، رات ۰۰ - ۹
امرناتھ : گائن

۱۱ - ، سہ پہر ۴۰ - ۵
بھیم سنگھ : کلارنٹ

دوپہر

۱۲ - لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت

رات

۸ - 'نیانگر' ، جھلکی
تحریر : چرنجیت

۸ - وگیان آلوک

۹ - چرچا کا وشیہ ہے

۱۰ - ۰۰ آپکی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
وسنت راؤ دلیش پانڈے : گائن

۷ - ۵۰ سنگم : گجراتی گیت

۹ - ۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳ - ۱۵ ، ۰۲ - ۴
سگم سنگیت

۳ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
گومتی شوارمن : گائن

۵ - ۴۰ ایرانگم : گیت ، بھجن ، غزلیں

رات

۹ - ۳۰ پروگرام آن ورلڈ ہیلتھ ڈے

جمعرات ۷ / اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۸ - ۱۰ ، ۳۰۰ - ۱۱ ، رات ۰۰ - ۹
جگن ناتھ بچھروال : شہنائی

۱۱ - ۰۲ ساہیری سین : گائن

دوپہر

۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت

۵ - ۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸ - ۱۵ ہندی تقریر

۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام : علاقائی موسیقی

۱۰ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
کے۔ سبھین : وینا

دہلی 'ب'

صبح

۷ - ۲۰ سنگیت سوربھی
بھیم سین جوشی : گائن

۷ - ۵۰ سنگم : مراٹھی گیت

۹ - ۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر

۳ - ۱۵ ، ۰۲ - ۴
سگم سنگیت

۳ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
کے۔ سبھین : وینا

شام

۶ - ۴۵ ، ۴۵ - ۸
اندرنارائن : گیت ، بھجن اور غزلیں

۹ - ۳۰ ورس اینڈ والٹس

جمعہ ۸ / اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۸ - ۱۰ ، ۳۰۰ - ۱۱ ، رات ۰۰ - ۹
ایل کے پنڈت : گائن

۱۱ - ۰۲ ، سہ پہر ۴۵ - ۵
چندن رائے : سرود

دوپہر

۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

۵ - ۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸ - ۰۰ گاندھی چرچا

۸ - ۱۵ اولوکن

۹ - ۳۰ 'بندھن' ، ناٹک
تحریر : وی پی دیکشت بتک

۱۰ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
درگا بالاسبرامنیم : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷ - ۰۰ روی شنکر : ستار

۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
استاد بڑے غلام علی خاں : گائن

۷ - ۵۰ سنگم : تیلگو گیت

۹ - ۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳ - ۱۵ ، ۰۲ - ۴
سگم سنگیت

۳ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
درگا بالاسبرامنیم : گائن

شام

۶ - ۴۵ ، ۴۵ - ۸
کمل سنہپال : گیت ، بھجن ، غزلیں

ہفتہ ۹ / اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۸ - ۱۰ ، سہ پہر ۴۰ - ۵ ، رات ۰۰ - ۹
شفیع احمد : گائن

۱۱ - ۰۲ دیا شنکر و ساتھی : شہنائی

۱۱ - ۳۰ امرت حسین خاں : گائن

دوپہر

۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸ - ۰۰ سواستھ رکھشا

۸ - ۱۵ آج کے اتیتھی

۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی
امرت حسین خاں : ستار

دہلی 'ب'

صبح

۷ - ۰۰ شوکمار شرما : سنطور

۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
کرشن راؤ شنکر پنڈت : گائن

۷ - ۵۰ سنگم : کنڑ گیت

۹ - ۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۳ - ۱۵ ، ۰۲ - ۴
سگم سنگیت

۳ - ۳۰ دیا شنکر و ساتھی : شہنائی

شام

۶ - ۴۵ ، ۴۵ - ۸
پرسار گیت

۹ - ۳۰ اور گیت لوٹ آئے

اتوار ۱۰ / اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۸ - ۱۰ پی ڈی ست رشی : وائلن

۹ - ۰۰ بال کاریہ کرم

۱۰ - ۰۰ شرافت حسین خاں : گائن

۱۱ - ۳۰ ، سہ پہر ۳۵ - ۵
کرناٹک سنگیت
گومتی وشوا ناتھن : گائن

دوپہر

۱۲ - ۱۵ 'صرف ایک شرط' ، جھلکی
تحریر : آر کے شرما

۲ - ۳۰ 'بندھن' ، ناٹک
تحریر : وی پی دیکشت بتک

۵ - ۲۰ سنسکرت پاٹھ

رات

۸ - ۰۰ رابندر سنگیت

۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ سدھ سنگیت
۹-۳۰ سنگیت پتریکا

دہلی 'ب'

صبح
۷-۰۰ ہری پرساد چورسیہ ، بانسری
۷-۰۰ سنگیت سوربھی
استاد فیاض خاں ، گائن
۷-۵۰ سنگم : آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۲۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ پی ڈی سپت رشی ، وائلن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
لکشمن داس سندھو ، ملتانی کافی اور غزلیں
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۱ اپریل

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ غلام صادق خاں ، گائن
۱۱-۰۲ بیگم اختر ، گائن
۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰ ، ۹-۴۵
گھاسی رام نرمل ، جلترنگ
۱۱-۴۵ سدھ سنگیت

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ ناٹک

رات
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ شاستریہ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نیاز احمد ، فیاض احمد ، گائن
۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت
۹-۱۵ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۲۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ نور بھی بواسرناٹیک ، گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
مہندر پال ، گیت ، بھجن اور غزلیں
۹-۳۰ سائنس سیل

منگل ۱۲ اپریل

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
او۔ پی۔ کپور ، ٹھمری ، دادرا
۱۱-۰۲ ، سہ پہر ۵-۴۰
چت دیو برمن : اسراج
۱۱-۳۰ مبارک علی ، گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
آسامی لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
شانتی ڈے ، سرود

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
چترلال ، طبلہ
۷-۵۰ سنگم : بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۲۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ مالتی گیلانی ، گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
رویندر گرودر ، گیت ، بھجن اور غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

نور قریشی

زمیں چھوڑی نہ چھوڑا ہے آسماں میں نے
تلاش تجھکو کیا ہے کہاں کہاں میں نے

مسرتوں کے مرے دن بھی آتے ہیں صیاد
گذار لیں بصد شوق سختیاں میں نے

مرے وجود میں جس نے سیاہیاں بھر دیں
بھری ہے مانگ میں اسکی کہکشاں میں نے

حصار زنداں مجھے اب نہ روک پائے گا
کہ اب تو کاٹ لیں پاؤں کی بیڑیاں میں نے

اگر تراش بھی لو تم مری زباں تو کیا
کہ بخش دی ہے ہر اک شخص کو زباں میں نے

وہیں وہیں سے ہوا ہے طلوع اک سورج
قدم جنوں میں ہے رکھا جہاں جہاں میں نے

بس اتنی بات پہ مجھ سے ہوا جہاں برہم
کہ دکھتی رگ پہ ہی رکھ دی ہیں انگلیاں میں نے

(کلکتہ سے نشر)

بدھ ۱۳ اپریل

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰
اننت لال و ساتھی ، شہنائی
۱۱-۰۲ ، سہ پہر ۵-۴۰
انیتا رائے ، گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑھ لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۰۰ 'صرف ایک شرط' ، جھلکی
تحریر : آر۔ کے۔ شرما
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
ریتا گنگولی ، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گریجا دیوی ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
مالوی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۲۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
لکشمی چندرن ، وینا

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
سرنیدر کور ، پنجابی گیت ، ش
۹-۳۰ یووا وانی سے انتخاب

جمعرات ۱۴ اپریل

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰
نصیر احمد خاں ، گائن
۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
مختار احمد خاں ، سرود

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کونکنی لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات
۸-۱۵ سندی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، فیچر
۱۰-۰۰ ملک ارجن منصور ، گائن
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
سدھا کرشنا مچاری ، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
غلام مصطفٰے خاں ، گائن
۷-۵۰ سنگم : مراٹھی گ
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت

دوپہر
۲-۱۰، ۲-۰۲ - ۴

سگم سنگیت

۳-۳ کرناٹک سنگیت
سدھا کرشنا مچاری: گائن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵

شانتی ہیرانند: غزلیں
۹-۳ ٹاکنگ اباؤٹ بکس

جمعہ ۱۵ اپریل

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، سہ پہر ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
مصطفےٰ رضا: وچتر وینا
۱۱-۰۲ ٹھمری دادرا
۱۱-۳۰ مالوریکا کانن: گائن

دوپہر
۱۲-۰۱ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

رات
۸-۰ گاندھی چرچا
۸-۱ اولوکن
۹-۳ ناٹک

۱۰-۲ کرناٹک سنگیت
میرا شیشادری: گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷- بسم اللہ خاں: شہنائی
۷-۱ سنگیت سوربھی
استاد رجب علی خاں: گائن
۷-۴ سنگم، تامل گیت
۹- لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

سہ پہر
۲-۱، ۲-۰۲ - ۴
سگم سنگیت
۲-۲ کرناٹک سنگیت
میرا شیشادری: گائن

شام
۶-۱، ۸-۴۵
محمد حیات خاں وہمنوا، قوالیاں

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۳۰۱/۶ میٹر ۷۴۰ کلوہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ 'ب' صبح ۵-۴۵/۶-۴۵ سے ۷-۳۵ ۹۳/۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
صبح ۸-۰۰ سے ۹-۳۰ ۴۸/۶۲ میٹر ۶۱۷۰ کلوہرٹز
صبح ۹-۴۵ سے شام ۵-۱۵/۵-۴۵ ۴۱/۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلوہرٹز شام ۵-۳۰ سے رات ۱۲-۰۰ ۹۳/۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)   ہندی: صبح ۸-۰۰ بجے، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ بجے، شام ۶-۰۵، شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵ بجے
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ بجے شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰ بجے
سنسکرت: صبح ۷-۰۰ بجے، شام ۶-۱۰ بجے   اردو: صبح ۸-۰۵ بجے، شب ۹-۱۵ بجے   نیوز ریڈر (ہندی): صبح ۹-۰۰ بجے
ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ بجے   علاقائی: دوپہر ۲-۳۰ بجے (اردو)، صبح ۷-۲۰ بجے، شام ۷-۲۰ بجے (ہندی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

لکھنؤ 'الف'

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم/منگل دھونی
۶-۰۵ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۶-۳۰ آرادھنا
۶-۴۵ گاندھی چرچا (جمعہ)
۶-۵۰ وچار وندو (جمعہ کے علاوہ)
۶-۵۵ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۷-۰۵ مانس گان
۷-۱۵ روزگار سے متعلق اطلاعات
۷-۳۰ آورتی
۸-۲۱ صبح/شام: لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ اس ہفتہ کا گیت (اتوار)
۹-۱۵ پتر کے لیے دھنیہ واد
۹-۳۰ گیتکا (دوسرے اور چوتھے اتوار)
انگ (پہلے، تیسرے اور پانچویں اتوار)
۱۰-۳۰ منجوشا (اتوار)
۱۱-۳۰ پھر سنیے (اتوار

دوپہر
۱۲-۰۰ کچھ باتیں کچھ گیت (اتوار)
۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لیے
(اتوار اور چھٹیوں کے علاوہ)
۱۲-۳۰ کاریہ شیل مہیلاؤں کے لیے (اتوار)
من بھاون (پیر، بدھ، ہفتہ)
اندر دھنش (منگل)
سنگیت سنواد (جمعرات)
ایک ہی کلاکار (جمعہ)
۱-۱۰ آج اتوار ہے: جھلکی (اتوار)
گھر آنگن (پیر، جمعرات)
گرہ لکشمی (منگل، جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ اور بدھ)
۱-۲۵ لوک گیت (اتوار)
۱-۴۰ جوانوں کے لیے
۲-۳۰ وگیان اور کسان
۲-۳۵ آج اور کل کا کاریہ کرم اور موسم کا حال

شام
۴-۳۰ جوانوں کے لیے
(اتوار، منگل، ہفتہ)
۴-۳۵ لوک گیت (پیر، بدھ، جمعہ)
۴-۴۵ لوکائتن
(اتوار، پیر، منگل، جمعرات، ہفتہ)
آؤ بچو! (بدھ)
بال گوپال (جمعہ)
۵-۱۵ یوواوانی
۶-۰۰ اطلاعات
۶-۱۵ مزدور منڈل
۶-۴۵ آج اور کل کے کاریہ کرم اور موسم کا حال
۶-۵۰ کسانوں کے لیے
۷-۳۰ بات ایک فلم کی
(ایک ہی فلم کے گیت) (اتوار
یوواانس (پیر)
کلا جگت (منگل)
پتر کے لیے دھنیہ واد (بدھ)
وگیان جگت (جمعرات)
کھیل جگت (ہفتہ)
جن جیون (جمعہ)
۷-۵۰ بجاؤ بجپ (پیر کے علاوہ)
۸-۰۰ انچھوتی (اتوار)
دیس ودیش (پیر)
وارتا کرم (منگل)
سامایک پرسنگ (بدھ)
سوتنتر وار تاکیں (جمعرات)
کرشیہ (جمعہ)
اس پکھوارے کی کہانی (ہفتہ)
۸-۱۵ سنسکرت پروگرام (اتوار، منگل
سنسکرت شکشا (پیر، بدھ)
بنگلا شکشا (جمعرات، ہفتہ)
رویندر سنگیت (جمعہ)
۹-۴۵ بھارت بھارتی (منگل)
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری (بدھ)
۱۰-۰۰ سنگیت رس (اتوار)
۱۱-۱۰ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ 'ب'

صبح
۵-۵۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۷-۴۵ اختتام
۸-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۹-۳۰ اختتام (اتوار کے علاوہ)
۱۲-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۲-۳۵ اختتام

شام
۵-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۵-۴۵ اتر آنچل پروگرام
(لکھنؤ اور نجیب آباد)
۶-۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۱۱-۱۰ اختتام

جمعہ یکم اپریل

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
۹-۱۰ امجد علی خاں
سرود
۱۲-۱۰ غلام صادق خاں
خیال

رات
۸-۱۵ رویندر سنگیت
۱۰-۳۰ رگھوناتھ سیٹھ
بانسری

ہفتہ ۲ اپریل

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
خواتین کے لئے
۹-۱۰ پروین سلطانہ: خیال
۱۰-۱۲ بہادر خاں: سرود

رات
۸-۰۰ اس پکھوارے کی کہانی
۸-۳۰ سنگم سنگیت
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۳ اپریل

صبح
۷-۴۵ غلام مصطفیٰ خاں
غزل
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۴۵ بال سنگھ
بھارت کے درشنیہ استھل
تاج محل: بات چیت

شام
۴-۴۵ پردیش میں بڑھتی سینچائی سویدھائیں
بات چیت
۸-۱۵ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ سنگیت رس
سنگیت پریچے پروگرام

پیر ۴ اپریل

صبح
۷-۴۵ یونس ملک اور رماسین
غزل و گیت
۸-۱۵ اردو پروگرام
۹-۱۰، رات ۹-۴۵
شیو بہاری لال مصر
ستار
۱۲-۰۰، رات ۸-۳۰
بھاگیہ لکشمی امر
غزل
۱۲-۱۰، رات ۱۰-۳۰
سنتوش ماتھر
خیال

شام
۴-۴۵ لوکائتن
نظم سنگیت

منگل ۵ اپریل

صبح
۷-۴۵ مبارک بیگم: غزل
اقبال احمد: گیت

۹-۱۰ ، دوپہر ۱۰-۱۲
ممتاز علی خاں : خیال
۱۲-۰۰ دھرم پال برڑ پنگا
گیت، بھجن
۱-۱۰ گرہ لکشمی
محلے کی بوا جی : خاکہ
شام
۴-۴۵ لوکائتن
دواہ کریں، سودا نہیں
بات چیت
سماج کے گھاؤ
۸-۰۰ بال اپرادھ : بات چیت

بدھ ۶ / اپریل

صبح
۷-۴۵ شانتا سکسینہ
بھجن
۹-۱۰ آفاق حسین
طبلہ سولو
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۳۰
جھوما رتنا
گیت اور بھجن
۱-۱۰ نثار حسین خاں
خیال
شام
۴-۴۵ آؤ بچو!
دیش ودیش کی لوک
کتھا: اترپردیش
۱۰-۰۰ لکشمن ریکھا : ڈرامہ
مصنف : گردھر گوپال
۱۰-۳۰ شاہد خاں
سرود وادن

جمعرات ۷ / اپریل

صبح
۷-۴۵ جعفر حسین اور ساتھی
غزل
۹-۱۰ ، شام ۴-۳۰
ڈی۔ وی۔ مہادانے
خیال
۱۲-۰۰ میناکشی اگروال
غزلیں
رات
۸-۰۰ جوجگ جنگم نبر ستھرجو

ہندی میں بات چیت
۱۰-۳۰ ششتر کنا دھر چودھری
وائلن

جمعہ ۸ / اپریل

صبح
۷-۴۵ محمد احمد خاں اور ساتھی
غزل
۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
سوپربھات پال
سرود
۱۲-۰۰ پرکاش کمار
گیت، بھجن
۱-۱۰ گرہ لکشمی
آپ کا بچہ : کیا کہنا نہیں
مانتا : بات چیت
رات
۹-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۰۰ قوالیاں

ہفتہ ۹ / اپریل

صبح
۷-۴۵ چندر پرکاش مصر
گیت
۹-۱۰ ، دوپہر ۱۰-۱۲
موتی لال بھٹ
خیال
شام
۴-۴۵ لوکائتن
مٹرا کے دانے : مختصر
فیچر
یاترا کتھا
۸-۰۰ رام کمار ورما
۸-۳۰ راجندر مصر ونشبی
گیت، بھجن
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا
نیشنل پروگرام

اتوار ۱۰ / اپریل

صبح
۷-۴۵ شاہین سلطانہ
گیت
۱-۱۰ آج اتوار ہے : جھلکی
شکار : مصنف

گورکھپور

میڈیم ویو ۳۳۰٫۰۸ کلوہرٹز ۹۰۹

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۰۵ وندنا
۶-۲۵ کھیتی کی باتیں
۶-۳۵ سنگیت پربھا
۷-۰۵ بانس گان
۷-۱۵ مقامی اعلانات اور شڈولڈ کاسٹ، شڈولڈ ٹرائب امیدواروں کے لیے روزگار سماچار
۷-۳۰ پرادیشک سماچار
۷-۴۵ دھرتی گائے (بھوجپوری گیت)
۸-۲۱ سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ فلم سنگیت
دوپہر
۱۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۱۰ اوکاش کے کشن (اتوار)
آپ کی پسند (ہفتہ)
سواستھ چنتن (جمعرات)
مہلا سبھا (منگل، جمعہ)
۱-۴۰ فلم سنگیت

۲-۳۰ لوک رنگ
(لوک گیتوں کا پروگرام)
شام
۵-۱۵ چترپٹ سے
۵-۳۰ گرام جگت (اتوار، منگل)
انجمن (پیر، جمعرات)
گاؤں کی اور (بدھ، جمعہ)
باواڑی (ہفتہ)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ روزگار سماچار
۶-۱۵ پرادیشک سنگیت
۶-۲۰ گم شدہ لوگوں کے بارے میں سماچار
۶-۳۰ کھیتی باڑی (کسانوں کے لیے)
۷-۰۰ کھیل سماچار
۷-۳۰ یووا وانی
۸-۰۰ ہندی پروگرام (پیر، جمعرات، اتوار)
سنسکرت پروگرام (منگل)
انگریزی میں تقریر (بدھ)
کوی کے گھر سے (جمعہ)

بیم لتا (ہفتہ)
۹-۱۲ نئی کرن (اتوار)
کھیل کھلاڑی (منگل)
بیلنے کی جھانکی (جمعرات)
۹-۳۰ پتر پٹلا (اتوار)
چرچا کا وشیہ ہے (...)
پرادیشک اور لوک سنگیت
نیشنل پروگرام (جمعہ)
نیشنل پروگرام ناٹک
روپک (دوسرے اور چوتھے ...)
من بھاون
رنگ ترنگ (جمعہ)
۹-۴۵ اور ۱۰-۰۰
اندر دھنش (فلم سنگیت)
جن پد کی جھانکی (جمعرات)
ناٹک (جمعہ)
ہندی پری چرچا (بدھ)
اردو پروگرام (پیر)
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۰ انگریزی میں خبریں
۱۱-۰۵ ہندی میں خبریں
۱۱-۱۰ اختتام

کے۔ ایل۔ یادو

رات
۸-۱۵ سنسکرت پروگرام
۹-۳۰ ساہتیہ لوک
۱۰-۰۰ سنگیت رس
سنگیت پریچے پروگرام

پیر ۱۱ / اپریل

صبح
۷-۴۵ مدھو بالا چاولا
بھجن
۹-۱۰ ممتا سین : خیال
۱۲-۰۰ لپوتی گوسوامی
گیت، بھجن
۱۲-۱۰ گوپال چندر نندی
وائلن
رات
۱۰-۰۰ ضلع کوی گوشٹھی

منگل ۱۲ / اپریل

صبح
۷-۴۵ محمد حیات خاں و ساتھی

نعت
۹-۱۰ اما کانت پاٹھک
بانسری
۱۲-۰۰ سروری بیگم
غزلیں
شام
۴-۴۵ لوکائتن
آکاش وانی گاؤں
۸-۰۰ سماج کے گھاؤ
مہلاؤں پر اتیاچار
بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل

بدھ ۱۳ / اپریل

صبح
۷-۴۵ سگم سنگیت
۹-۱۰ ، ۱۰-۱۲
کاشی ناتھ شنکر
خیال

۱۲-، رات ۳۰-۸
سنگیتا دیال
گیت اور بھجن
ومل مکھر جی: ستار
ڈرامہ

جمعرات ۱۴ اپریل

سیتارام سنگھ
بھجن
روی راج شنکر
بانسری
مہیش چندر: غزلیں
ستیاسین: خیال
باباصاحب بھیم راؤ امبیڈکر اور ان کا جیون درشن
ہندی میں بات چیت
ڈاکٹر اتگنے لال
شاستریہ سنگیت

جمعہ ۱۵ اپریل

روپالی مکھر جی: گیت
شیل نگم: گیت
، رات ۳۰-۱۰
بھگوان داس مصر
سارنگی
ہیم لتا کرشنن: غزلیں
شرد ستوانے: خیال
ڈرامہ

میں اشتہار
دیکر اپنی تجارت
کو فروغ دیجئے

رامپور

۳۳۶.۷۰ میٹر (۸۹۱ کلو ہرٹز)

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶.۰۰ (عالمی) ہندی: صبح ۸.۰۰ دوپہر ۱.۰۵ اور ۲.۱۰ شام ۶.۰۵ رات ۸.۴۵
انگریزی: صبح ۸.۱۰ دوپہر ۲.۰۰ رات ۹.۰۰ اردو: صبح ۸.۵۰ اور رات ۹.۱۵ سماچار پتر ہندی: صبح ۹.۰۰
ضلع کی چٹھی: صبح ۹.۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷.۲۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم: آر بھبھک ادھ گھوشنا منگل دھونی
۶-۳۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ: گاندھی چرچا
۶-۴۰ سنو کسانوں
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ روزگار سماچار
۷-۳۰ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ: کاویہ سوربھ
اتوار: آج اتوار ہے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹-۱۰ تا ۱۰.۰۰
بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)
سور سنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲-۴۵ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی گاتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پٹھان راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)
۱-۳۰ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)
۲-۲۰ چترپٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ علاقائی سوچنائیں
۶-۳۰ یووانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ پریوار کلیان پرشش و تری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو)
آپنے لکھا ہے (دوسرے اور چوتھے بدھ کو)
شروتاؤں کے سنگ (پانچویں بدھ کو)
آپکی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
لیجیے پھر سنیے (ہر جمعہ کو)
ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)
۸-۰۰ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار: جوئبار
منگل: سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ وادیہ ورند (ہر منگل کو)
۸-۳۰ ساز اور آواز
۹-۳۰ چہار بیت (ہر اتوار کو)
ناٹک (ہر جمعہ کو)
۹-۴۵ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)
۱۰-۰۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچواں پیر)

جمعہ یکم اپریل

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: آہنگ
گڈ فرائی ڈے کی اہمیت
تقریر: او. ڈبلیو. پیٹرک
صدائے رفتہ
شاعر: شمیم کرہانی
گائیک: جاوید رضا

دوپہر

۱-۳۰ جواہر لال بھٹ
جل ترنگ

رات

۸-۰۰ طلعت محمود: گیت
۸-۱۰ نرملا دیوی: ٹھمری

ہفتہ ۲ اپریل

صبح

۷-۳۰ نثار حسین: طبلہ
۷-۴۵ لچھمن داس سندھو
غزلیں

شام

۷-۴۵ ہندی ساہتیہ کے پرورتک
بھاتیندو ہریش چند
تقریر: الیشور سرن سنگھل
۸-۰۰ دیش گان
۸-۱۰ بدھ دیو داس گپتا: سرود

اتوار ۳ اپریل

صبح

۷-۳۰ آج روی وار ہے

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت

شام

۸-۰۰ مکیش اور ساتھی
گیت
۹-۳۰ مصور حسین و ساتھی
چہار بیت

پیر ۴ اپریل

صبح

۷-۴۵ یونس ملک: غزلیں

دوپہر

۱-۳۰ استاد بڑے غلام
علی خاں: خیال

شام

۶-۱۵ راشٹریہ چیتنا کے جگ
پرہری پنڈت ماکھن
لال چترویدی
تقریر: ڈاکٹر لکھن
لال سنگھ
۸-۰۰ مدن موہن گوسوامی
گیت: اور غزلیں

منگل ۵ اپریل

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰
شوبھا ماتھر: غزلیں

دوپہر

۱-۳۰ جگن پرکاش گھوش
دی بلسارا
ہارمونیم اور پیانو
یگل بندی

شام

۶-۱۵ آرادھنا

بدھ ۶ اپریل

صبح

۷-۴۵ جگجیت کور اور ساتھی
غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ آنچل

شام

۸-۰۰ جوئے بار
محمد یعقوب: غزلیں

جمعرات ۷ اپریل

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
مہابھارت کی لڑائی میں
یدھشٹر کا سنواد
تقریر: ڈاکٹر کرشن
کانت شکلا

دوپہر

۱-۴۰ شیوکمار شرما
سنتور وادن

شام

۸-۰۰ جمیل احمد: غزلیں
۸-۱۰ پنالال گھوش
بانسری

جمعہ ۸ اپریل

صبح

۷-۳۰ کاویہ سوربھ
دیو پرکاش شرما اور
راجنیش چندر شکلا
۸-۳۰ اردو پروگرام
آہنگ
پتہ پتہ، بوٹا بوٹا
میر تقی میر
پریوارک کاریہ کرم
غزل ایک تہذیبی اظہار
تقریر

دوپہر

۱-۴۰ پروین سلطانہ اور
محمد دلشاد خاں
خیال (جگل بندی)

شام

۸-۰۰ جگدیش سنگھ ٹھاکر
گیت
۸-۱۰ این راجن: وائلن

ہفتہ ۹ اپریل

صبح

۷-۳۰ شانتا پرشاد: طبلہ
۷-۴۵ راحت علی: غزلیں

شام

۷-۴۵ اب تو بسانی، اب نہ
بسے ہوں: بچو لیا نگر

مزاحیہ تقریر
۸-۰۰ اوشا منڈن اور راحت
علی: غزلیں
۸-۱۰ بھیم سین جوشی
خیال

اتوار ۱۰ اپریل

صبح

۷-۳۰ آج روی وار ہے

دوپہر

۱-۴۰ من بھاون

شام

۸-۰۰ لکشمی بائی راٹھور
گیت اور بھجن
۹-۳۰ عبدالقیوم اور ساتھی
چہار بیت

پیر ۱۱ اپریل

صبح

۷-۴۵ مبارک حسین
نعت اور غزل

دوپہر

۱-۱۰ بندیا
۱-۴۰ پنڈت جس راج
خیال

منگل ۱۲ اپریل

صبح

۷-۴۵ پربین کمار مکرجی
گیت

دوپہر

۱-۴۰ علی اکبر خاں: سرود
۷-۴۵ قانونی مدد
۸-۰۰ محمد رفیع: گیت

بدھ ۱۳ اپریل

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰
انجنا ماتھر
گیت اور بھجن

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۰
شجاعت حسین خاں
خیال

طبلہ پر سنگت
شوبھارانی کودلیسیہ

شام

۶-۱۵ نئی فلموں سے

جمعرات ۱۴ اپریل

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
بودھ کوی اشو گھوش
تقریر: بھگوان داس
شاستری

شام

۶-۱۵ سماج سیوا
ڈاکٹر امبیڈکر
تقریر: بہاری لال ورما
۸-۰۰ ایم - ایچ - گوسوامی
غزلیں
۸-۱۰ استاد برکت علی
ٹھمری اور دادرا

جمعہ ۱۵ اپریل

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
آہنگ

دوپہر

۱-۴۰ بسنت راؤ دیش...
خیال

شام

۸-۰۰ جعفر حسین قوال...
ساتھی: نعت...
غزلیں
۸-۱۰ امرت حسین خاں
سر بہار وادن

اورنگ آباد، پربھ...

اورنگ آباد ۱۹۷/۲ ۱۵۲۱ کلو ہرٹز پربھنی ۲۲۹/۸ ۱۳۰۵ ...

خبریں

ہندی ۸-۰۰ صبح ۶-۰۵ شام ۸-۴۵ رات - انگریزی ۸-۱۰ صبح ۸-۰۰، ...
اردو ۱-۵۰ دوپہر ۹-۱۵ رات - مراٹھی (علاقائی) ۷-۰۵ صبح اورنگ...
۷-۰۰ شام (بمبئی) مراٹھی (مرکزی خبریں) ۸-۳۰ صبح ۱-۳۰ دوپہر ...

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندے ماترم
۶-۳۵ امرت دھارا
۶-۴۰ پروگرام کا خلاصہ (بزبان مراٹھی)
۶-۴۵ کسانوں کے لیے پروگرام
۶-۵۰ سورانجلی
۸-۲۵ ضلع کی چٹھی
۹-۰۵ اختتام

شام

۵-۳۰ یوواوانی

نوجوانوں کے لیے پ...
۵-۵۰ پریس کی رائے
۵-۵۵ روزگار سماچار
۶-۰۰ مقامی اعلانات
۶-۱۰ پروگرام کی تفصیل (بزبا...)
۶-۳۰ کسانوں کے لیے پرو...
(بزبان مرا...)
۷-۳۰ اچھے گھر اچھے شیوا...
۸-۳۰ مدھوگندھ
۱۰-۳۰ اختتام

الندھر چنڈی گڑھ

ندھر "الف" ۳۴۳٫۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز جالندھر "ب" ۴۲۷٫۳ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز
ی گڑھ ۲۰۹٫۶ میٹر ۱۴۳۰ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵، ۶-۲۰ (پرادیشک سماچار) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
پنجابی: صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک سماچار) شام ۷-۳۰
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ تبصرہ
روزگار سماچار: شام ۷-۴۰

وزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

جالندھر 'الف'

صبح
۵- وندے ماترم اور منگل دھونی
۶- بھکتی سنگیت
۶- موسم کا حال اور کھیتی باڑی پروگرام
۶- پریچے: پروگراموں کا خلاصہ
۶- آساوی وار (اتوار)
۷- امرت بودھ
۷- رام چرت مانس (اتوار)
۹- سامائکی

دوپہر
۱- فوجیوں کے لیے
۲- موسم کا حال: ات کھیتی
۲- سگم سنگیت (ساڈے آس پاس، ہفتہ)

شام
۵-۳۰ گوربانی وچار
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۴۰ روزگار سماچار
۹-۱۵ اردو میں تبصرہ

جالندھر 'ب'

شام
۶-۰۰ یووانی پروگرام
۶-۴۵ یونیورسٹی پروگرام
۷-۰۰ پنجابی میں رنگارنگ پروگرام
۸-۰۰ اختتام

جمعہ یکم اپریل

صبح
۷- بھجن
۸- شبد
۹-، دوپہر ۱۲-۲۰، شام ۷-۴۵ مسیحی بھجن

دوپہر
۱۲- پریوار کلیان پروگرام
۵-۰۵ پنجابی پروگرام

رات
۹-۲۰ 'تیسرا دن'، ہندی ناٹک
تحریر: ایڈونی داس واقف

ہفتہ ۲ اپریل

صبح
۸-۲۰ شبد
۸-۵۰، شام ۵-۰۵، ۸-۱۰
پنجابی گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
ہربھجن لال: بھجن، گیت اور غزل

دوپہر
۱۲-۳۰ لوک سنگیت
۲-۲۰ ساڈے آس پاس

شام
۷-۴۵ اوما گرگ: گیت اور غزل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۳ اپریل

صبح
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۹-۱۵ بچوں کیلئے
۱۰-۰۰ ہفتہ وار زراعتی پروگرام
۱۰-۳۰ فرمائشی فلمی گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ پروین سلطانہ: گائن
۱۲-۱۵، رات ۱۲-۳۰
پنجابی گیت
۱۲-۳۰ خواتین کیلئے
۲-۳۰ مان سنگھ ماہی: لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ ہنس راج ہنس: لوک گیت

رات
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳۰ استاد علاؤالدین خاں: گائن

پیر ۴ اپریل

صبح
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
ونے کمار: ستار وادن
۸-۲۰، رات ۱۰-۱۵
گورمیت گوربابا و ساتھی: لوک گیت
۹-۱۵ شبد

دوپہر
۱۲-۰۰ فرمائشی پنجابی فلمی گیت
۱۲-۴۵ پریوار کلیان پروگرام
۲-۳۰ گوردیو سنگھ کوٹل: لوک گیت

شام
۷-۴۵ گوردیپ سنگھ ساجن: گیت
۹-۳۰ 'عشق اللہ دی ذات'، پنجابی ناٹک
تحریر: درشن سنگھ متوا

منگل ۵ اپریل

صبح
۶-۴۵ شبد
۸-۵۰ ہربھجن سنگھ ناہل و ساتھی: لوک گیت
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر
۱۲-۰۰ نالے گلاں نالے گیت
۱۲-۳۰ دیہی خواتین کیلئے
۲-۳۰ پریم پاٹھک: لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ موہن سنگھ سوہنا اور ساتھی: لوک گیت

شام
۷-۴۵ واسودیو دیشپانڈے: خیال
۹-۳۰ کھیڈ سنسار
۱۰-۰۰ غلام حسین خاں: گائن

بدھ ۶ اپریل

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۱۵ قدم قدم بڑا پڑا
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
جوگندر تکھی: کلارنٹ
ہری اوم سرلواستو: طبلہ
۸-۵۰ جگجیت سنگھ زیروی: لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۴۵
بھائی ہرچند سنگھ راگی و ساتھی: شبد

دوپہر
۱۲-۰۰ ملک ارجن منصور: خیال
۱۲-۳۰ چنگی صحت
۲-۳۰ اشیش سیالکوٹی: لوک گیت
۵-۰۵ ننھے منّوں کیلئے

رات
۹-۳۰ فرمائشی فلمی گیت

جمعرات ۷ اپریل

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
مہندر سنگھ: ٹھمری و دادرا
۸-۲۰ جسبیر سنگھ خوشدل: لوک گیت
۸-۵۰، دوپہر ۱۲-۱۵، ۵-۰۵
رتنہ کالو آجی: بھجن اور غزلیں

دوپہر

۱۲-۳۰ خواتین کیلئے
۲-۳۰ کلدیپ مانک ، لوک گیت
۵-۱۵ مہندر پال ستھیانیہ ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ پنجابی ادبی پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، علاقائی سنگیت
۱۰-۴۵ لکشمن سنگھ ، طبلہ

جمعہ ۸ اپریل

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
شیام لال ، شہنائی
۸-۲۰ ، شام ۵-۰۵
میرا گاندھی ، پنجابی گیت
۸-۵۰ برفد سنگھ امن اور ساتھی ،
صوفیانہ کلام
۹-۱۵ ، شام ۷-۴۵
محمد سلیم قوال و ساتھی ، نعتیں

دوپہر

۱۲-۰۰ ایم۔آر۔گوتم ، خیال
۱۲-۴۵ پریوار کلیان پروگرام
۲-۳۰ گوردیپ سنگھ ، لوک گیت
جسونت رائے سپو ، ڈھولک سنگت
۵-۱۵ پرومیلا پمی ، لوک گیت

رات

۹-۳۰ 'مرگ ترشنا' ناٹک
تحریر ، کویتا کیداری
۱۰-۱۵ پرتی بالا ، لوک گیت

ہفتہ ۹ اپریل

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰
غلام صدیق خاں ، خیال
۸-۲۰ بھجن
۸-۵۰ ، سہ پہر ۵-۰۵ ، رات ۸-۱۰
پنجابی گیت
۹-۱۵ دی۔ایس۔نارنگ ، گیت و غزل

دوپہر

۱۲-۱۵ ، شام ۷-۴۵
بھیم سین ، گیت و غزل
۱۲-۳۰ چمن لال گورداسپوری اور ساتھی ،
لوک گیت
۵-۱۵ کرتار سنگھ رملا ، لوک گیت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۱۰ اپریل

صبح

۶-۴۵ آسا دی وار
۷-۴۵ پرتی بمب
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۹-۱۵ بچوں کیلئے
۱۰-۰۰ ہفتہ وار زرعی پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر ، بھیروی
۱۲-۳۰ خواتین کیلئے
۲-۳۰ رمش رنگیلا و ساتھی ، لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ کرتار سنگھ چمن ڈھاڈی اور ساتھی ،
واراں

رات

۸-۳۰ کویتا دمن ، پنجابی گیت
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں ، خیال

پیر ۱۱ اپریل

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۲۰ ، رات ۱۰-۳۰
سویتا دیوی ، ٹھمری اور ٹپہ
۸-۲۰ ، رات ۱۰-۱۵
لال چند یملا جٹ اور ساتھی ،
لوک گیت
۹-۱۵ جھلکی

دوپہر

۱۲-۰۰ فرمائشی پنجابی فلمی گیت
۱۲-۴۵ پریوار کلیان پروگرام
۲-۳۰ امرجیت سنگھ گورداسپوری و ساتھی
لوک گیت

رات

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

منگل ۱۲ اپریل

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۴۵ ، شام ۷-۴۵
اشوک رائے ، سرود وادن
۸-۲۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۸-۵۰ رجنی دیوی ، لوک گیت
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۱۲-۰۰ نالے گلاں نالے گیت
۱۲-۱۵ سریندر کور ، گیت
۱۲-۳۰ دیہی خواتین کیلئے
۲-۳۰ برجندر رچپلا جٹ ، لوک گیت
۵-۱۵ چندر کانتا کپور ، لوک گیت
ہزاری لال ، ڈھولک سنگت

رات

۹-۳۰ پنجابی میں مباحثہ
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۳ اپریل

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
یش پال ، خیال
۸-۲۰ ، شام ۷-۴۵
سدا مارام ، بھجن اور غزلیں
۸-۵۰ ستیش چندر ، لوک گیت
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی گیان سنگھ راگی و ساتھی ،
شبد
۱۲-۳۰ چنگی صحت
۲-۳۰ بلدیو سنگھ رندھاوا ، لوک گیت
۵-۰۵ ننھے منوں کیلئے

رات

۹-۳۰ فرمائشی فلمی نغمے

جمعرات ۱۴ اپریل

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰ ، رات ۱۰-۳۰
علی چین و ساتھی ، شہنائی
۸-۲۰ مولا سنگھ ڈھاڈی و ساتھی ،
۸-۵۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵ ، رات ۱۰-۵۰
بیساکھی گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ خواتین کیلئے
۲-۳۰ جوگا سنگھ و ساتھی ، کویش
۵-۱۵ حاکم سنگھ دردھا ڈھاڈی و
واراں

رات

۸-۰۰ ہندی ادبی پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ناٹک

جمعہ ۱۵ اپریل

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰ ، رات ۱۰-۳۰
ایل کے پنڈت ، خیال
۸-۲۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۸-۵۰ محمد سلیم قوال و ساتھی ، صوفیانہ
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵ ، شام ۴۵
سلیم اقبال ، نعتیں

دوپہر

۱۲-۴۵ پریوار کلیان پروگرام
۲-۳۰ سورن لتا ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ ہندی تقریر
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ سریندر شندا ، بلھے شاہ
دوپہر

خط وکتابت کرتے وقت اپنا
پتہ صاف وخوشخط
تحریر کیجئے۔

روہتک

میڈیم ویو ۲۶۲٫۴ میٹر ۱۱۴۳ کلوہرٹز

خبریں

ھندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶- اور ۷-۰۵ شام بھگتی سنگیت
۶- کھیتی باڑی
۷- پروگراموں کا خلاصہ
۷- ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر
۸- لوک سنگیت (اتوار کو بچوں کیلئے)
۸- سب رس
دوپہر
۱- فلمی سنگیت

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ (سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)
۲-۲۰ لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ علاقائی لوک سنگیت (بدھ کو ننھے منے)
۶-۳۰ گرامین سنسار
۷-۳۰ روزگار سماچار
۹-۱۵ ایک فلم سے

جمعہ یکم اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
فادر اینڈریوز وساتھی، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اکرام حسین : طبلہ
۸-۲۱ لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا
دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ سکھبیر سنگھ اور پیارے رام : لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پیارے رام : لوک سنگیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
لوک سنگیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ پرشوتم داس جلوٹہ : سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'انوراگ'

ھفتہ ۲ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سوشیل کمار شرما، سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں : گائن
۸-۲۱ لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیئے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے
۲-۲۰ سورج بھان اور مکیش کمار، لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ مکیش کمار : لوک سنگیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ سور منجری : لتا منگیشکر
۹-۱۶ ایک فلم سے 'ادھیکار'

اتوار ۳ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شیام بھتیجہ : سگم سنگیت
۷-۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ دیوبرت چوہدری : ستار
۸-۲۱ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت
دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ گیانیندر سنگھ ناگر اور بلبیر سنگھ : لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
۶-۱۰ گیانیندر سنگھ ناگر : ہماچلی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ سور منجری : طلعت عزیز
۹-۱۶ ایک فلم سے 'آگ اور طوفان'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۴ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
بھائی سنتوکھ سنگھ راگی، سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
دیال سنگھ رانا : بانسری
۸-۲۱ لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ منشی رام اور دیپ چند : لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووا سنسار (انگریزی)
۶-۱۰ دیپ چند : لوک سنگیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ سور منجری : شاردا
۹-۱۶ ایک فلم سے 'انوکھی رات'

منگل ۵ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدھو بالا بھارگو اور نتھو رام : سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ گنگا پرساد پاٹھک : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ امرجیت کور اور ماسٹر سورج : لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ مارواڑی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہندی کویتا پاٹھ
۸-۳۰ سور منجری : غلام علی
۹-۱۶ ایک فلم سے 'آگ'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۶ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
دینا ناتھ : سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
چاند خاں : طبلہ
دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت

۱-۰۰ کتھنیں
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰، دھرم ویر اور جبیر سنگھ و ساتھی
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے ، گیت، کہانی
۶-۳۰ کرشی جگت
لوک گیت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ شیلا دھر ، سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'آج کا مہاتما'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۷ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مانک لال ورما ، سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ ٹیک چند چوہان اور
الیشور سنگھ و ساتھی، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ بنگلا گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۹-۱۶ آپ کا خط ملا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، علاقائی موسیقی

جمعہ ۸ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
کنول سدھو اور اندر ناراٹن،
سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
کندن لال شرما ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ آشالتا اور رتن کمار،
لوک گیت

شام
۵-۳۰ یووا وانی
پتریکا
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ وگیان کلب
۸-۳۰ فریدہ خانم، سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'آپ کی قسم'

ھفتہ ۹ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
ستیش چندر شرما ، سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ سنیل مکرجی ، سرود
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیئے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے
۲-۲۰ چندر بھان اور بنارسی لال و ساتھی
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
گیتوں کی کہانی
۶-۱۰ اترپردیش کے گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
ناٹک
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ جگجیت سنگھ ، سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'آنکھیں'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۱۰ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شیلے کپور ، سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ وزیر حسن خاں، سارنگی
۸-۲۱ بال گنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۱-۱۰ پتر آپ کے شعر ہمارے
۲-۲۰ رام گوپال اور سورج بھان:
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ راجستھانی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
لوک سنگیت
۷-۰۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ منوہر شوتم ، سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'آن'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۱ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
ارملا ناگر ، سگم سنگیت
۷-۲۵ کورکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ پنا لال سونکی ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۱۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ کشور کمار اور رگھبیر سنگھ سندھو
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار (انگریزی)
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ مکیش ، سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'ارمان'

منگل ۱۲ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سنیتا واجپئی
اور ہریش سچدیو ، سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڈھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اوما شنکر مشرا ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ سنتوش کماری اور مدن لال...
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ قدرت کے سب بندے
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ آشا بھونسلے ، سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'انجانا'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۳ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
کنول ہنس پال ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
چنگیز حسین خاں ، طبلہ
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کتھنیں
۱-۴۰ طلبا کیلئے

رادھا کرشن سہگل

...ر ہوں کٹہرے میں سردار نہیں ہوں — ہاں ہاں یہ خطا ہے کہ خطا کار نہیں ہوں
...پیڑ ہوں برگد کا، گھنی چھاؤں ہے میری — کاٹو نہ یہ کہہ کر کہ ثمر دار نہیں ہوں
...وں سے مرے جسم کو چھلنی نہ کرو تم — میں سایۂ دیوار ہوں، دیوار نہیں ہوں
...بوئے گل تر، تو چلی آ تو ادھر بھی — ہوں راہگزر، بیچ کی دیوار نہیں ہوں
...ر نہ مجھے پھینکو، عرق میرا نکالو — ٹوٹا ہوا اک گل ہوں، کوئی خار نہیں ہوں
...ہے مرا خون چراغوں میں کسی کے — پھر بھی یہ شکایت ہے، وفادار نہیں ہوں
رکھتا ہوں خبر ساری خدائی کی تو سہگل — خود اپنی حقیقت سے خبردار نہیں ہوں

(جالندھر سے نشر)

---

۲ - عبدالشکور، سلطان سنگھ
لوک سنگیت
...ام
۵ - یووانسسار
۶ - ننھے منے: گیت، کہانی
۶ - کرشی جگت
۷ گرامین سنسار
۸ ہندی تقریر
۸ مناڈے: سورمنجری
۹ - ایک فلم سے 'انداز'
۹ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۴ اپریل

...ح
۷، شام ۷-۴۵
مدن سنگھ: سگم سنگیت
۷ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷ چلتے چلتے
لوک سنگیت
...ہر
۱۲ ساز اور آواز
۱ ورندگان
۱ طلبا کیلئے
۲ رجنی شرما اور پریم سنگھ:
لوک سنگیت
...
۵ یووانسسار
سرگم
۶ بندیل کھنڈی گیت

۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ سورمنجری
۹-۱۶ آپ کا خط ملا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۵ اپریل

صبح
۷-۱۰ چندر مین چودھری، سگم سنگیت
۷-۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
درگا پرساد: طبلہ
۸-۲۱ لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیئے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے
۲-۲۰ پیارے لال سانگی اور
کرن سنگھ سانگی، لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووانسسار
سوال جواب
۶-۱۰ بھوجپوری گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار، لوک گیت
۸-۳۰ شلیندر سنگھ، سورمنجری
۹-۱۶ ایک فلم سے
۹-۳۰ تیسرے پہر کی دھوپ

شملہ

میڈیم ویو ۳۸۷،۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو صبح ۴-۴۵/۵-۴۵ سے ۷-۳۰ اور شام ۶-۰۰/۶-۳۰ سے رات ۱۲-۰۰
۹۳،۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے شام ۴-۴۵/۵-۴۵ اور
شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۴۹،۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵/۱-۱۰، ۲ شام ۶-۰۵ اور رات ۸-۴۵
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰/۲-۰۰ اور رات ۹-۰۰
سنسکرت: صبح ۷-۰۰ اردو: صبح ۸-۵۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۳۵ گیان ڈندوا اور ڈندنا
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ ساماییکی
۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۹-۰۰ راجیہ کی چٹھی، موسم کا حال
۹-۳۰ اختتام
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۲۰ اختتام
۱-۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۲-۲۰ سنہری کرنیں
۲-۴۰ سب رنگ
۳-۰۰ اختتام
شام
۵-۰۰ ہماچل پروگرام: لاہول سپتی (اتوار، منگل، جمعہ)
کنزی پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبا پانگی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۵-۳۰ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل ہفتہ)
چنتو منتو (جمعرات)
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
۶-۱۵ گانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت/دیہاتی ہیڈیو گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یووان کے لیے
۸-۰۰ دھارا رے گیت
۱۰-۳۰ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۱۱-۰۵ بجے)

جمعہ یکم اپریل

صبح
۴-۴۵ بھارت اور ویسٹ انڈیز کے درمیان کھیلے جا رہے تیسرے کرکٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۱ سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل
۹-۳۰ ساماییکی
دوپہر
۱۲-۵۰ فلمی دھنیں
۱۲-۲۰ خواتین کے لیے
شام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ ساز سنگیت

۹-۱۶ ہندی تقریر
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۰۰ من بھاون: پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۲ راپریل

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ گیت
۸-۲۱ علاقائی سنگیت
۸-۳۵ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام
۷-۰۵ اساتذہ کے لیے
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی سنگیت
۹-۱۶ ہم درشن
ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوزریل
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام
۱۱-۱۰ سنگیت
۱۱-۲۵ میچ کا آنکھوں دیکھا حال

اتوار ۳ راپریل

صبح
۴-۴۵ تیسرے کرکٹ ٹیسٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال
۸-۲۱ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ مانس گان
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یوواوانی
۱۱-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۳۰ گلشن گلشن: غزلوں کا خاص پروگرام

دوپہر
۱۲-۰۰ گیتوں بھری کہانی
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ خواتین کے لیے

شام
۷-۰۵ پریوار کلیان پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۶ من منتھن

۹-۳۰ گیت بہاراں رے
فرمائشی ہماچلی گیت

پیر ۴ راپریل

صبح
۴-۴۵ تیسرے کرکٹ ٹیسٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال
۸-۲۱ شبد
۸-۳۵ ادبی پروگرام
۹-۰۵ پرانی فلموں سے
۹-۳۰ سامائیکی

شام
۸-۱۵ نیوزریل اسپورٹس
۸-۳۵ دیش گان
۹-۱۶ وشو منچ سے
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی تقریر
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ اور ۱۱-۲۵ میچ کا آنکھوں دیکھا حال
۱۰-۴۵ سنگیت

منگل ۵ راپریل

صبح
۴-۴۵ تیسرے کرکٹ ٹیسٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال
۷-۴۰ سنگیت
۸-۲۱ سگم سنگیت
۸-۳۵ سپاہیوں کے لیے
۹-۰۵ راگ چھایا

شام
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۶ شکشا سنسار
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: انگریزی تقریر
۱۱-۲۵ میچ کا آنکھوں دیکھا حال

بدھ ۶ راپریل

صبح
۴-۴۵ تیسرے کرکٹ ٹیسٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال
۸-۲۱ دھرتی داورا
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
۸-۱۵ سماچار درشن

جودھپور

جودھپور ۵۶۳٫۹ میٹر ۵۳۱ کلوہرٹز ۲۵٫۰۶ میٹر ۱۱۹۷۰ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۹-۱۰ راجستھانی بھکتی گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱-۱۰ کلاسیکی موسیقی (سوائے منگل، جمعرات) اتوار کو فلمی گیت
۱-۵۰ راجستھانی لوک گیت (سوائے اتوار)
۵-۰۵ یوواوانی

یوواترنگ اور ودائی پروگرام (منگل، جمعہ)
۵-۳۰ نوترنگ
فلم سنگیت پر مبنی (اتوار)
۶-۲۵ آس پاس (اتوار)
یوجنی سوچنائیں (پیر، جمعہ)
لوک گنگا (منگل)
شاردا سگم (بدھ)
گیان وردھان (جمعرات)

سائنس ڈائجسٹ (...)
۶-۳۰ سرحدی علاقوں میں ... سامعین کیلئے ملا جلا پ...
۸-۲۵ ایک کلاکار
۹-۱۵ تقریر (ہندی/انگ...) (منگل، جمعرات)
لے چلے ہو مجھے (بدھ) ... خطوں کے جواب (...)
۱۰-۰۰ بہار گیت (دوسری اور تیسری ...)

۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ ساز سنگیت
۹-۱۶ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۷ راپریل

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۱ پنجابی گیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ پریوار کلیان
۸-۳۰ بھکتی سنگیت
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۸ راپریل

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۲۵ ریڈیو شروتا کلبوں سے
۸-۲۱ سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

دوپہر
۲-۲۰ خواتین کے لیے

شام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۰ ساز سنگیت
۹-۱۶ ہندی تقریر
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۰۰ من بھاون: پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۹ راپریل

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ سنگیت
۸-۲۱ علاقائی سنگیت
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی سنگیت
۹-۱۶ ہم درشن
ہندی میں علاقائی ریڈیو...
۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۰ راپریل

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی...
۹-۳۰ مانس گان

وگیان اور جیون
یو وا وانی
ڈرامہ
بال گوپال
خواتین کے لیے
سماچار درشن
کلاسیکی موسیقی
پستک سمکشا
گیت بہاڑا رے
فرمائشی ہماچلی لوک گیت

پیر ۱۱ر اپریل

کلاسیکی موسیقی
جیون جیوتی
شبد
ادبی پروگرام
پرانی فلموں سے
نیوز ریل اسپورٹس
دیش گگان
جگیاسا
نیشنل پروگرام: ہندی تقریر
سگم سنگیت
کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۲ر اپریل

کلاسیکی موسیقی
سنگیت
سگم سنگیت
کھیل سمکش
راگ چھایا
سگم سنگیت
سب رس
وگیان جگت
نیشنل پروگرام: انگریزی تقریر
سگم سنگیت
منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۳ر اپریل

کرناٹک سنگیت

۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۱ سگم سنگیت
۸-۳۵ شاشوت وانی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت
شام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ ساز سنگیت
۹-۱۶ جھلکی
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۱۴ر اپریل

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۱ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹-۰۵ راگ چھایا
شام
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ پریوار کلیان
۸-۳۰ بھکتی سنگیت
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ روپکوں کا نیشنل پروگرام
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۱۵ر اپریل

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ
۸-۲۱ سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل
شام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ ساز سنگیت
۹-۱۶ ہندی تقریر
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۰۰ من بھاون: پرانی فلموں سے فرمائشی گانے
۱۰-۳۰ چوتھے کرکٹ ٹیسٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) ۲۰۳۱۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز جے پور (ب) ۴۱۶۱ ۳۴ میٹر ۱۳۶۹ کلوہرٹز
اجمیر ۲۵۰۲۹ میٹر ۳۰۰ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ بجے) انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰، ۲-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)
صوبائی (ہندی): صبح ۹-۰۵ شام ۷-۰۵ (راجستھانی) شام ۷-۱۵
سندھی: صبح ۸-۴۰، شام ۶-۱۵ سنسکرت: صبح ۷-۰۰ شام ۶-۱۰
سماچار پتر (ہندی): صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۳۰ منگل دھونی: وندے ماترم
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم
۷-۱۰ گرساں ری بات: بازار بھاؤ (روزانہ)
۷-۲۰ رامائن پاٹھ
۷-۳۰ سامائیکی
۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)
سورگنگا (اتوار)
۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰، ۱۱-۰۰)

دوپہر
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۳-۱۰ اختتام
شام
۵-۰۵ یو وا وانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چھٹی
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے (کسانوں کے لیے پروگرام)
رات
۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

جمعہ یکم اپریل

صبح
۸-۲۱ پرارتھنا سبھا
۸-۳۰ ساہتیہ سدھا
۱-۳۰ شاستریہ سنگیت
۱-۵۰ کرشی لوک
شام
۵-۰۵ یو وا وانی (روزانہ)
۶-۲۵ مرو وانی
راجستھانی پروگرام
۶-۴۵ سگم سنگیت
۹-۱۶ کھلا آکاش
۱۰-۰۰ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام

ہفتہ ۲ر اپریل

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۱-۳۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ ہندی میں تقریر
۱-۱۰ لوک گیت
شام
۷-۰۵ ضلع کی چٹھی
۸-۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام
۹-۱۶ کھلا آکاش

اتوار ۳ر اپریل

صبح
۷-۱۰ پرکاش کرن

۲۱ - ۸ سگم سنگیت
۱۵ - ۹ مکل
۰۰ - ۱۰ سندھی پروگرام
۰۰ - ۲ مہلا جگت
۳۰ - ۱۲ جھلکی
شام
۲۵ - ۶ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام
۰۰ - ۸ انگریزی میں تقریر
۱۲ - ۹ خط ملا
۳۰ - ۹ پتریکا پروگرام
۳۰ - ۱۰ شاستر یہ سنگیت

پیر ۴ اپریل

صبح
۳۰ - ۷ ، ۳۰ - ۱ شاستریہ سنگیت
۳۰ - ۱۲ ملے جلے گانے
اندر دھنش
شام
۳۰ - ۶ ادھوگ جگت
صنعتی مزدوروں کا پروگرام
راجستھلی
۰۰ - ۸ سر جھرنی
۲۵ - ۸ سوموار یہ راتریکالین سنگیت سبھا
۰۰ - ۱۰

منگل ۵ اپریل

صبح
۳۰ - ۷ شاستریہ سنگیت
۱۰ - ۱ سہیلیوں کی باڑی
۵۰ - ۱ کرشی لوک
شام
۲۵ - ۶ وویدھا
۰۰ - ۸ گوشٹی
کویتا : کہانی
۳۰ - ۹ سندھی پروگرام

بدھ ۶ اپریل

صبح
۳۰ - ۷ ، ۳۰ - ۱ شاستریہ سنگیت
۲۱ - ۸ راجستھلی
۳۰ - ۱۲ چترپٹ سنگیت

۵۰ - ۱ کرشی لوک
شام
۳۰ - ۶ سندھی پروگرام
۳۰ - ۷ کرشکوں کے لئے
۳۰ - ۸ سواستھ چرچا
۱۶ - ۹ کھلا آکاش
۳۰ - ۱۰ شاستر یہ سنگیت

جمعرات ۷ اپریل

صبح
۵۰ - ۷ دیوا وانی
۳۰ - ۸ سبدھ سنگیت
۱۰ - ۹ لوک گیت
۱۰ - ۱ مہلا جگت
۵۰ - ۱ کرشی لوک
شام
۳۵ - ۶ سرمان کے سوئر
راجستھلی
۰۰ - ۸
۱۶ - ۹ کھلا آکاش
۳۰ - ۱۰ شاستر یہ سنگیت

جمعہ ۸ اپریل

صبح
۲۱ - ۸ پرارتھنا سبھا
۳۰ - ۸ ساہتہ سدھا
۵۰ - ۱ کرشی لوک
شام
۲۵ - ۶ مروانی
راجستھانی پروگرام
۰۰ - ۸ ہندی میں تقریر
۱۶ - ۹ کھلا آکاش
۰۰ - ۱۰ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام

ہفتہ ۹ اپریل

صبح
۳۰ - ۷ شاستر یہ سنگیت
۱۰ - ۱ لوک گیت
۵۰ - ۱ کرشی لوک
شام
۳۰ - ۷ کرشکوں کے لئے
۰۰ - ۸ کہکشاں : اردو پروگرام
۳۰ - ۸ سرجھرنی
۱۶ - ۹ کھلا آکاش

بیکانیر

۲۱۵۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۳۵ - ۶ بھگتی سنگیت
۰۵ - ۷ پروگرام کا خلاصہ
۱۰ - ۷ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)
۳۰ - ۷ ہانس گان
دوپہر
۴۰ - ۱ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۰۰ - ۶ مقامی اطلاعات
پروگراموں کا خلاصہ
۳۰ - ۷
۰۰ - ۸

اودے پور

اودے پور ۲۹۲٫۲۶ میٹر ۱۰۲۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۲۵ - ۶ بھگتی سنگیت
۰۵ - ۷ پروگراموں کا خلاصہ
۱۰ - ۷ کھیتی باڑی
۲۰ - ۷ ہانس گان
۳۰ - ۷ سنگیت سریتا
۴۰ - ۷ فلمی سنگیت
۱۰ - ۹ سگم سنگیت (سوائے اتوار)
دوپہر
۳۰ - ۱۲ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۴۰ - ۱ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۵۰ - ۱ لوک سنگیت
۰۵ - ۵ یووا وانی
۰۰ - ۶ مقامی اطلاعات
۳۰ - ۷
۰۰ - ۸
۲۵ - ۸ فلمی گیت

اتوار ۱۰ اپریل

صبح
۱۰ - ۷ پرکاش کرن
۱۵ - ۹ مکل
بچوں کے لئے پروگرام
۰۰ - ۱۰ سندھی پروگرام
۳۰ - ۱۰ شاستر یہ سنگیت
۰۰ - ۱۲ مہلا جگت
۳۰ - ۱۲ جھلکی
شام
۲۵ - ۶ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام
۰۰ - ۸ انگریزی میں تقریر
۱۶ - ۹ خط ملا
۳۰ - ۹ قوالیاں

پیر ۱۱ اپریل

صبح
۳۰ - ۷ شاستر یہ سنگیت
۲۱ - ۸ سگم سنگیت

۳۰ - ۱۲ اندر دھنش
ملے جلے گانے
۳۰ - ۱ شاستر یہ سنگیت
شام
۳۰ - ۶ ادھوگ جگت
صنعتی مزدوروں کا پروگرام
۳۰ - ۷ کرشکوں کے لئے
۰۰ - ۸ راجستھلی
۱۶ - ۹ سماچار ترنگ
صوبائی ریڈیو
۰۰ - ۱۰ سوموار یہ راتری سنگیت

منگل ۱۲ اپریل

صبح
۳۰ - ۷ شاستر یہ سنگیت
۱۰ - ۱ سہیلیوں کی باڑی
دیہاتی عورتوں پروگرام

کرشکوں کے لئے
گوشٹھی (کویتا، کہانی)
کھلا آکاش
سندھی پروگرام

بدھ ۱۳؍ اپریل

۱-۳۰
شاستریہ سنگیت
راجستھلی

سندھی پروگرام
سواستھ چرچا
کھلا آکاش
شاستریہ سنگیت

جمعرات ۱۴؍ اپریل

شاستریہ سنگیت
سبدھ سنگیت
مہلا جگت

نرمان کے سوئر
راجستھلی
کھلا آکاش
شاستریہ سنگیت

جمعہ ۱۵؍ اپریل

پرارتھنا سبھا
ساہتیہ سدھا
کرشی لوک

مروَوانی
راجستھانی پروگرام
کرشکوں کے لئے
ہندی میں تقریر
کھلا آکاش
راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی پروگرام

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال 'الف' ۲/۲۰۲ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز — بھوپال 'ب' ۲/۲۴۳ میٹر ۱۲۳۳ کلو ہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۴-۴۵ / ۵-۴۵ سے ۷-۴۵	۴۳۱۵ کلو ہرٹز
صبح ۸-۰۰ سے ۹-۳۰ / ۹-۴۵	۷۱۸۰ کلو ہرٹز
صبح ۹-۴۵ سے شام ۵-۱۵ / ۵-۴۵	۹۶۹۰ کلو ہرٹز
شام ۵-۳۰ سے رات ۱۲-۰۰	۳۳۱۵ کلو ہرٹز

رائے پور: ۳۰۵/۹ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز — گوالیار: ۲۱۶/۴ میٹر ۱۳۸۶ کلو ہرٹز

جبلپور ۲۵۴/۲ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ھندی: صبح ۸-۰۰، ۵-۰۰۹ (پرادیشک) دوپہر ۱-۰۵، ۱-۱۰، ۲-۴۵ ۲ شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتے کو)

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)

جمعہ یکم اپریل

صبح
۸-۲۰ اور دوپہر ۱-۳۰
بھونیشور ایلیا: سگم سنگیت
۸-۳۰ ثروت حسین: طبلہ وادن

دوپہر
۲-۳۰ دامودر پرشاد سونی اور ساتھی
لوک گیت

رات
۸-۰۰ اردو پروگرام: کہکشاں
کچھ گھریلو نسخے
حکیم عبدالمجیب
بچوں کے لیے: علم کے خزانے سے
از ڈاکٹر حامد حسین
بچوں کی نظمیں

ھفتہ ۲؍ اپریل

صبح
۸-۳۰ رسک لال اندھاریا: خیال

دوپہر
۱-۲۰ نئی رچنا: کاویہ پاٹھ
منک شریواستو
۲-۳۰ گودھن لال کشواہا اور ساتھی
لوک گیت

رات
۸-۰۰ سوال جن سادھارن کے

جواب کمھیہ منتری کے

اتوار ۳؍ اپریل

صبح
۱۰-۲۰ نارائن راؤ ویاس
خیال اور ٹھمری

دوپہر
۱-۴۰ راگداری
ونائک راؤ پٹوردھن: گائن
۲-۳۰ دیپا شرما اور سہیلیاں
لوک گیت

پیر ۴؍ اپریل

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
سدھا شریواستو: لوک گیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
نصیر معین الدین ڈاگر
دھمار اور دھرپد

منگل ۵؍ اپریل

صبح
۸-۳۰ بزمِ سخن: شرکا شعراء
معبود علی ذوق
مقبول احمد سلطان پوری
نفیس احمد سحر، گوہر جلالی
سیفی سرونجی، احتشام اور

دوپہر
۲-۳۰ تیج رام بھارتی اور ساتھی
لوک گیت

رات
۸-۱۵ لوک گیتوں کا سماجک سنسار
نماڑی
ہندی تقریر از
رام نارائن اپادھیائے

بدھ ۶؍ اپریل

صبح
۷-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
بہار بلال راؤ اور ساتھی
لوک گیت
۸-۲۰ اور دوپہر ۱-۳۰
گوبند بھارتی: سگم سنگیت
۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
فیاض احمد نیاز احمد خاں: خیال

رات
۸-۰۰ ساہتکی: کاویہ پاٹھ
اندرسین وراٹ
۹-۳۰ ہوا کا چکر: ترنگ
مصنف: اے جی خان اسلم
۱۰-۳۰ دیوبرت چودھری: ستار

جمعرات ۷؍ اپریل

صبح
۷-۴۵ ہیرا دیوی مشر
اپ شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ اور دوپہر ۱-۳۰
کیرتی شرما
سگم سنگیت

رات
۸-۰۰ مدھیہ پردیش کے مندر
استھاپتیہ کی درشٹی سے
بھوجپور کا مندر
ہندی تقریر از
ڈی کے سنہا
۱۰-۳۰ نثار حسین خاں: خیال

جمعہ ۸؍ اپریل

صبح
۸-۲۰ اور دوپہر ۱-۳۰
پرشورام پٹیل: سگم سنگیت

۸-۳۰ جالندھر ابھیشیکی : خیال

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام : کہکشاں
افسانہ
کلام نو : معظم علی فریاد
نغموں کے پھول

ہفتہ ۹ اپریل

صبح

۸-۲۰ اور دوپہر ۱-۳۰
نرملا دیوی : سگم سنگیت

۸-۳۰ سیارام تیواری
دھرپد توڑی

دوپہر

۱-۲۰ نئی رچنا : کاوبہ پاٹھ
جے کمار شیتل

رات

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۰ اپریل

صبح

۱۰-۲۰ ایل. وی. مسل گاؤنکر : خیال

دوپہر

۱-۴۰ راگداری
سندر لال سونی : ستار

۲-۳۰ ہرگووند سونی اور ساتھی
لوک گیت

رات

۹-۳۰ سنیاسی : ناٹک
مصنف : سائیل سین

پیر ۱۱ اپریل

صبح

۷-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
دیوی داس گشوایا اور ساتھی
لوک گیت

۸-۲۰ پرکاش پارینکر
سگم سنگیت

رات

۱۰-۰۰ گسم ناگریہ : ستار

۱۰-۳۰ بھیم سین جوشی : خیال

منگل ۱۲ اپریل

صبح

۷-۴۵ کرشن دیوی چترتھ
اپ شاستریہ سنگیت

۸-۲۰ سریکھا گندھے : سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام : آئینہ
روپک : بابا شیخ فرید

دوپہر

۱-۲۰ کاویہ دھارا
دھرم پال مہندر جین

۱-۳۰ سریکھا گندھے
سگم سنگیت

۲-۳۰ وشو کرما کمل اور ساتھی
لوک گیت

رات

۸-۱۵ مدھیہ پردیش کا

(آگے ص ۵۴ پر)

سرینگر

میڈیم ویو : سرینگر الف : ۸۰/۲۶۸ میٹر سرینگر ب : ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ ...
شارٹ ویو : ۱۰/۴۹ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۵۶/۹۱ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز
پہلی مجلس : صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک دوسری مجلس : صبح ۱۰-۳۰ ...
رات ۱۱-۰۵ تک (اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

کشمیری : صبح ۷-۴۵ شام ۶-۲۵ اردو : صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۱۵ ...
ھندی : صبح ۹-۰۰ سنسکرت : صبح ۷-۰۰ انگریزی : صبح ۸-۱۰ ...
شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

صبح ۹-۰۵ دلچسپ خبریں ۹-۲۰ اردو ۹-۲۵ کشمیری دوپہر ۲-۱۰ ...
شام ۷-۳۰ کشمیری ۷-۴۵ اردو

جمعہ یکم اپریل

صبح

۷-۳۰ گاندھی کتھا

۸-۰۰ بھوپندر : غزلیں

۸-۲۱ گھر بارہ خاطرہ

۱۱-۳۰ ، دوپہر ۱-۰۰ ، ۲-۳۰
غلام محمد شیخ بندہ پوری اور ساتھی :
چھکری اور روف

سہ پہر

۴-۰۰ مغربی موسیقی

۴-۳۰ پنجابی پروگرام

۶-۱۰ علی محمد : غزلیں

رات

۸-۴۵ کھیلوں کا جائزہ

۹-۳۰ راے تراے

۱۰-۰۰ داستان

ہفتہ ۲ اپریل

صبح

۸-۰۰ مہینے کا نغمہ

۸-۲۱ نوی تخلیق

۸-۳۵ حرف حرف

۹-۰۵ کاشر ناول

۱۱-۳۰ رمضان جو و ساتھی : صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ پراگاش

۱-۰۰ راج بیگم اور نسیم اختر : غز...

۲-۳۰ علی محمد شیخ و ساتھی : چھکری

۴-۰۰ مغربی موسیقی

۴-۳۰ راج بیگم : غزلیں

رات

۸-۴۵ انگریزی بات چیت

۹-۳۰ میانی زندگی میون کار...

۱۰-۳۰ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

اتوار ۳ اپریل

صبح

۸-۰۰ چترا سنگھ : غزلیں

۸-۲۱ گھر والوں کیلئے

۹-۳۰ اس ہفتے

۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۱۰-۱۵ ہونہار

۱۱-۳۰ نیشنل پروگرام : ڈرا...

۱-۰۰ مغربی موسیقی

۲-۳۰ ٹیچرز فورم

۴-۰۰ ہی مال

۴-۳۰ پنجابی پروگرام

رات

۸-۴۵ تو ہنز چٹھی واتز

لیہ

میڈیم ویو ۲۸۴/۹ میٹر ۱۰۵۳ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۷-۲۰ بھگتی سنگیت

۸-۴۵ پروگراموں کا خلاصہ

دوپہر ۱

۱-۱۰ اور رات ۸-۰۰
فوجی بھائیوں کے لیے

۲-۱۵ لداخی موسیقی

شام

۶-۱۵ ملا جلا پروگرام (لداخی میں)

۱۰-۰۰ وودھ بھارتی پروگرام
(علاوہ ہفتہ)

۱۰ - ۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۴ / اپریل

صبح

۸ - ۰۰ طلعت محمود : غزلیں

۸ - ۲[illegible] رسالو منزہ

۸ - ۴[illegible] ہندی بات چیت

۹ - [illegible] سنطور، صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲ - ۴[illegible] پراگاش

۱ - [illegible] نشتی چھابڑا : غزلیں

۲ - [illegible] دیپالی ناگ : گاش

۴ - ۳[illegible] کیاری

انیل کمار : ڈوگری لوک گیت

شام

۶ - ۱[illegible] ضلع نامہ

۸ - [illegible] اردو بات چیت

۹ - ۳[illegible] اردو کھیل

۱۰ - [illegible] میانی پسند

منگل ۵ / اپریل

صبح

[illegible] کیلاش مہرہ : کشمیری موسیقی

۸ - [illegible] احمد حسین، محمد حسین : غزلیں

۸ - [illegible] زعفران زار

۹ - [illegible] ڈوگری سنگیت

۱۱ - [illegible] غلام محمد ساز نواز اور ساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲ - [illegible] بھجن

۱ - [illegible] محمد سلطان صوفی اور ساتھی ؛ چھکری اور روف

۲ - [illegible] استاد علاؤالدین خاں : سرود

۴ - [illegible] مغربی موسیقی

۴ - [illegible] پنجابی پروگرام

رات

۸ - [illegible] کشمیری بات چیت

۹ - [illegible] وودھا

۱۰ - [illegible] تو ہمنز فرمائش

بدھ ۶ / اپریل

صبح

۸ - [illegible] بیگم اختر : غزلیں

۸ - [illegible] ششش رنگ ریڈیو ڈائجسٹ

۹ - [illegible] راج بیگم : غزلیں

دوردرشن سرینگر

بینڈ : ۴۸/۵۱، ۶۲ میگاہرٹز (تصویر) چینل : ۵۳/۵۴، ۶۷ میگاہرٹز (آواز)

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

دوپہر ۱۲۔۰۰ فیچر فلم ۳۔۳۰ یونیورسٹی کے لیے ۴۔۰۰ اختتام شام ۶۔۳۰ بچوں کے لیے ۷۔۰۰ نوجوانوں کے لیے (کشمیری) ۷۔۳۰ کشمیری میں خبریں ۸۔۰۵ روزگار خبرنامہ ۸۔۱۵ ہلکی پھلکی موسیقی ۸۔۳۰ دلی سے براہ راست ریلے ۱۰۔۰۰ موسیقی ۱۰۔۳۰ اردو میں خبریں اور اختتام

پیر

شام ۶۔۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے ۷۔۰۰ کشمیری لوک سنگیت ۷۔۱۵ ٹی وی نیوز فیچر ۷۔۳۰ کشمیری میں خبریں ۷۔۴۲ نقش و نغمہ (فلمی گیتوں کا پروگرام) ۸۔۳۰ دلی سے براہ راست ریلے ۱۰۔۰۰ انٹرویوز ۱۰۔۳۰ اردو میں خبریں اختتام

منگل

شام ۶۔۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے زرعی پروگرام ۷۔۰۰ ہوم سائنس/گھرانوں کے لیے ۷۔۳۰ کشمیری میں خبریں ۷۔۴۲ آپ کی ڈاک (ناظرین کے خطوط کے جواب) ۸۔۰۰ ہیلتھ میگزین ۸۔۳۰ دلی سے براہ راست ریلے ۱۰۔۰۰ تعمیر و ترقی سے متعلق پروگرام/رنگارنگ پروگرام/موسیقی ۱۰۔۳۰ اردو میں خبریں اور اختتام

بدھ

شام ۶۔۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے زرعی پروگرام ۷۔۰۰ ٹیلی کلبوں سے/فیملی ویلفیر ۷۔۳۰ کشمیری میں خبریں ۷۔۴۲ ڈوگری پروگرام ۸۔۰۰ سلسلہ وار کشمیری ڈرامہ ۸۔۳۰ دلی سے براہ راست ریلے ۱۰۔۰۰ مزاحیہ پروگرام کلاسیکی موسیقی/صوفی سنتوں کے بارے میں ۱۰۔۳۰ اردو میں خبریں اور اختتام

جمعرات

شام ۶۔۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے زرعی پروگرام ۷۔۰۰ کشمیری لوک سنگیت ۷۔۱۵ فن اور فن کار/کشمیری موسیقی/ہمارا ثقافتی ورثہ ۷۔۳۰ کشمیری میں خبریں ۷۔۴۲ نقش و نغمہ (فلمی گیتوں پر مبنی پروگرام) ۸۔۳۰ دلی سے براہ راست ریلے ۱۰۔۰۰ حالات حاضرہ ۱۰۔۳۰ اردو میں خبریں اور اختتام

جمعہ

شام ۶۔۳۰ گوجر بھائیوں کے لیے کشمیری لوک داستان کشمیری لوک سنگیت ۷۔۰۰ ہلکی پھلکی موسیقی/نظر کی عکس بندی/ہمارے فرائض/ہمارا گاؤں ۷۔۲۰ دستاویزی فلم ۷۔۳۰ کشمیری میں خبریں ۷۔۴۲ کشمیری لوک سنگیت ۸۔۰۰ انگریزی سلسلہ وار فلم/ڈرامہ ۹۔۰۰ دلی سے براہ راست ریلے ۱۰۔۰۰ ادبی میگزین پروگرام (اردو)/انگریزی میں سلسلہ وار فیچر ۱۰۔۳۰ اردو میں خبریں اور اختتام

ہفتہ

شام ۶۔۳۰ بچوں کے لیے (کشمیری/اردو) ۷۔۰۰ کھیل اور کھلاڑی : اسپورٹس میگزین ۷۔۳۰ کشمیری میں خبریں ۷۔۴۲ کشمیری لوک سنگیت ۸۔۰۰ انگریزی میں سلسلہ وار پروگرام/ڈرامہ ۸۔۳۰ دلی سے براہ راست ریلے ۱۰۔۰۰ ادبی میگزین پروگرام ۱۰۔۳۰ اردو میں خبریں اور اختتام

---

۱ - ۰۰ رتنا کول : غزلیں

۲ - ۱۰ کلاسیکی موسیقی

۴ - ۰۰ مغربی موسیقی

۴ - ۳۰ لوک سنگیت

شام

۶ - ۱۰ رحمت اللہ خاں : غزل

۸ - ۴۵ خط کیلئے شکریہ

۹ - ۳۰ سام

۱۰ - ۰۰ آپ کی فرمائش

۱۰ - ۳۰ ریڈیو ڈائری اور تو ہمنز فرمائش

جمعرات ۷ / اپریل

صبح

۸ - ۰۰ غلام صادق خاں : غزلیں

۸ - ۲۱ آتش تہ گاش

۹ - ۰۵ پوسٹ کارڈ افسانہ اور سازینہ

۱۱ - ۳۰ ، دوپہر ۲۰-۳۰

شیخ عبدالعزیز اور ساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی

۱ - ۰۰ غلام محی الدین بلہ پوری و ساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی

۴ - ۳۰ پہاڑی پروگرام

شام

۶ - ۱۰ اندرا کا چرو : غزلیں

۸ - ۴۵ ہلیتھ فورم

۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

جمعہ ۸ / اپریل

صبح ۷ - ۱۵ گاندھی کتھا

۸ - ۰۰ غزلیں

۸ - ۲۱ اے گیسٹ ان دی ہیپی ویلی

۱۲ - ۴۰ نعتیں اور منقبت

۱ - ۰۰ نرملا دیوی : غزلیں

۲ - ۱۰ شاستریہ سنگیت

شام

۶ - ۱۰ کے کے جالا : غزل

۸ - ۴۵ کشمیر میں کھیلوں کا جائزہ

۹ - ۳۰ رائے ترائے

۱۰ - ۰۰ داستان

ہفتہ ۹ / اپریل

صبح

۸ - ۰۰ بشیر احمد : غزلیں

۸ - ۲۱ تخلیق نو

۸ - ۳۵ مول شعار

۹ - ۰۵ کاشر ناول

۱۱ - ۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰

محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی

۴ - ۰۰ مغربی موسیقی

۴ - ۳۰ خوشحال گھرہ

شام

۶ - ۱۰ عبدالاحد پرے : غزل

۸ - ۴۵ انگریزی بات چیت

۹ - ۳۰ بزم سامعین

۱۰ - ۰۰ اسپورٹس میگزین

۱۰ - ۳۰ ریڈیو ڈائری اور شہر صدا

اتوار ۱۰ / اپریل

صبح

۸ - ۰۰ نسیم اختر : غزلیں

۸ - ۲۱ گھرانوں کیلئے

۹ - ۰۵ اس ہفتے

۱۰ - ۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۱۰ - ۱۵ ہونہار

۱۱ - ۰۰ کہکشاں

۱۱ - ۳۰ اردو کھیل

دوپہر

۱۲ - ۴۰ پراگاش

۱ - ۰۰ مغربی موسیقی

۲ - ۳۰ ٹیچرز فورم

۴ - ۰۰ ہی مال

۴ - ۳۰ پنجابی پروگرام

رات

۸ - ۴۵ تو ہمنز چھٹی واٹر

۱۰ - ۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۱۱ / اپریل

صبح

۸ - ۰۰ محی الدین ناں : غزلیں

۸ - ۲۱ ذات بترات

۸ - ۳۵ ہندی بات چیت

۹ - ۰۵ سنطور، صوفیانہ موسیقی

۱ - ۰۰ ، شام ۱۰-۶

غلام محمد میر اور راج بیگم : غزلیں

رات

۸-۴۵ اردو بات چیت

منگل ۱۲ اپریل

صبح

۸-۰۰ غزلیں

۸-۲۱ سنگیت میگزین

۹-۰۵ ڈوگری موسیقی

۱۱-۳۰ غلام محمد قالین باف اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ بھجن

۱-۰۰، ۲-۳۰ نسیم اختر و ساتھی، چھکری و روف

۴-۰۰ غزل

شام

۶-۱۰ کسم لتا، غزل

۸-۴۵ کشمیری بات چیت

۹-۳۰ سنگریال

۱۰-۰۰ توہنز فرمائش

بدھ ۱۳ اپریل

صبح

۸-۰۰ غزلیں

۸-۲۱ شش رنگ

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش

۱-۰۰ سنیتا کول، غزلیں

شام

۶-۱۰ محمد خلیل اور ساتھی، قوالی

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ

۹-۳۰ سائنس میگزین (اردو)

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۴ اپریل

صبح

۸-۰۰ یونس ملک، غزلیں

۸-۲۱ آشن تہ گاش

۹-۰۵ پوسٹ کارڈ افسانہ اور سازینہ

۱۱-۳۰، دوپہر ... غلام محمد ساز نواز اور ساتھی، صوفیانہ کلام

دوپہر

۱-۰۰ زونہ بیگم اور ساتھی، چھکری و روف

۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۴۵ ہیلتھ فورم

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: فیچر

۱۰-۳۰ ریڈیو ڈائری اور کشمیری موسیقی (بہاریہ نغمے)

جمعہ ۱۵ اپریل

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا

۸-۰۰ بتن دیوانہ: غزلیں

۸-۲۱ گھر بارہ خاطرہ

دوپہر

۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت

۴-۳۰ پنجابی پروگرام

شام

۶-۱۰ کرن کول، غزل

۸-۴۵ کھیلوں کا جائزہ (کشمیری)

۱۰-۰۰ داستان

۱۰-۳۰ ریڈیو نیوز ریل اور پھر سنیے

دوردرشن بمبئی

سپل چینل ۴ تصویر ... میگا ہرٹز آواز ... میگا ہرٹز
پرت چینل ۵ تصویر ... میگا ہرٹز آواز ... میگا ہرٹز

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

شام ۷-۳۰ مراٹھی میں خبریں ۷-۴۰ کل کے پروگرام (اتوار ۶-۳۵ پر) ۸-۳۰ سے ۱۰-۳۰ نیشنل پروگرام (دلی دوردرشن سے براہ راست ریلے) ۱۱-۰۰ اختتام (اتوار ...)

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

اتوار

صبح ۹-۰۰ پرتبھا لی پرتبھا ۱۰-۰۰ اس ہفتہ کی (ہندی میں ہفتہ بھر کے پروگراموں کی جھلک) ۱۰-۳۰ انگریزی فیچر فلم / شیدان چپلیاچی کتھے ۱۲-۳۰ اختتام
شام ۴-۰۰ دی ورلڈ آف اسپورٹس ۵-۱۵، ۶-۴۵ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم ۹-۳۵ کل کے پروگراموں کا اعلان اور ساتھ میں گمشدہ لوگوں کے بارے میں اطلاعات

پیر

صبح ۱۰-۳۰ سے ۱۱-۰۰ اور ۲-۰۰ سے ۲-۳۰ شالے چتروانی (اسکول ٹیلی ویژن) (جماعت پانچ کے لیے انگریزی کا سبق) شام ۶-۰۰ لائٹ میوزک ۶-۱۰ پلیل (مراٹھی میں بچوں کا پروگرام) ۶-۴۰ آپلی ماتی آپلی مانس ۷-۰۰ یووادرشن ۷-۴۲ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن چترگیت ۸-۱۵ آپ کے خطوں کے جواب ۱۰-۳۰ ورا چڑی ماتے

منگل

شام ۶-۰۰ ویرتا چتراگوریلا ۶-۳۰ ومن وار ۶-۳۰ کلانگار و شو ۷-۰۰ گیان دیپ ۷-۴۲ سنیچتا نائیڈو گیت ۱۰-۳۰ ٹی وی ان ایٹ (سائنس فلم / کلاسیکل ڈانس)

بدھ

صبح ۱۰-۳۰ سے ۱۱-۰۰ اور ۲-۰۰ سے ۲-۳۰ شالے چتروانی (اسکول ٹیلی ویژن) (انگریزی کا جماعت چھٹی کے لیے سبق) شام ۶-۰۰ بچوں کی موسیقی ... کھیل کھلونا ۶-۴۰ آپلی ماتی آپلی مانس ۷-۰۰ یووادرشن ۷-۵۰ چترہار ۱۰-۳۰ ہندی ادبی پروگرام (ڈاکیومنٹری فلم)

جمعرات

شام ۶-۰۰ فلم ڈویژن کی فلم ۶-۱۰ سندر ماجے گھر ۶-۳۰ کالانگار ویشو ۷-۰۰ ینگ ورلڈ / ڈائری و ۷-۴۲ ڈراما ۱۰-۳۰ انٹرنٹ (فیچر / پکچر ویو)

جمعہ

صبح ۱۰-۳۰ سے ۱۱-۰۰ اور ۲-۰۰ سے ۲-۳۰ شالے چتروانی (اسکول ٹیلی ویژن) (آٹھویں جماعت کے لیے سائنس کا سبق)
شام ۶-۰۰ سنا گڑی (گجراتی میں بچوں کا پروگرام) ۶-۴۰ آپلی ماتی آپلی مانس ۷-۰۰ گیان دیپ ۷-۴۲ ہوشیار ۸-۵۰ چھایا گیت ۱۰-۳۰ اسپورٹس راؤنڈ اپ

ہفتہ

صبح ۱۰-۳۰ سے ۱۱-۰۰ اور ۲-۰۰ سے ۲-۳۰ شالے چتروانی (استادوں کے لیے صرف چوتھے ہفتہ کو) شام ۵-۳۰ بچوں کی فلم ۶-۴۰، ۷-۴۲ مراٹھی فیچر فلم ۹-۳۰ ڈراما ۱۰-۳۰ انگریزی فلم سیریل

بقیہ — بھوپال

ہریانہ استھل سنگوا

ہندی تقریر از ڈاکٹر کامینی

بدھ ۱۳ اپریل

صبح

۸-۲۰ ٹی. پی. چٹرجی سگم سنگیت

۸-۳۰ بی. شیام سندر نائیڈو: ستار

دوپہر

۲-۳۰ رام سیوک کھرارے لوک گیت

رات

۸-۰۰ ساہتیکی کہانی: اوم پرکاش مہرا

۹-۳۰ ترنگ: منزل ایک ہے مصنف: ایس آر سلوجا

۱۰-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں خیال

جمعرات ۱۴ اپریل

صبح

۷-۴۵ اے. کے. کوگجے اپ شاستریہ سنگیت

۸-۲۰ اور دوپہر ۱-۳۰ انامیکا تیواری: سگم سنگیت

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰

سمتی منانگر: دھروپد ...

۲-۳۰ رجنی کھرنگ لوک گیت

رات

۸-۰۰ سرجناتمک آلوچنا ... میں: ہندی نقد ... اشوک باجپئی

۱۰-۰۰ بدھ دیو داس گپتا ...

جمعہ ۱۵ اپریل

صبح

۸-۲۰ اور ۱-۳۰ رام پرتاپ شرما سگم ...

۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰ رام چتر ملک دھروپد توڑی اور ...

دوپہر

۲-۳۰ چندر کلا سونی: لوک گ...

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام: ... ساگر سرحدی سے ایک ... از ایم رفیق اور اقبال ...

۹-۳۰ ناٹک شتی گرہست مصنف: کیلاش ...

۱۰-۰۰ بلرام پاٹھک: ست...

...بستوی — آکاشوانی گورکھپور سے
...سیکولرازم' کے زیرعنوان تقریر پیش کرتے ہوئے۔

"قومی یک جہتی اور مختلف زبانوں کا رول"
آکاشوانی پٹنہ کے اردو پروگرام میں نشر
مذاکرے کے شرکا —
(دائیں سے) غلام سرور، اچاریہ دیویندر ناتھ شرما
شمیم فاروقی (میزبان) حبیب الرحمٰن اور شنکر دیال سنگھ۔

انٹر منسٹری ہاکی ٹورنامنٹ کے افتتاح کے موقع پر
جناب ایچ کے ایل بھگت
کھلاڑیوں سے ملاقات کرتے ہوئے۔

رہبر کمیٹی پٹنہ کے زیر اہتمام منعقد نعتیہ مشاعرہ کا افتتاح کرتے ہوئے
ڈاکٹر احمد عبدالحئی — اور دیگر شعرا کرام۔ اس مشاعرہ کی روداد آکاشوانی پٹنہ سے نشر کی گئی۔

کماری نمرتا ہرے اور کماری دوے
آکاشوانی احمد آباد سے نشر فیچر 'کاتھن' کی ریکارڈنگ میں حصہ لیتے ہوئے۔

I- Quamer

No. D-(C) 39 Regd. No. RN 14253 | AWAZ 1st. April 1983 | Licenced (U-23) to post without prepayment at CPSO, New Delhi.

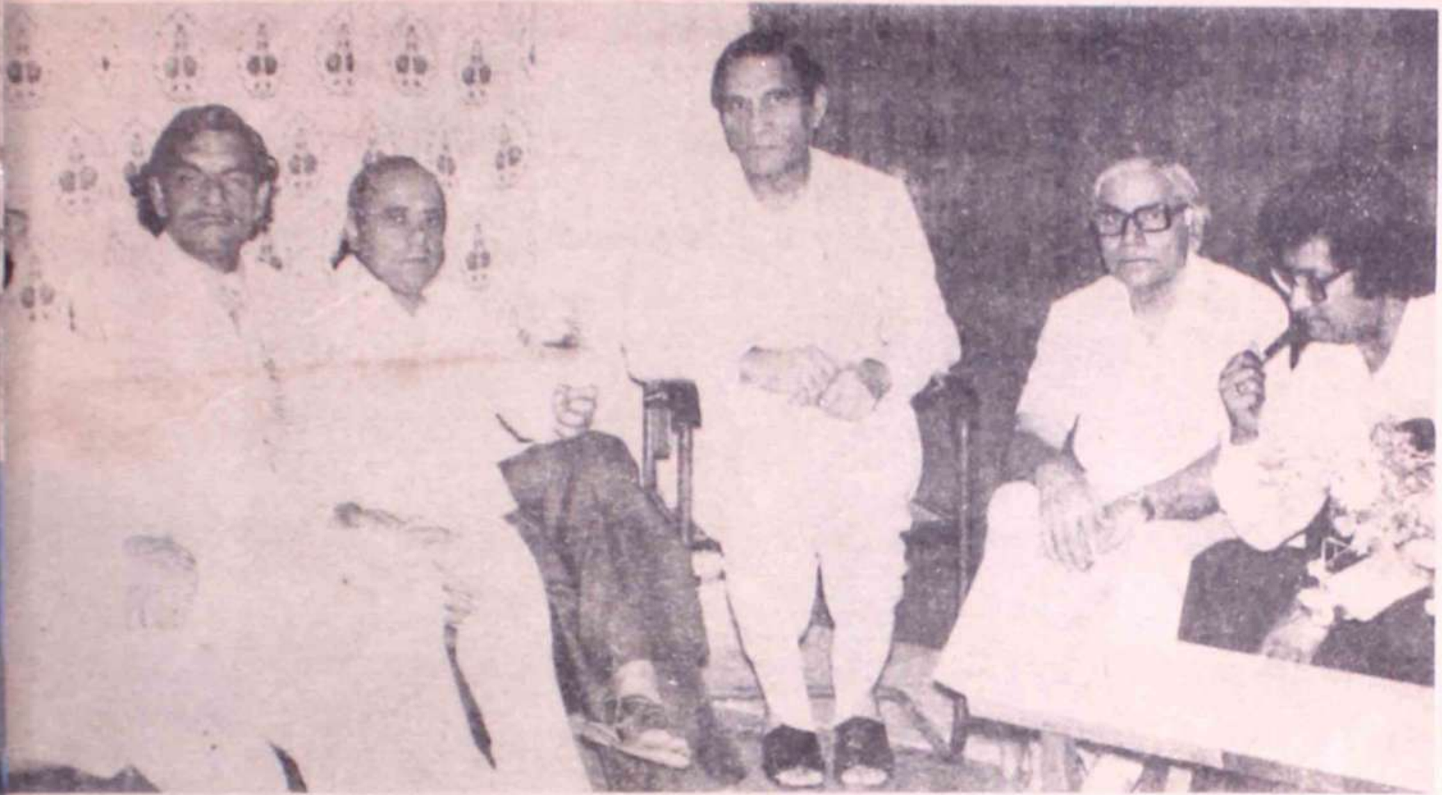

آکاشوانی بمبئی سے نشر
گفتگو کے شرکار۔
(دائیں سے) حسن کمال، گوپال دت، بی آر چوپڑا
ایس کرشنن، فیاض رفعت اور
راہی معصوم رضا۔

منموہن کرشن۔
نامور کریکٹر ایکٹر اور فلم ہدایت کار (فلم نوری)
آپ کے ساتھ اقبال وارثی (بائیں) کا انٹرویو
اردو سروس سے نشر کیا گیا۔

ہربنس کمار۔
ویسٹ انڈیز کے نامور فلم ساز و ہدایت کار (درمیان)
کے ساتھ محمود ہاشمی اور شمیم قریشی (بائیں)
اردو سروس کے لیے
انٹرویو کرتے ہوئے۔

...shed by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani ... of Journals, PTI Building, II floor Sansad Marg, New Delhi 110001.
...ed by the Manager, Government of India Photo Litho Press, Faridabad.